Im hashmi

عروج وزوالِ اُمّت

مرتّبہ

امجد القادری

ناشر

بزمِ اشاعت۔ چوک اُردو بازار۔ لاہور

131

Marfat.com

سلسلۂ بزمِ اشاعت نمبر ۱

نام کتاب	عروج و زوالِ اُمّت
مرتب	امجد القادری
بارِ اوّل	اکتوبر ۱۹۶۴ء
ناشر	بزمِ اشاعت
تعدادِ اشاعت	ایک ہزار
قیمت	دو روپے

حافظ عبد المجید ناظم بزمِ اشاعت نے استقلال پریس لاہور باہتمام ایم ظہیر الدین سے چھپوا کر بزمِ اشاعت حبیب بنک بلڈنگ اُردو بازار لاہور سے شائع کیا۔

Marfat.com

۲۹۷.۰۹
ع ۲۸۱
۱۳۲۶۱

آئینۂ ترتیب

- تعارف بزمِ اشاعت
- حرفِ آغاز
- عروج و زوال کے حقیقی اسباب
  (از مولانا ابو الحسن علی ندوی)
  ۱۷ - ۸۵
- امتِ مسلمہ کا مقام اور زوال کے اسباب
  (از مولانا محمد تقی امینی
  ۸۶ - ۹۴
- اسبابِ زوالِ امت
  (از مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی)
  ۹۵ - ۱۲۲
- تنزل کا بنیادی سبب اور قرآنی طریقۂ علاج
  (از مولانا محمد منظور نعمانی)
  ۱۲۳ - ۱۶۷

Marfat.com

تعارف بزم اشاعت

نوا را تلخ تر مے زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی،
حدی را تیز تر مے خواں چو محمل را گراں بینی

تہذیب یورپ نے نوع انسانی کے لئے فتنہ کشی کے جو سامان فراہم
کئے ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم فتنہ عریاں اور بے حجاب لٹریچر ہے ——
ناول، افسانہ، ڈرامہ، اور دیگر اصنافِ ادب اس عریانی ذوق سے بڑی طرح
متاثر ہوئے ہیں۔ جس کی بدولت ہمارے لکھے پڑھے طبقہ کا ذہن، تحقیقی اور معیاری ادب
متلاشی ہونے کی بجائے گھٹیا قسم کے ناول، مخش قسم کے افسانہ اور لچر قسم
کے ادب کا خوگر بن گیا ہے —— بعض ناعاقبت اندیش افراد نے اس
کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے دھڑا دھڑ ایسا مواد فراہم کرنا
شروع کر دیا ہے —— جو نوجوانوں کے جذبات کی تسکین کا سامان
بن سکے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس زہریلے ادب نے نوجوان طبقہ پر اپنا سکہ بٹھا
دیا —— یقیناً یہ وقت کا ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور اہل دانش کا فرض ہے
اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔

لیکن اس فتنہ سے بھی عظیم تر فتنہ بعض تعلیم یافتہ حضرات کا یہ رجحان ہے۔
کہ وہ اسلامی تعلیمات کو قرونِ اولیٰ کی روشنی میں دیکھنے کی بجائے انھیں توڑ

Marfat.com

مروڑ کر دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل اس ذہن کے لوگ اسلام کے علمبردار ہونے کے ساتھ ساتھ زمانے کے رجحانات سے بھی ہمکنار رہنا چاہتے ہیں اور جب وہ تہذیبِ حاضر کے نظریات اور اسلامی نظریات میں زمین و آسمان کا تفاوت دیکھتے ہیں تو بجائے اس کے کہ مروجہ نظریات کو اسلامی مسلمات کے مطابق ڈھالتے، اسلامی تعلیمات میں قطع و برید کر کے انھیں مروجہ نظریات کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ بقول شاعرِ مشرق ؎

حدیث بے خبراں ہے تو بازمانہ بساز
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز

زمانہ کے رجحانات اگر اسلامی اعتقادات سے ٹکراتے ہیں تو تقاضائے انصاف یہ ہے کہ ہم اسلام کی برتری مانتے ہوئے مروجہ نظریات سے برسرِ پیکار ہو جائیں۔ نہ یہ کہ اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے انہیں زمانہ کے مطابق بنانے کی سعی کریں — اس عظیم فتنہ کی بدولت ایک نیا اسلام "طلوع" ہو رہا ہے جس میں اسلام اور قرآن کی وہی تعبیر و تشریح قابلِ قبول ہے جو موجودہ نظریات کے سراسر مطابق ہو — یقیناً یہ فتنہ بھی ایک عظیم فتنہ ہے اور پہلے فتنہ سے عظیم تر۔ اور یہ فتنہ اتنا شدید ہے کہ ؎

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں،

اور اہلِ علم و فکر کے لئے زیبا ہے کہ اس فتنہ کے سدِ باب کی سعی و کوشش میں اپنے جوہر دکھائیں۔

Marfat.com

وقت کے جن دو فتنوں کا ابھی ابھی تذکرہ کیا گیا ہے ارباب دین و دانش ان کی شدت اور گہرائی آشکارا ہے اور حالات کی رفتار دیکھتے ہوئے بہ پیشین ‌ئی کی جا سکتی ہے کہ اگر ان کے خلاف لسانی اور قلمی جہاد کا علم بلند نہ کیا گیا یہ امت مسلمہ کے بقا کے لئے زہر مہلک سے کم تر نہ ہوگا۔

حالات کی اس نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے "بزم اشاعت" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ تحصیل زر بلکہ واحد ور واحد مقصد یہ ہے کہ وقت کے ان دو بڑے فتنوں کے استیصال کے لئے ہر تو ڑ تگ و دو کی جائے۔ ہم اپنے خلوص اور دیانت کے متعلق طویل گفتگو نہیں کرنا چاہتے صرف اتنا عرض کریں گے کہ اگر ہمارا مقصد تحصیل زر ہوتا تو ہم وقت کے رجحانات کا ساتھ دیتے ہوئے فحش اور لچر قسم کا ادب شائع کر کے سیم وزر کے انبار لگاتے یا کوئی نئی قسم کا اسلام "طلوع" کر کے الحاد و بے دینی کے متوالوں کو اپنے گرد اکٹھا کرتے اور کسی فیشن ایبل علاقے میں کوٹھیاں اور بنگلے تعمیر کر کے اسلام کی من مانی تفسیریں کرتے اور ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے لیکن ہم نہ قوم کے اخلاق و کردار سے کھیلنا چاہتے ہیں اور نہ کوئی نیا اسلام طلوع کرنا چاہتے ہیں ــــ ہمارا مقصد قوم کو با اخلاق اور با اصول بنانے کی جدوجہد کرنا اور قوم کے سامنے اسلام کی وہی تصویر پیش کرنا ہے جو ہمیں قرون اولیٰ سے ورثہ میں ملی ہے اور جو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے نقوش قدم کے عین مطابق ہے ــــ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کام نہایت کٹھن اور دشوار ہے۔ نہ اس کی مانگ ہے۔ اور نہ اس کا ذوق لیکن ہم نے بفضلہ تعالیٰ اس

تہیہ کر لیا ہے۔ ع

ہر چہ باد اباد ما کشتی در آب انداختیم

بزم اشاعت نے مذکورہ مقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے ایک عظیم پروگرام مرتب کیا ہے جس کے مطابق ہر دو ماہ بعد وقت کے کسی اہم مسئلہ کے متعلق معیاری کتاب شائع کی جائے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی عروج و زوالِ امت ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ یہ کتاب مولانا ابوالحسن علی ندوی مولانا محمد تقی امینی مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا محمد منظور نعمانی کے مقالات کا مجموعہ ہے۔ کتاب کی اہمیت و افادیت بتلانے کے لئے صرف ان حضرات کا نام پیش کر دینا ہی کافی ہے۔ ــــ وہ بزرگانِ دین ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا بیش قیمت حصہ خدمتِ دین، حمایتِ حق اور تبلیغِ اسلام میں صرف کیا ہے

ــــــــــــ اس کتاب میں بعض تجدد پسندوں کے اس پروپیگنڈہ کو طشت ازبام کیا گیا ہے کہ "مسلمانوں کے زوال کا سبب ان کا مذہب ہے" اور ٹھوس حقائق اور پختہ دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے زوال و تنزل کا واحد سبب ان کا اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالنا اور اللہ و رسول کے احکامات سے روگردانی ہے۔ اور وہ اگر عروجِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں تو اسلامی تعلیمات کو جزوِ زندگی بنائیں اور نبی عربی کے دین کو اپنا مقصدِ حیات قرار دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور اہلِ علم طبقہ نے وقت کی اس اہم دعوت پر لبیک کہی تو انشاءاللہ ہم اگلی دفعہ عروج و زوالِ امت حصہ دوم شائع کر کے فکر و نظر کے اس اہم مسئلہ پر بیشتر

Marfat.com

کے لیے ایک مکمل اور مدلل دستاویز فراہم کر دیں گے۔ آخر میں ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ :

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں خوابِ گراں خیز

حافظ عبدالمجید۔ ایم۔ ایس سی (فزکس) ناظم بزمِ اشاعت۔

Marfat.com

حرفِ آغاز

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

قوموں کی داستانہائے عروج و زوال کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قومیں جب تک کسی بلند مقصدِ حیات پر گامزن رہتی ہیں، ان کا قافلۂ حیات جذبہ و عمل کی لوائے سرورش سے قدم بقدم چلتا ہے اور وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتیں وہ عروج و ترقی سے ہمکنار ہوتی ہیں ـــــ لیکن جونہی وہ اپنے مقصدِ حیات، اپنی منزلِ مقصود جذبہ و عمل اور قوت و ہمت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں زوال و تنزل ان کو آ لیتا ہے ـــــ اس باب میں امتِ مسلمہ کا حال بھی دوسری قوموں سے مختلف نہیں جب تک مسلمان اسلام کے سچے پیروکار، قرآن و سنت کے متبدلت کر قوتِ عمل سے سرشار رہے کامیابی نے ان کے قدم چومے اور فتح و کامرانی ادائی اوتبہ ہیں آئی ـــــ لیکن جونہی وہ اسلامی تعلیمات سے بیگانہ، اللہ و رسول ... خواہشات کے پجاری اور قوتِ اخلاق و کردار سے محروم ہو گئے وہ پیچھے چلے گئے ـ اس بدیہی حقیقت سے کوئی سلیم الفطرت مسلمان انکار نہیں ... اس کے باوجود بعض گوشوں سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ "مسلمانوں کے زوال کا واحد سبب ان کا مذہب ہے"!

Marfat.com

یہ فقرہ اپنے جلو میں بے شمار خطرناک اثرات و نتائج لئے ہوئے ہے اور جدید تعلیم یافتہ افراد کو گمراہ کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اکابر علمائے کرام کے مضامین سے ایک کتاب ترتیب دی جائے جس میں مذکورہ نظریہ پر محققانہ تبصرہ اور مدلل بحث ہو۔ اس کوشش میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ کرنا تو قارئین۔ کا کام ہے تاہم ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ کتاب امتِ مسلمہ کے لئے زیادہ سے کارآمد بن سکے۔ اس کتاب میں ایسے دلائل اور شواہد یکجا کر دیئے گئے ہیں کہ جن کی بنا پر یہ کہنا بجا ہے کہ ؎

ان حقائق کی بنا پر سبب پستیٔ قوم
ترکِ اسلام ہے پابندیٔ اسلام نہیں۔ (شبلی نعمانی)

امجد القادری۔

"مسلماں کی قوت وضعف کو آلات حرب کی زیادتی اور کمی سے ناپا نہیں جاسکتا اس کی قوت وضعف کو درحقیقت اس کی وحدتِ خیال اور وحدتِ عمل کی قوت وضعف سے ناپا جا سکتا ہے۔ عقیدہ اور عمل میں مسلمان جس قدر پکا مسلمان ہوگا اتنا ہی قوی ہوگا اور جس قدر اس میں کمزور ہوگا اتنا ہی کمزور ہوگا۔ پس مسلمانوں کو صرف آلاتِ حرب کی فراوانی پر توجہ کرنا کافی نہیں بلکہ سب سے زیادہ اس پر توجہ کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں میں یقین محکم پیدا ہو۔ وحدتِ عمل نمایاں ہو"

(از مولانا سید سلیمان ندوی رح)

"جب یہ امت باطل سے چشم پوشی کرنے لگے کہ لوگ اپنے درمیان بیجا حرکت کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تو وہ اپنے واسطے رسوائی اور پریشانی کو خود بلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اذا رایت امتی تھاب الظالم ان تقول انك ظالم فقد تودع منھم

جب تو میری امت کے لوگوں کی یہ حالت دیکھے کہ وہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرتے ہیں تو سمجھ لے کہ خدا کی طرف سے ان کا ساتھ چھوڑ دیا گیا۔

Marfat.com

اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ امت کبھی پاکیزہ حالت میں نہ
رکھی جائے گی جس میں کمزور کا حق
قوی سے بلاتکلف نہ لیا جاسکے"

اور کیا کمزور کا حق لینے کی اس کے سوا اور بھی کوئی صورت ہے کہ کچھ لوگ حق بات کہنے والے حق کی مدد کرنے والے ہوں؟ اللہ کی عادت اپنے بندوں کے ساتھ یہی ہے (کہ جس قوم میں کمزور کا حق قوی سے لیا جاسکے وہ تو اچھی حالت میں رہ سکتی ہے ورنہ ذلت اور غلامی و پریشانی میں مبتلا کردی جاتی ہے۔)

(سید احمد کبیر رفاعی رح)

مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ خود اپنی ذلت و پستی کا سبب کیا سمجھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسباب کیا بتلاتے ہیں ——— کہ مسلمانوں میں بڑے کاموں سے چشم پوشی اور ظالموں کے ظلم پر خاموشی مظلوموں کی امداد سے بے پروائی کا پیدا ہونا ان کی ذلت و پستی کا سبب ہے" ——— اور یہ حالت آج کل مشاہدہ میں ہے۔ کسی بستی اور کسی خاندان میں کوئی بڑا کام کر رہا ہے تو اس کو روکنے والا کوئی نہیں ——— برادری اور خاندان

Marfat.com

والے نہ ظالم کو ظلم سے روکتے ہیں نہ مظلوم کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں ـــــــــــــــ کتنے آدمی ہیں جنھوں نے بہنوں کا حق دبا رکھا ہے۔ بیواؤں یتیموں کی زمینیں دبا رکھی ہیں اور کوئی ان سے کہنے والا نہیں کہ بندۂ خدا عورتوں اور بچوں کا حق دبانا شرافت، انسانیت، تہذیب اور شریعت کے خلاف ہے۔ پھر اگر ذلت و ادبار کا سامنا ہو گیا اور خدا نے دوسری قوموں کو ان پر مسلط کر دیا تو تعجب کیوں ہے؟ غضب یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی بہادر کھڑا بھی ہوتا ہے تو اس کی ساری بہادری حکومت کو برا بھلا کہنے میں ظاہر ہوتی ہے۔ خود اپنی قوم کو ظلم و ستم اور بے حیائی بداعمالی سے روکنے میں اصلا جرأت نہیں کی جاتی۔ یہ لوگ شاخوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں بنیاد اور جڑ کو نہیں دیکھتے۔ کاش مسلمان سب سے پہلے اپنی اصلاح کریں، بداعمالیوں کو ترک کریں اور اپنے اندر جو ظلم کے جراثیم ہیں ان کو ظلم سے روکیں۔ مظلوموں کی امداد کریں ـــــــــــــــ

تو شاخوں کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ مگر اب تو مسلمانوں نے دوسری اقوام کی تقلید میں اپنی فلاح کو منحصر کر رکھا ہے۔ کبھی یورپ کی تقلید کرتے ہیں۔ کبھی ہندوؤں کے راستہ پر چلتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی فلاح کا راستہ وہی اور صرف وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلایا ہے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و

Marfat.com

التسلیم کے ارشاد کو سچا سمجھ کر ان اسباب کا ازالہ کرنے میں لگ جائیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبب تنزل بتلا رہے ہیں۔

(مولانا ظفر احمد عثمانی)

Marfat.com

عروج و زوال
کے
حقیقی اسباب

(مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی)

اسلام سے پہلے عرب وحشی اور غیر متمدن تھے۔ تہذیب و تمدن سے نا آشنا، علم و ہنر سے بیگانہ، اخلاق و آداب سے دور، دنیا سے بالکل الگ نہایت گمنام اور پست زندگی گذار رہے تھے۔ مہذب اور ترقی یافتہ ممالک سے ان کو تین طرف سے سمندروں نے اور ایک جانب سے صحرا نے علیحدہ کر دیا تھا۔ ان کے انحطاط و پراگندگی اور ضعف و گمنامی کا یہ عالم تھا کہ وہ کبھی اپنے ہمسایہ ممالک سے لڑنے کا خیال بھی نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا کہ وہ اپنی ہمسایہ حکومتوں سے جنگ کریں گے۔

Marfat.com

اور ان پر فتح پا بیٹھے گئے۔ اس کے برعکس ایران اور روم کو اس وقت دنیا کی آفاقی حاصل تھی۔ مشرق و مغرب کی زمام قیادت اُن کے ہاتھ میں تھی۔ ان کی حدود مملکت عرب کو اس طرح گھیرے ہوئے تھیں۔ جس طرح کلائی کو کنگن۔ عرب پر انہوں نے کبھی عام فوج کشی کا ارادہ اس لئے نہ کیا کہ عرب کے راستے نہایت ناہموار اور خراب تھے۔ اور عرب کوئی ایسا زرخیز اور دولتمند ملک نہ تھا۔ جس کے لیے وہ اپنی فوجوں کو زحمت دیتے اور اپنا ساز و سامان برباد کرتے۔ انہوں نے بجز یہ عرب پر صرف اپنے سیاسی تسلط کو کافی سمجھا اور جا بجا۔ سرحد میں پر نگرانی کے لئے چند چوکیاں قائم کر دیں۔

یہ تھا اس قوم کا حال جو بہت جلد دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب و غریب باب کا اضافہ کرنے والی تھی۔ یہ قوم غیر متمدن تھی۔ قدرت نے اسے بڑی صلاحیتیں عطا کی تھیں۔ لیکن یہ سب بیکار اور رائیگاں تھیں۔ کوئی ان سے کام لینے والا نہ تھا۔ عراق، شام اور مصر کے بازاروں میں جب یہ لوگ جاتے تھے تو لوگ انہیں نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ اور نہ انہیں کسی شمار میں سمجھتے تھے۔ ان کے حالات سے انہیں صرف اتنی دلچسپی تھی جتنی شہریوں کو عام طور پر دیہاتیوں سے ہوتی ہے۔ جن کا لباس جن کی ہیئت اور جن کی بول چال شہر والوں کے لئے ایک خاص قسم کی تعجب آمیز توجہ کا باعث یا تفریح و دلچسپی کا سامان ہوتی ہے اور وہ انہیں اس طرح دیکھتے ہیں گویا کوئی عجیب چیز دیکھ رہے ہیں اگر کبھی عربوں کا ذکر آتا اور ان کا نام لیا جاتا تو صرف ان کی چرب زبانی، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کی شجاعت، ان

Marfat.com

کے گھوڑوں کی عمدگی اور وفاداری وغیرہ انہی چند باتوں کا ذکر ہوتا جو عام طور پر غیر متمدن قوموں کی خصوصیات ہیں۔

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اسلام سے پہلے دنیا کے نزدیک عربوں کی کیا حیثیت تھی ۔ اور مشرق و شمال میں ان کے ہمسایہ ممالک انہیں کس نظر سے دیکھتے تھے؟ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں اہل علم و بصیرت ان کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟ ذیل میں چند رائیں ملاحظہ ہوں۔ خود عربوں نے ان رائوں سے اتفاق کیا ہے۔ بلکہ ان پر اضافہ کیا ہے۔ اس قسم کی رائیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے ایک رائے ایران کے شہنشاہ یزدگرد کی ہے۔

ابن کثیر دمشقی اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں یزدگرد کے دربار میں مسلمان قاصدوں کی گفتگو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"یزدگرد نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا 'جہاں تک مجھے معلوم ہے تم دنیا میں سب سے زیادہ زبوں حال تھے تمہاری تعداد بھی بہت تھوڑی تھی اور آپس کی خانہ جنگی اور باہمی اختلاف و افتراق میں بھی آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ بوقت ضرورت ہم تمہاری سرکوبی کے لیے صرف قرب و جوار کے دیہاتیوں کو حکم دیتے تھے اور وہی تمہارے لئے کافی ہوتے تھے۔ ہمیں کبھی تمہارے لئے اپنی فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی اب بھی ایران تم سے جنگ نہ کرے گا۔

Marfat.com

اور نہ اس خیال میں رہو کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو گے اگر تمہاری تعداد اب کچھ زیادہ بھی ہو گئی ہے تو تمہیں مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے لیئے تم اب بھی تھوڑے ہو اور اگر تم بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ ہو کر آئے ہو تو ہم تمہارے لیئے راشن مقرر کر دیں تا آنکہ تمہارے حالات درست ہو جائیں۔ اس صورت میں تم اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس جاؤ گے اور تمہارے اوپر ہم ایسے شخص کو حاکم مقرر کر دیں گے۔ جو تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔"

مسلمانوں کے سفیر اور نمایندہ، مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے اس کے جواب میں کہا۔

"اے بادشاہ تو نے یہ جو کچھ ہمارے متعلق بیان کیا واقعہ یہ ہے کہ ہماری قوم کی برائیوں کا تجھ کو پورا پتہ نہیں، ورنہ ہماری حالت تو اس سے بھی زیادہ گری ہوئی تھی۔ دنیا میں کوئی بھی قوم اتنے برے حال میں نہ ہو گی ہم میں فقر و فاقہ اور افلاس اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے اور سانپ بچھو تک ہم کھا لیتے تھے۔ اور ان چیزوں کو اپنی غذا سمجھتے تھے۔ اللہ کی بچھائی ہوئی زمین ہمارا پیدائشی گھر تھا۔ اور اونٹ یا بھیڑ بکریوں کی کھال سے جو کپڑا ہم بنا لیتے تھے وہی ہمارا لباس تھا۔ ایک کا دوسرے کو قتل کر ڈالنا

Marfat.com

ہمارا دستور تھا اور زبردستوں کا زیردستوں کو ستانا اور زورداروں کا کمزوروں کو دبانا ہمارا طریقہ تھا۔ ہم میں سے بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو اس خوف سے کہ انہیں کھلانا پلانا پڑے گا زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ بیشک اب سے پہلے ہمارا یہی حال تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا۔ الخ [1]

نیز اسی کتاب میں ہے

"ایرانی سردار نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو گفتگو کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ مسلمانوں کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ رض گئے۔ ایرانی دربار قیمتی ساز و سامان سے سجایا گیا تھا، ایرانی سردار بڑی شان و شوکت سے تخت پر بیٹھا تھا، اس نے بڑی حقارت آمیز طریقہ سے عربوں کا ذکر کیا ان کی فاقہ کشی بدنظمی پراگندگی کا ذکر کرنے کے بعد اس نے کہا "ہمارے سردار تمہاری لاشوں کی بدبو سے ڈرتے ہیں۔ ورنہ یہ آناً فاناً تم کو تکا بوٹی کر ڈالیں تاہم اب بھی اگر تم واپس چلے جاؤ تو ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے اور اگر تم ضد کرو گے تو ہم تمہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے۔

---

[1] ا۔ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۴۲

Marfat.com

مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے کلمہ شہادت اور حمد و ثنا
کے بعد کہا۔ بیشک ہم اس سے بھی زیادہ برے تھے،
جتنا تو نے بیان کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو
بھیجا۔[1] الخ

نیز اسی کتاب میں یہ بھی ہے۔

ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ ماہان نے خالد رضؓ کو
دونوں صفوں کے درمیان صلح کی گفتگو کرنے کے لئے
بلایا اور ان سے کہا ہم جانتے ہیں کہ صرف بھوک اور پریشان
حالی تم لوگوں کو یہاں لائی ہے پس تم میں سے ہر شخص کو
ہم دس دینار اور خوراک و پوشاک دیتے ہیں تم اپنے
ملک واپس چلے جاؤ۔ آئندہ سال ہم پھر تمہیں اتنی
ہی رقم بھیج دیں گے۔[2]

13261

(ان تاریخی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں اور ایرانیوں کے نزدیک
عربوں کی کیا حیثیت تھی؟ ان کی نظروں میں عرب کس درجہ حقیر و ذلیل تھے
در[اصل] رومی اور ایرانی عربوں سے لڑنا ہی اپنی توہین سمجھتے تھے۔ انہیں
تعجب تھا کہ یہ غیر منظم اور پراگندہ قوم جس کے پاس نہ کوئی نظام تھا نہ
قوت ان کے مقابلہ پر کیسے آگئی۔ ان سے بھی بڑی شہادت یہ ہے کہ کسریٰ
کے پاس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچا تو اس نے

۱؎ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۰۹ ۲؎ ایضاً جلد ۷ صفحہ [illegible]

Marfat.com

نہایت تحقیر کے ساتھ اس کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے۔ پھر اس نے باذام کو جو یمن میں اس کا نائب تھا لکھ بھیجا کہ اپنے پاس سے دو طاقتور آدمی اس شخص کی طرف بھیج دو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ کہتے ہیں کہ باذام نے اپنے قہرمان کو جو اس کا نائب اور حساب دان تھا اور فارس کے ایک دوسرے شخص کو جس کا نام فرفرہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور حکم لکھا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جائیں۔

اگرچہ کسریٰ اپنی اس کارروائی میں کامیاب نہ ہو سکا اور اس کی سلطنت تباہ ہو گئی۔ لیکن اس واقعہ سے جہاں کسریٰ کی نادانی اور اس کی خفیف الحرکتی کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ شاہان فارس عربوں کو کس قدر حقیر اور کم حیثیت سمجھتے تھے۔ بہرحال یہ تھی اسلام سے پہلے عربوں کی حالت اور یہ تھا دنیا کی نظروں میں عربوں کا مقام۔

یکایک ہوا کا رخ پلٹا۔ حالات میں انقلاب ہوا۔ حیرت انگیز اور بے نظیر انقلاب، حقیقتیں بدل گئیں۔ تمام سابق تجربات غلط ثابت ہوئے۔ عقل حیران رہ گئی۔ جب یہ عرب اپنے صحرا سے نکلے فتح و نصرت نے ان کا استقبال کیا۔ کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں اور بڑی بڑی سرکش طاقتوں نے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔

Marfat.com

عربوں کا سیلاب ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) میں اسلام کے دارالسلطنت ، مدینہ سے نکلا اور ہر چیز کو بہا کر لے گیا جو اس کے راستے میں پڑ گئی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس سیلاب نے میدانوں اور پہاڑوں کو اپنی آغوش میں لے لیا ۔ ایران روم اور مصر کی افواج قاہرہ جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی تھی ۔ جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح اور کیل کانٹے سے لیس تھیں ۔ جن کی تجربہ کاری اور حربی مہارت مسلم تھی ۔ جن کی یلغار سے زمین میں بھی زلزلہ آجاتا تھا ۔ اس سیلاب کو نہ روک سکیں اور نہ اس کا رُخ بدل سکیں بلکہ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں ۔ یہاں تک کہ یہ سیلاب بڑھتا ہوا شام و فلسطین کے سبزہ زاروں میں عراق و فارس کے میدانوں میں ، مصر اور مغربِ اقصیٰ کی دیواروں اور ہمالیہ کی وادیوں تک پہنچ گیا ۔

یہ سیلاب اپنے ساتھ ہزاروں سال پرانی تہذیبوں کو بہا لے گیا بڑی بڑی طاقتور اور منظم سلطنتیں زیر و زبر ہو گئیں ، صاحبِ اقتدار اور پُرشوکت قومیں تباہ ہو گئیں ۔ اور تاریخ میں صرف اُن کا نام باقی رہ گیا وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ" (اور ہم نے ان کو کہانی بنا دیا اور ان کو بری طرح ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ۔

Marfat.com

بھی عرب پہلے ایرانیوں کی صورتوں سے خائف[1] رہتے تھے۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھے کبھی ان سے ڈرا کرتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ ان میں غیر معمولی جرأت پیدا ہو گئی تھی۔ ایرانی اور رومی ان کی نظروں میں حقیر ہو گئے۔ اور وہ اپنے جزیرہ نما سے نکلے، ایرانیوں اور رومیوں سے ٹکر لی ان کے گھروں میں گھس کر ان سے جنگ کی۔ ان کے میدانوں میں دندنانے گھستے چلے گئے اور بہت جلد ان کی منظم اور دل بادل فوجوں کو منتشر کر دیا۔ ان کے تخت و تاج چھین لئے ان کے خزانوں پر قبضہ کر لیا ان کی ساری دولت اور ان کے بادشاہوں کی میراث آپس میں تقسیم کر لی ان کی اولاد کو قید کر لیا ان کی شان و شوکت خاک میں ملا دی ان کی ردائے عظمت کو اس طرح پارہ پارہ کیا کہ اس میں پھر کبھی پیوند نہ لگ سکا۔ کسریٰ ہلاک ہوا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوا۔ قیصر مٹ گیا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو سکا۔ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا"۔

---

[1] تاریخ طبری میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ایران فتح کرنے کا ارادہ کیا تو لوگ خائف و حیران تھے۔ کہ وہ کیونکر ایرانیوں سے جنگ کریں۔ کیونکہ ایرانیوں کی صورت ہی ان کے لئے نہایت ہیبت ناک تھی۔ اور ان کی شان و شوکت اور ان کے غلبہ و قوت سے وہ نہایت درجہ مرعوب رہتے تھے۔ طبری جلد نمبر ۴ صفحہ ۶۱

Marfat.com

(اور ہم نے ان لوگوں کو وارث بنایا جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ زمین کے مشرقی اور مغربی حصوں کا جس میں ہم نے برکت دی)

یہ عرب جنہوں نے آناً فاناً وعظیم الشان سلطنتوں کو زیر وزبر کر دیا۔ اپنے جزیرے سے اس طرح نکلے تھے کہ ان کے کپڑے خستہ اور پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان کے جوتے پھٹے اور پرانے تھے۔ اور ان کے پاس ایسی تلواریں تھیں جن کے نیام بوسیدہ اور پرتلے شکستہ تھے۔ ان کے بعض گھوڑوں کو زین بھی نصیب نہ تھی۔ اور وہ ننگی پیٹھ تھے۔ تہذیب وتمدن سے اُن کی ناآشنائی کا یہ عالم تھا کہ وہ کافور کو نمک سمجھتے تھے اور انھوں نے اسے نمک کی بجائے آٹے میں استعمال بھی کیا۔[1] لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہ لوگ دُنیا کے حاکم ہو گئے اور ان قوموں کو زیر اقتدار کر لیا جو تہذیب وتمدن میں اور علم وفن میں دنیا کی امام تھیں۔ اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے جہانبانی کرنے لگے۔ اور دُنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ گروہ کے امام وپیشوا ہو گئے۔ علم وفن تہذیب وتمدن اور اخلاق وآداب میں ان کے استاد ہو گئے۔ اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہوا ”وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً“ ۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے گئے اور انہیں کو امام و وارث بنا دیں۔

---

[1] ابن کثیر کا بیان ہے کہ مسلمان گھروں میں گھستے تھے انہیں پوری پوری کوٹھڑی سونے چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی ملتی تھی۔ کافور کی بہت

Marfat.com

عربوں کے حالات کا یہ انقلاب، شرمناک اور رسوا کن ضعف و ذلت کے بعد یہ زبردست طاقت اور سربلندی، یاس و نومیدی کے بعد یہ بیداری تاریخ کا ایک نادر اور انوکھا واقعہ ہے۔ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ تاریخ انسانی میں اس سے زیادہ عجیب و غریب واقعہ پیش نہیں آیا۔ بعض یورپین مؤرخین کے تاثرات ملاحظہ ہوں

"اسٹوڈرڈ" امریکی اپنی کتاب "جدید دنیائے اسلام" میں لکھتا ہے۔

تاریخ انسانی میں جس قدر واقعات مذکور ہیں اسلام کے ظہور کا واقعہ شاید ان میں سب سے زیادہ عجیب ہے۔ اسلام کا ظہور اس قوم میں ہوا جو بالکل غیر منظم اور پراگندہ تھی۔ اس ملک میں ہوا جو انحطاط کی آخری حد کو پہنچ چکا تھا۔ لیکن ابھی پوری ایک صدی نہ گذری تھی کہ اسلام نصف کرہ ارضی میں پھیل گیا بلند اور طاقتور ممالک کو اس نے زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔ قدیم ترین مذاہب کو جو صدیوں بلکہ ہزاروں سال

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶) بڑی مقدار انہیں ملی۔ لیکن انہوں نے اس کو نمک سمجھا اور بعضوں نے نمک کی بجائے آٹے میں استعمال بھی کیا۔ جب وہ کڑوا معلوم ہوا تو انہیں حقیقت معلوم ہوئی۔

Marfat.com

پیشتر سے قائم تھے، ڈھا دیا۔ انسانوں اور قوموں کی ذہنیتیں بدل دیں اور ایک نئے عالم کی بنیاد ڈالی جو انتہائی مضبوط اور طاقتور تھا ــــ یعنی "عالم اسلام"

ایک عصری مؤرخ "فشر" اپنی کتاب تاریخ یورپ میں لکھتا ہے۔

"اسلام سے پہلے جزیرہ عرب میں کسی عربی سلطنت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ نہ وہاں کوئی منظم فوج تھی اور نہ ان میں سیاسی شعور تھا۔ عرب شاعر تھے، جنگجو تھے، تاجر تھے لیکن سیاست سے انہیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ ان کے دین میں اتنی قوت ہی نہ تھی جو انہیں متحد اور منظم کر سکے وہ ایسے مشرکانہ نظام کے تحت زندگی گذار رہے تھے جو بیحد کمزور اور بے جان تھا۔ لیکن صرف ایک صدی کی مدت میں ان وحشی اور اپنی طاقت سے بے خبر عربوں نے حیرت انگیز، عالمگیر اور عظیم الشان طاقت پیدا کر لی۔ شام و مصر کو انہوں نے فتح کر لیا۔ ایران کو زیر و زبر کر دیا۔ مغربی ترکستان اور پنجاب کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ بازنطینیوں اور بربر سے افریقہ چھین لیا۔ ویزیگوتھ سے اسپین کا علاقہ لے لیا۔ مغرب میں فرانس اور مشرق میں قسطنطنیہ ان سے خائف رہنے لگے۔ ان کا بحری بیڑہ بحر متوسط میں حرکت

Marfat.com

کرتے لگا۔ انہوں نے یونانی جزائر کو روند ڈالا اور بازنطینی شہنشاہیت کی بحری قوت کو انہوں نے چیلنج کیا۔ ایران اور اٹلس کے بربروں کے سوا کسی نے اُن کا مقابلہ نہ کیا۔ انہوں نے اپنی راہ آسانی سے نکال لی۔ آٹھویں صدی عیسوی تک وہ اس قدر طاقتور ہو گئے کہ کوئی طاقت اُن کا مقابلہ نہ کر سکی اور نہ اُن کی فتوحات کو روک سکی۔ یورپ کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک تمام عیسائی طاقتیں ایک مشرقی تمدن سے خائف تھیں جو ایک "مشرقی" دین کی بنیاد پر قائم ہوا تھا"۔[1]

جب انسان سوچتا ہے کہ کس طرح عربوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے جو اپنے جذبہ سے دینی جذبہ کے ماتحت نکلیں۔ دو قدیم طاقتور سلطنتوں کو مغلوب کر لیا تو وہ حیران رہ جاتا ہے۔ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کو ابھی پچاس سال نہ ہوئے تھے کہ ان کے پیروؤں نے ہندوستان کی سرحدوں پر دوسری طرف بحیرہ اوقیانوس کے ساحل پر فتح کا جھنڈا نصب کر دیا پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسلامی سلطنت اس قدر

---

(1) H.A.L Fisher: A History of Europe P.P. 137/8

Marfat.com

وسیع ہو چکی تھی۔ جس کی مسافت تیز سے تیز اونٹ پہ
پانچ ماہ سے کم میں طے نہ ہو سکتی تھی۔ خلفاء دمشق دنیا کے
سب سے زیادہ طاقتور حکمران تھے۔ تمام انبیاءؑ اپنے
دعوے ثابت کرنیکے لئے معجزات لائے لیکن محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا رتبہ سب انبیاء سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ
اسلام کا اس سرعت سے پھیلنا ان کا سب سے بڑا معجزہ
اور تاریخ انسانی کا نادر ترین واقعہ ہے۔ روم کی
زبردست شہنشاہیت جسے اس کے ہیرو "ترا جان"
نے وسیع کر لیا تھا، صدیوں کی زبردست فتوحات کے
بعد قائم ہو سکی تھی۔ پھر بھی وہ اس عربی سلطنت کے برابر
نہ تھی جو ایک صدی سے کم مدت میں قائم ہو چکی تھی
سکندر اعظم کی سلطنت اپنی وسعت اور ہمہ گیری
کے باوجود خلفاء کی وسیع سلطنت کا صرف ایک
حصہ تھی۔ ایرانی حکومت تقریباً ایک ہزار سال ملک
روم کا مقابلہ کرتی رہی لیکن یہ عظیم الشان سلطنت
"سیف اللہ" کے ہاتھوں صرف چند سال کے عرصہ
میں مغلوب ہو گئی (۱)

---

(1) M.N.ROY: Historical Roll of Islam. P.P. 4, 5, 6.7

Marfat.com

جدید دنیائے اسلام کا مصنف اسٹاڈرڈ لکھتا ہے:-

اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی پر جس قدر ہم غور کرتے ہیں اسی قدر تعجب میں اضافہ ہوتا ہے اور عقل حیران رہ جاتی ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب نے بتدریج نشو و نما پائی اور مشکلات و رکاوٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بہت سست رفتار سے کامیابی حاصل کی، اور اس وقت تک وہ کوئی قوت حاصل نہ کر سکے۔ جبتک کہ کسی زبردست بادشاہ یا طاقتور حکمران کی حمایت نہ حاصل ہوئی۔ جس نے اس مذہب کو قبول کر کے اس کی تائید و تبلیغ میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔

نصرانیت کا پیرو قسطنطین، بودھ مذہب کا اشوکا، منروکینت کا کیخسرو، یہ تینوں زبردست بادشاہ تھے، انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں اور ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے، تب کہیں جا کر ان کے مذہب کو فروغ ہوا، لیکن اسلام کا معاملہ ان سے بالکل مختلف ہے۔

اسلام نے ایک صحرائی اور بنجر ملک میں نشو و نما پائی جہاں چند وحشی اور غیر متمدن قبائل کی آبادی تھی، جو کسی حیثیت سے قابلِ ذکر نہ تھے۔ لیکن اسلام بغیر

Marfat.com

کسی قوم اور حکومت کی مدد کے تیزی سے پھیلنے لگا، اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتے لگا۔ مخالفین کی تمام مزاحمتوں اور دشمنوں کی معاندانہ کوششوں کے باوجود اسلام کو نمایاں اور غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی اور دو سو سال سے پہلے پہلے اسلام کا پرچم پیرانیس (Pyranees.) سے لے کر ہمالیہ تک اور وسط ایشیا سے لیکر وسط افریقہ تک لہرانے لگا۔ [1]

(مشہور مؤرخ گبن لکھتا ہے:

عربوں نے بہت معمولی قوت سے شاہان روم و ایران کے خلاف محاذ قائم کیا اور یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسے دشمن کا شکار ہو گئیں جسے یہ دونوں صدیوں سے حقیر سمجھتی رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں عربوں نے دس سال کی قلیل مدت میں ۳۶ ہزار شہر اور قلعے فتح کیے، ۴ ہزار گرجے اور کفار کی عبادت گاہیں منہدم کیں ا؟، اور مسلمانوں کے لئے ۱۴ ہزار مسجدیں تعمیر کیں ہجرت نبوی کو ایک صدی نہ گذری تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کی حکومت مکہ سے نکل کر ہندوستان اور بحیرہ اوقیانوس کے ساحل تک پہنچ چکی تھی۔ اور ایران، شام، مصر، افریقہ، اسپین جیسے دور دراز ملکوں پر اسلامی پرچم لہراتے لگا تھا۔ [2])

---

[1] حاضر العالم الاسلامی جلد ۱۔ [2] انحطاط روما و سقوطہا جلد ۵ صفحہ ۴۷۴، ۴۷۵ طبع انگ

آیئے اب اس عجیب و غریب واقعہ پر ایک علمی نظر ڈالیں اور اس انقلاب عظیم کے حقیقی اسباب کا کھوج لگائیں

اس مادی دنیا میں حکومتیں اور فوجیں اپنے حریفوں پر عموماً اس لیئے فتح پاتی ہیں کہ ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے یا ان کے جنگی سازوسامان اور اسلحہ دشمن سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کی عسکری تربیت اور حربی نظام عمدہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مادی اسباب ہیں جنکی وجہ سے ایک فریق دوسرے پر عموماً غالب آیا کرتا ہے اب ہم ان میں سے ہر ایک سبب پر علیحدہ علیحدہ بحث کرتے ہیں۔

جہاں تک تعداد کا تعلق سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں اور ان کے حریفوں کی تمام بڑی بڑی فیصلہ کن جنگوں میں فریقین کا کوئی تناسب نہ تھا۔ رومیوں اور ایرانیوں کی تعداد اکثر لڑائیوں میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی جنگ یرموک میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چھبیس ہزار بیان کی گئی ہے اور رومیوں کی تعداد ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ اسی ہزار، دوسری روایت کے مطابق ۲ لاکھ اور تیسری روایت کے مطابق ۲ لاکھ چالیس ہزار تھی کم سے کم تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی گئی ہے قریب قریب یہی تناسب جنگ قادسیہ میں ایرانیوں اور مسلمانوں کی تعداد میں تھا۔ لیکن ان دونوں جنگوں کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ دنیا کو معلوم ہے

مسلمانوں کی قلت اور ان کے دشمن ایرانیوں اور رومیوں کی کثرت کا اعتراف تمام مورخین نے کیا ہے۔ اور کسی ایک نے بھی مسلمانوں کی فتح

Marfat.com

کے اسباب میں "عددی فوقیت" کا ذکر نہیں کیا۔ "تاریخِ عالم کی ساتویں جلد چوتھی فصل میں ہے۔

"عربوں کی تعداد جو اپنے جزیرہ سے فتح کا عزم لے کر نکلے کچھ ایسی غیر معمولی نہ تھی جو شمار میں نہ آسکے عرب مورخوں نے یرموک میں مسلمانوں کے پہلے لشکر کی تعداد صرف تین ہزار بتائی ہے۔ پھر خلیفہ نے ان کے پاس کمک بھیجی جس سے ان کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہو گئی اور آخر میں زیادہ سے زیادہ ان کی تعداد چوبیس ہزار تک پہنچی۔ لیکن رومیوں کی تعداد عرب مورخین نے ایک لاکھ بعضوں نے ایک لاکھ بیس ہزار اور بعضوں نے دو لاکھ تک بیان کی ہے بازنطینی مورخین چالیس ہزار سے زیادہ نہیں بتاتے۔ بہر حال اتنی سی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ تعداد میں عربوں کے دشمنوں کو ہی فوقیت حاصل تھی۔ یہی حال فارس کی تمام لڑائیوں کا ہے" (۱)

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جزیرۂ عرب کی آبادی رقبہ اور مسافت کے اعتبار سے بہت کم تھی۔ کیونکہ عرب کا بیشتر حصہ صحراؤں، ریگستانوں اور بنجر زمینوں پر مشتمل تھا۔ جہاں سرے سے کوئی آبادی ہی نہ تھی۔

(۱) حاضر العالم الاسلامی حواشی امیر شکیب ارسلان جلد ا ص ۲۹

Marfat.com

اس کے برعکس مسلمانوں نے جن ممالک پر حملہ کیا اور لشکر کشی کی وہ دنیا
کے سب سے زیادہ آباد اور زرخیز ملک تھے۔ مسلمانوں کے دشمنوں کو
نہایت آسانی سے کمک پہنچتی رہتی تھی ہر طرف سے فوجوں کے دل بادل
امڈے چلے آتے تھے۔ ملک کے ہر حصے سے ان کو رسد بھی پہنچتی رہتی تھی
اور عرب اپنے وطن سے دور مسافرانہ حیثیت میں تھے ان کی مثال ایک
نقطہ کی مانند تھی جو دشمنوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہو۔ وہ اپنے ملک
سے دور تھے۔ اپنے مرکز سے جدا تھے۔ انہیں بڑی دشواریوں اور کئی
ماہ کی طویل مدت کے بعد مدد پہنچ سکتی تھی۔ اور رسد ملنے کی تو انہیں
کہیں بھی توقع نہ تھی۔ بس وہی سامان خوردونوش ان کو ملتا تھا جو وہ
دشمنوں سے زبردستی چھین لیں۔

بالفرض اگر پورا جزیرہ عرب بھی رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ
پر نکل آتا جو عقلاً محال ہے تو رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلے میں جو دنیا
کی آبادی کا نصف حصہ تھے ان کی کوئی حیثیت نہ تھی حالانکہ جو اہل عرب
جہاد کے لیے نکلے وہ جزیرہ کی آبادی کا بیسواں حصہ بھی نہ تھے۔

علیٰ ہذا ساز و سامان اور اسلحہ جنگ میں عربوں کی حالت اور بھی
زیادہ سقیم تھی۔ وہاں نہ کوئی باتنخواہ فوج تھی اور نہ کوئی منظم لشکر جسے
حکومت اپنی طرف سے اسلحہ وغیرہ مہیا کرے۔ اور کیل کانٹے سے لیس
کر کے میدان جنگ میں بھیجے۔

وہاں تو لوگوں نے بطیب خاطر اپنے کو رضاکارانہ طور پر پیش کیا تھا

Marfat.com

اور خود اپنی تیاری سے رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوئے تھے۔ بہت سے ایسے بھی تھے جن کے پاس سواری بھی نہ تھی۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کوئی انتظام نہ کر سکے۔ ان لوگوں کو سعادتِ جہاد سے محرومی پر بڑا رنج رہا۔ بیچارے اپنی ناداری اور مفلسی پر متاسف ہو کر بیٹھ رہے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ سلہ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ (پ ۱۰ ع ۱۱)

مسلمانوں کی بے سروسامانی دیکھ کر رومی اور ایرانی ہنستے تھے۔ ان کے بوسیدہ لباس اور معمولی ہتھیاروں کا مذاق اڑاتے تھے۔ ابووائل جو قادسیہ کی جنگ میں شریک تھے۔ کہتے ہیں، ایرانی مسلمانوں سے کہتے تھے " نہ تمہارے پاس اچھے ہتھیار ہیں نہ کوئی جنگی طاقت ہے۔ تم نے یہاں آنے کی ہمت کیسے کی۔ جاؤ اب بھی واپس جاؤ" ہم نے کہا ہم لوٹنے والے لوگ نہیں۔ وہ

سلہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جہاد میں شریک نہ ہونے کی بنا پر ان شخصوں پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جن کا حال یہ ہے کہ وہ رسول کے پاس اس لیے آتے ہیں کہ ان کے لیے سفر جہاد میں جانے کا سامان ہو جائے۔ اور رسول بھی ان سے معذرت کر دیتے ہیں کہ میرے پاس کوئی سواری وغیرہ نہیں ہے تو وہ اس افسوس اور غم میں روتے ہوئے واپس جاتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ بھی سرمایہ نہیں جس کو خرچ کر کے وہ یہ سعادت حاصل کر سکیں۔ ۱۲-۱۲-۱۲

Marfat.com

ہمارے پیٹروں کو دیکھ کر ہنستے تھے اور کہتے تھے "دوک، دوک" انہوں نے (غالباً لاغری کی وجہ سے) ہمیں تکلوں سے تشبیہ دی۔ (۲)

ابن کثیر کا بیان ہے کہ سعدؓ نے اپنے چند ساتھیوں کو کسریٰ کے پاس بھیجا تاکہ جنگ سے پہلے اسے اسلام کی دعوت دیں۔ ان لوگوں نے کسریٰ سے اجازت مانگی جب کسریٰ نے اجازت دے دی اور یہ لوگ دربار جانے لگے تو شہر کے لوگ ان کو دیکھنے کے لیے باہر نکل آئے۔ یہ لوگ مسلمانوں کی صورت، ان کی ہیئت، ان کا بوسیدہ لباس، ان کے پھٹے پرانے جوتے۔ ان کے ضعیف و لاغر گھوڑوں کو دیکھ کر ہنستے تھے۔ اور حیران تھے۔ کہ یہ لوگ کس طرح ان کے عظیم الشان لشکر کا جو ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہے مقابلہ کریں گے۔ (۱)

ماکس مایرہوف اپنی کتاب العالم الاسلامی میں لکھتا ہے

"ہمارے لیے یہ سمجھنا تقریباً ناممکن ہے کہ کس طرح عربوں نے جو مختلف قبائل میں منقسم تھے۔ اور جن کے پاس ضروری جنگی سامان بھی نہ تھا، اس قدر قلیل مدت میں رومیوں اور ایرانیوں کو شکست دے دی جو تعداد اور سازو سامان میں ان سے بہت زیادہ تھے۔ فنون جنگ سے واقف تھے۔ اور منظم لشکر کی حیثیت

---

(۲) البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۴۔

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۴۲

Marfat.com

سے جنگ کر رہے تھے"

مسلمانوں کے غلبہ اور فتوحات کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس زمانے میں عربوں کا جنگی نظام رومیوں اور ایرانیوں سے بہتر تھا ان کے دستے منظم اور مشاق تھے ان کا عسکری نظام بہت عمدہ تھا وہ رومی اور ایرانی لشکر کے مقابلہ میں اپنے امرا اور سپہ سالاروں کے زیادہ مطیع تھے پس عربوں کو باوجود ان کی قلت تعداد کے، ان کے دشمن رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ میں جو کامیابی ہوئی اس کی وجہ عربوں کی یہی جنگی مہارت اور آزمودہ کاری۔ ان کی جاہلی تربیت نے جو خالص جنگی تربیت تھی انہیں جنگ میں کافی مشاق بنا دیا تھا۔

یہ توجیہہ بظاہر کچھ صحیح اور سابق توجیہوں سے زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ ایک مورخ اور نقاد کی حیثیت سے اس کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جو یورپی مورخین اپنا دل بہلانے کے لیے یا دنیا کو دھوکہ دینے کے دیا کرتے ہیں۔

قرون وسطیٰ کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رومیوں اور ایرانیوں کا جنگی نظام اس زمانہ میں بہت ترقی یافتہ تھا، بازنطینی حکومت ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی۔ اس زمانہ میں رومیوں نے ایرانیوں کو شکست فاش دی، انہیں پیچھے دھکیل دیا تھا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے اندرون فارس تک گھس گئے تھے۔ ہرقل نے اسی زمانہ میں دریائے "دجلہ" اور کرد کے پہاڑوں کو عبور

Marfat.com

کر لیا تھا۔

"ساباط" اور "نینوا" کی خون آشام اور فیصلہ کن جنگوں کے بعد وہ "دستجرد" اور "مدائن" تک بڑھ گیا تھا۔ اور وسط ایران میں رومی فتح کا جھنڈا نصب کر دیا تھا۔ یہ سب کچھ ۶۲۵ء میں ہوا یعنی شام پر مسلمانوں کی لشکر کشی سے صرف بارہ سال پہلے۔ علاوہ ازیں رومیوں اور ایرانیوں میں جو لڑائیاں ہوئیں ان سے فریقین کو بہت کچھ جنگی تجربات ہوئے۔ جنگ کے نئے نئے طریقے معلوم ہوئے۔ ایک دوسرے کے طریق جنگ سے واقفیت ہوئی جس طرح صلیبی لڑائیوں میں مسلمانوں نے عیسائیوں سے اور عیسائیوں نے مسلمانوں سے بہت کچھ جنگی فائدے حاصل کیے تھے۔ روم کے مشہور مورخ "گبن" نے تسلیم کیا ہے کہ رومیوں کا جنگی نظام عربوں سے بہتر تھا۔ وہ اپنی کتاب کی پانچویں جلد ص ۲۷۹ پر لکھتا ہے۔

"میں بار بار اس حقیقت کا اعادہ کروں گا۔ کہ عربوں کے حملے اور ان کا طریق جنگ رومیوں اور یونانیوں کی طرح نہ تھا۔ جن کے پاس باضابطہ منظم اور طاقتور فوج تھی، عربوں کی جنگی طاقت سواروں اور تیر اندازوں پر مشتمل تھی اور اب تک انہیں صرف قبائلی اور شخصی جنگوں سے سابقہ پڑا تھا۔ جن میں معمولی چھیڑ چھاڑ ہوا کرتی تھی اور وہ کبھی کبھی بغیر کسی فیصلہ کے ایک

Marfat.com

مدت تک قائم رہتی تھی۔")

پس یہ بات کہ عرب اپنی قبائلی جنگوں کی وجہ سے جن کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اتنے طاقت ور اور مشاق ہو گئے تھے کہ روم اور ایران کی شہنشاہیوں کو انہوں نے شکست دے دی بالکل بعید از قیاس اور غیر معقول ہے۔ عربوں میں جو قبائلی جنگیں ہوا کرتی تھیں ان سے یہ طاقت کس طرح پیدا ہو سکتی تھی کہ اتنی عظیم الشان سلطنتوں پر فتح حاصل کی جا سکے اسلام سے پہلے ان عربوں نے اپنی ساری جنگی قابلیت کے باوجود حبشہ سے شکست کھائی۔ جنوبی عرب میں انہوں نے ایران کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ابرہہ کے لشکر نے مکہ پر چڑھائی کی تو وہ بے بس ہو گئے۔ خدا نے خود اپنے گھر کی حفاظت کی اور اصحاب فیل کو "عصف ماکول" بنایا اور قریش کو لڑائی کی زحمت سے بچایا پس اگر یہ خیال صحیح ہو کہ عربوں کی فتوحات کا راز ان کی جنگی قابلیت ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسلام سے پہلے انہوں نے کبھی اپنے جزیرہ سے نکلنے اور دوسرے ملکوں پر حملہ کرنے کی جرات کیوں نہ کی صدیوں تک اپنے جزیرہ میں کیوں گمنام اور ذلیل زندگی گزارتے رہے؟ بعثت نبوی سے پہلے انہوں نے ایران اور روم پر حملہ کیوں نہ کیا اور بعثت کے بعد فوراً ہی حملہ کر دیا صدیوں تک وہ ایران اور روم کے "دو شیروں" سے کیوں لرزاں اور خائف رہے ہمیں اس سے انکار نہیں کہ عرب جنگ کے خوگر تھے۔ ان کا جنگی نظام بہتر تھا۔ ان کی سپاہ میں تعاون اور ایک دوسرے پر فدا ہونے کا جذبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے امیر اور قائد کے پوری طرح مطیع تھے

انہیں اللہ کی راہ میں جان دینے کا شوق تھا۔ لیکن ہر صاحب عقل انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ "نظام" کوئی مصنوعی اور میکانکی شے نہیں جو محض عسکری تنظیم فنون جنگ یا ریاضی کے قواعد سے حاصل ہو جائے"۔ پتھروں کی آپ کیسی ہی صف قائم کریں انہیں کتنی ہی عمدہ ترتیب سے چنیں، ستونوں اور دیواروں کو آپ ریاضی کے کتنے ہی مکمل قاعدہ سے کھڑا کریں اس کی تنظیم اور صف بندی کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

ہم نے تاریخ میں یہ بھی پڑھا ہے۔ کہ (عربوں کے مقابلہ میں) رومیوں اور ایرانیوں نے بعض بعض لڑائیوں میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ دیا تھا۔ اور اپنے پیچھے خندقیں کھودی تھیں۔ تاکہ پسپا نہ ہو سکیں اور میدان جنگ سے نہ بھاگ سکیں لیکن یہ تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں غرضیکہ نظام جنگ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا (اہم وہ جذبہ ہے جو لڑنے والوں کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہو۔ اور وہ روح اور وہ مقصد ہے جس کے لئے فوج لڑتی ہے اپنے مقصد سے عقیدت اور وابستگی ایسی طاقت ہے جس سے مسلمانوں میں غیر معمولی شجاعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان سے ایسے محیر العقول کارنامے صادر ہوتے ہیں کہ فلاسفر اور مورخین ان کی توجیہ سے عاجز رہتے ہیں۔)

(اب دیکھنا یہ چاہیئے کہ عربوں میں وہ کونسا جذبہ تھا جس کے ماتحت وہ دنیا کو فتح کرنے کا عزم رکھتے تھے اور نصف صدی کے اندر انہوں نے نصف عالم کو فتح کر لیا تھا)

Marfat.com

ان شاندار فتوحات کا راز اور اس حیرت انگیز انقلاب کی وجہ جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی یہ اور صرف یہ تھی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی برکت سے عربوں میں ایک نئی روح اور نیا ولولہ پیدا ہو گیا تھا۔ اب وہ پہلے کی طرح بے نظم اور لا مذہب نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایک زندہ مذہب کے حامل اور زبردست قوت کے مالک ہو چکے تھے۔ ان کو از سر نو زندگی ملی تھی۔ ان کی دماغی تربیت بالکل نئے طریقہ پر ہوئی تھی ان کی ذہنیتوں میں انقلاب آچکا تھا۔ دنیا ان کے لیئے اور وہ دنیا کے لیئے بالکل بدل چکے تھے۔

انہوں نے دنیا پر نگاہ ڈالی وہ دنیا جو ان کے لیئے کبھی حیرت و استعجاب کا سبب تھی اور وہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ اب ان کی نظر میں حقیر اور بے مایہ تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ دنیا میں ہر طرف ظلم و فساد کا دور دورہ ہے۔ فسق و فجور کی گرم بازاری ہے تاریکی کا غلبہ ہے وہ قومیں اور وہ جماعتیں جنھیں وہ ہمیشہ عزت و احترام اور رشک و تعظیم کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ اب ان کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ سب انسانوں کی صورت میں جانور اور چوپائے ہیں۔ جو جانوروں کی طرح کھاتے پیتے اور اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ لیکن انسانی صفات سے عاری ہیں انہیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کی مورتیں اور گڑیاں ہیں۔ جنھیں انسانی لباس پہنا دیا گیا ہے۔ اب وہ اپنی ظاہری شان و شوکت دنیاوی ساز و سامان اور ٹھاٹھ و زینت کے باوجود ان کی نظروں میں حقیر ہو

Marfat.com

گئے (انہوں نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا) زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ (یہ دنیاوی زندگی کی بہار ہے تاکہ ہم ان کو اس میں آزمائیں) وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان کے مال و اولاد کی کثرت پر تعجب نہ ہونا چاہیئے۔ اللہ چاہتا ہے۔ کہ انہیں اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب دے اور وہ کفر ہی کی حالت میں مریں)[1]

انہیں احساس ہوا کہ اللہ نے ان کو اس لئے مبعوث کیا کہ وہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔ انسانوں کی بندگی چھڑا کر خدا کی بندگی پر آمادہ کریں۔ انہیں دنیا کی تنگی سے نکال کر کشادگی کی طرف لائیں اور مذاہب کی کج روی اور بے اعتدالی سے نکال کر اسلام کی صراطِ مستقیم پر لگائیں۔ انہیں اللہ نے ان کی زمین، مکانات، اور مال و اسباب کا وارث بنایا ہے۔ اور ایسی زمین کا وارث بنایا ہے۔ جس پر وہ اب تک چلے نہیں۔ انہیں زمین کی خلافت عطا کی ہے۔ اور اقتدار دیا ہے۔ انہوں نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا کہ " وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

---

[1] خط کشیدہ کلمات ربعی بن عامر کے ہیں۔ جو انہوں نے یزدگرد کے دربار میں مسلمانوں کے قاصد کی حیثیت سے ادا کیے تھے۔

Marfat.com

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ (اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے) اور یہ کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا. یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔ (اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا یقیناً انہیں زمین کی خلافت عطا کرے گا۔ جسطرح ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی اور ان کے اس دین کو غالب بنائے گا جس کو ان کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور انہیں خوف کے بعد امن کی حالت میں تبدیل کرے گا۔ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ بنائیں گے۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر انہیں حرف بحرف یقین تھا کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا وَاُعْطِیْتُ الْكَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ (اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا تو میں نے

Marfat.com

مشرق و مغرب سب دیکھ لیا۔ میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچیگی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی اور مجھے سرخ و سفید دونوں خزانے دیئے گئے اور یہ کہ

[إِذَا هَلَكَ كِسْرَىٰ فَلَا كِسْرَىٰ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۲) (جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا. قیصر جب مٹ جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا. قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم لوگ ان کے خزانے خدا کی راہ میں خرچ کروگے۔)]

ان کو یقین تھا کہ خدا ان کی مدد کا ضامن ہے. اس نے ان سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اور خدا کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا. انہیں خدا اور اس کے رسول کے وعدوں پر پورا اطمینان تھا قلت و کثرت کا سوال ان کے لئے ہیچ ہوگیا. خطرات کا خوف ان کے دلوں سے جاتا رہا۔ ان کو خدا کا یہ قول یاد رہا کہ

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ.

(اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر

---

(۱) ترمذی (۲) ترمذی

Marfat.com

وہی تمہاری مدد چھوڑ دے۔ تو اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ اور [مسلمانوں کو اللہ ہی پہ بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اور یہ کہ وَكَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (کتنی ہی کم تعداد جماعتیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بڑی تعداد والی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آگئیں اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)]

[مسلمانوں کے بعض دشمن معاصرین اور وقت کے اہل علم و بصیرت رومیوں اور ایرانیوں نے بھی اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا۔ ابن کثیر کی روایت ہے کہ جب ہرقل کو مسلمانوں کی لشکر کشی کی خبر ملی تو اس نے شاہیوں سے کہا۔

" یہ لوگ ایک نئے مذہب کے پیرو ہیں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ میرا کہا مانو اور انہیں شام کا نصف خراج دے کر صلح کر لو تاکہ روم کے پہاڑ تمہارے لئے بچ جائیں اور اگر نہ مانو گے تو یہ تم سے شام بھی لے لیں گے۔ اور روم کے پہاڑ بھی تم پر تنگ کر دیں گے۔ (۳)]

مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے فروغ کی جدوجہد اور تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خود

(۳) البدایہ والنہایہ جلد ۷ صف۵

Marfat.com

کی اصلاح کا کام ان کے سپرد ہوا ہے۔ اور یہ کہ اللہ ان کا مددگار ہے اور ان کی کامیابی کا ذمہ دار ہے۔ اس کا ثبوت ان کے ہر قول و فعل سے ملتا ہے۔ ان کے دلوں کا اطمینان اور خود اعتمادی اسی عقیدہ کا نتیجہ تھی۔ جنگ یرموک کے موقع پر جب امرار نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی مشکلات کا حال لکھا۔ رومیوں کی کثرت تعداد اور ان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ۔

"تم سب مجتمع رہو اور ایک فوج بن کر مشرکین کا مقابلہ کرو۔ تم اللہ کے مددگار ہو اللہ اپنے مددگاروں کی مدد کرتا ہے کافروں کی مدد نہیں کرتا۔ تم کو قلت سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اگر تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تو اپنے گناہوں سے پس ان سے بچتے رہو" (۱)

اسی طرح حضرت عمر نے نہاوند کے معرکہ کے لئے عراق جانے کا قصد کیا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اے امیر المومنین اس معاملہ میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار قلت و کثرت پر

Marfat.com

نہیں ہے۔ اللہ نے اپنے دین کو غالب بنایا
ہے۔ اپنی فوج کو عزت دی اور ملائکہ کے ذریعے
اس کی مدد کی۔ یہاں تک کہ اسلام کو یہ قوت
حاصل ہوئی۔ ہمیں خدا کے وعدے پر بھروسہ
کرنا چاہیئے۔ وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا
اور اپنی فوج کی مدد کرے گا۔

اس عقیدہ کی بدولت مسلمانوں میں عجیب وغریب بے خوفی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال دیتے تھے اور ایسے ایسے کام کر گزرتے تھے۔ جو انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ یہ واقعہ بھی کچھ کم عجیب وغریب نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈال دیئے اور اطمینان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے چلتے رہے۔ گویا وہ دریا میں نہیں بلکہ خشکی پر چل رہے ہیں ایرانی یہ منظر دیکھ کر کہنے لگے "دیو آئے" "دیو آگئے" اور دیوانے "دیوانے" پکار اٹھے۔ اس موقع پر سلمان فارسی حضرت سعد کے ہمراہ تھے حضرت سعد نے فرمایا۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ (اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) خدا کی قسم اللہ اپنے دوستو

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص۵

(۲) ایضاً ج ۷ ص۱۰۷

Marfat.com

کی ضرور مدد کرے گا۔ اپنے دشمنوں کو شکست دے گا۔ اور اپنے دین کو غالب کرے گا۔ اگر فوج میں سرکشی اور ایسے گناہ نہ ہوئے جو نیکیوں پر غالب آجائیں۔"

حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم مسلمانوں کے لیئے سمندر بھی اسطرح مطیع کر دیا گیا ہے جس طرح خشکی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے۔ مسلمان سمندر سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح داخل ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسلمان سمندر سے صحیح وسالم نکل آئے۔ ایک شخص بھی غرق نہ ہوا۔ اور نہ ان کی کوئی چیز ضائع ہوئی۔" (۱)

اس عقیدہ نے مسلمانوں کے دلوں میں بے پناہ قوت پیدا کر دی تھی۔ کیسے ہی ناخوش گوار اور ناموافق حالات پیش آتے ان کے عزم و ارادہ میں کوئی ضعف نہ آتا۔ ان کے سکون و اطمینان میں کوئی فرق نہ پڑتا۔ تعداد اور ساز و سامان کو وہ ہیچ سمجھنے لگے تھے۔ مادہ اور اسباب کی پرستش سے وہ بے نیاز ہو چکے تھے ان کا عقیدہ تھا۔ کہ ہم دین کی قوت سے لڑتے اور اسلام کی برکت سے فتح پاتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اسی دینی جذبہ کا بڑا احترام تھا۔

اور اسی کو اپنی عزیز ترین متاع اور اصل قوت یقین کرتے

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۶۶

Marfat.com

تھے. وہ جانتے تھے کہ ہمیں جو کچھ عزت حاصل ہوئی. وہ اس دینی روح ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے.

یونس نے

بسند ابن اسحٰق روایت کیا ہے. کہ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ مستعربین کے ساتھ مآب میں آپہنچا ہے. (جبکہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار سے زائد نہ تھی) تو ان کو بڑی فکر دامن گیر ہوئی اور دو راتیں معان میں قیام کر کے جنگ کے مسئلے پر غور کرتے رہے. بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حالات لکھ دیئے جائیں اور دشمن کی تعداد سے مطلع کیا جائے یا تو وہ مدد بھیجیں یا ہمیں کوئی اور حکم دیں. جس پر ہم عمل کریں عبداللہ بن رواحہ نے یہ رائے سن کر لوگوں کو ہمت دلائی اور کہا. اے لوگو! خدا کی قسم تم اسی شہادت سے گھبرا رہے ہو جس کے لئے تم نکلے تھے. ہم دشمنوں سے تعداد اور قوت کے بھروسہ پر نہیں لڑتے. ہم تو اس دین کے بھروسہ پر لڑتے ہیں. جس کے ذریعہ اللہ نے ہم کو عزت بخشی. چلو ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ملے گی. شہادت یا فتح. لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہ سچ کہتے ہیں اور لوگ چل پڑے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فتوحات کی پیشین گوئی کی تھی انہیں ان پر پورا یقین تھا. چنانچہ جب کبھی کوئی فتح ہوتی تو وہ یوں

Marfat.com

کہتے "یہ وہی ہے۔ جس کا ہم سے خدا اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا" اور ان کے ایمان و اطاعت میں اضافہ ہو جاتا۔

جنگ یرموک کے دن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں شہادت کے لیئے بالکل تیار ہو گیا ہوں اور انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچونگا آپ کا کوئی پیغام تو نہیں ہے؟ انھوں نے کہا ہاں ان سے میرا سلام کہنا اور کہنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنے خدا کا وعدہ سچا پایا۔[1]

کثرت تعداد اور دشمن کی تیاریوں کی طرف سے ان کو اس قدر بے اعتنائی تھی کہ معلوم ہوتا تھا وہ تو لوہے کے بنے ہوئے ہیں اور دشمن مٹی پتھر کے۔ یا وہ درانتیاں ہیں اور ان کے حریف پکی ہوئی کھیتیاں جن کے کٹنے کا وقت آگیا ہے۔ مورخین کا بیان ہے کہ عراق سے واپس ہوتے ہوئے حضرت خالد کا گھوڑا کچھ بیمار ہو گیا تھا۔ جب وہ عراق سے واپس آئے تو ان سے ایک عرب نصرانی نے کہا "رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کس قدر کم ہیں۔ حضرت خالدؓ نے کہا: برا ہو تیرا تو مجھے رومیوں کی کثرت سے ڈراتا ہے۔ فتح اور ناکامی کا دارومدار آدمیوں کی قلت اور کثرت پر نہیں بلکہ اللہ کی مدد پر ہے۔ اگر اس کی نصرت رہے تو تھوڑے بھی بہت ہیں اور اگر وہ مدد نہ فرمائے

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۲

Marfat.com

تو بہت بھی تھوڑے ہیں ۔ میری تمنا ہے کہ میرا گھوڑا اچھا ہوتا، خواہ رومی تعداد میں دگنے ہو جائیں (۱)

"ان لوگوں کے دل مضبوط تھے۔ ہمتیں بلند تھیں عزائم پختہ تھے۔ ان کی نظروں میں دین و اخلاق کی اتنی عظمت تھی کہ دنیا اور دنیا کی ساری زینتیں ان کی نگاہوں میں ہیچ ہو گئی تھیں دنیا والے ان کی نظروں میں حقیر ہو گئے تھے۔

تمدن کے مظاہر، بادشاہوں کے جلال، امراء کے ٹھاٹھ باٹھ، دولتمندوں کا سامان آرائش، ان کی نگاہوں میں بچوں کا کھلونا معلوم ہوتا ہے وہ ان چیزوں کو اس طرح دیکھتے تھے گویا وہ سونے چاندی کے بنے ہوئے کھلونے اور گڑیاں دیکھ رہے ہیں۔ ان کی نگاہوں میں نہ ان چیزوں کی کوئی وقعت نہ تھی نہ وہ ان سے مرعوب ہوتے تھے۔

حضرت سعدؓ نے ربعی بن عامر کو ایرانی لشکر کے سپہ سالار رستم کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ رستم نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے دربار کو خوب سجایا - ہر طرف سنہرے اور ریشمی قالین بچھے تھے۔ موتی یاقوت کی بنی ہوئی مختلف قیمتی اشیاء رکھی تھیں۔ رستم اپنا تاج پہنے ہوئے سونے کے تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت ربعی پھٹے پرانے کپڑے پہنے تلوار اور ڈھال لئے ایک معمولی اور پست قامت گھوڑے

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹

Marfat.com

پر سوار دربار میں داخل ہوئے۔ دربار کا فرش گھوڑوں کی ٹاپوں سے خراب ہو گیا۔ لیکن وہ سوار ہی رہے۔ پھر اتر کر گھوڑے کو ایک گاؤ تکیہ سے باندھ دیا اور ہتھیاروں سمیت رستم کی طرف بڑھے۔ ایرانیوں نے کہا اپنے ہتھیار اتار دو۔ لیکن انہوں نے کہا میں اپنے آپ نہیں آیا تمہارے بلانے پر آیا ہوں اگر تم کو منظور نہیں تو میں واپس جاتا ہوں۔ رستم نے کہا انہیں آنے دو۔ حضرت ربعی اپنے نیزہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ نیزہ کی انی سے قالین پھٹ گیا۔

ایرانیوں نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ حضرت ربعی نے کہا اللہ نے ہم کو یہ کام سپرد کیا ہے کہ ہم لوگوں کو انسانوں کی بندگی کی بجائے خدائے واحد کا پرستار بنائیں۔ دنیا کی تنگی سے نکال کر کشادگی کی طرف راہنمائی کریں۔ غلط مذاہب کی کج روی اور بے اعتدالی کے بجائے اسلام کی صراط مستقیم پر لگائیں۔ جو ہماری اس دعوت کو قبول کر لے گا۔ ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور جو انکار کرے گا ہم اس سے برابر لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو۔ ایرانیوں نے پوچھا اللہ کا وہ وعدہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو مر جائے اس کے لیئے جنت اور جو زندہ رہے اس کے لئے فتح اور کامیابی۔

رستم نے کہا ہم نے تمہاری گفتگو سن لی کیا یہ ممکن ہے کہ تم اس مسئلہ کو موخر کر دو تاکہ ہم اور تم اس پر اچھی طرح غور کر لیں؟ حضرت ربعی نے کہا ہاں تم کتنا وقت چاہتے ہو ایک دن یا

Marfat.com

دو دن ؟ رستم نے کہا ہم اتنی مدت چاہتے ہیں کہ قوم کے سرداروں اور اہل الرائے سے مشورہ کر سکیں۔ حضرت ربعی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے یہ طریقہ مقرر نہیں کیا کہ ہم جنگ کے موقع پر دشمن کو تین دن سے زیادہ مہلت دیں۔ اپنے معاملہ پر اچھی طرح غور کر کے تین باتوں میں سے ایک اختیار کر لو۔ رستم نے پوچھا کہ مسلمانوں کے سردار تم ہی ہو۔ حضرت ربعی نے کہا نہیں لیکن مسلمان ایک جسد واحد کی طرح ہیں انکا ہر فرد ذمہ دار حیثیت رکھتا ہے ان کا معمولی سپاہی بھی سردار کی رائے کے بغیر معاہدہ کر سکتا ہے اور پناہ دے سکتا ہے۔

رستم نے اپنے سرداروں کو جمع کیا اور کہا تم نے اس سے زیادہ سنجیدہ اور باوقار گفتگو بھی سنی ہے؟ انہوں نے کہا خدا نہ کرے آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں اور اپنا دین چھوڑ دیں آپ نے اس کتے کا لباس نہیں دیکھا۔ رستم نے کہا برا ہو تمہارا لباس کو نہ دیکھو عقل، گفتگو اور سیرت کو دیکھو۔ عرب ہمیشہ سے کھانے اور لباس کی پرواہ نہیں کرتے اور عزت و شرافت پہ جان دیتے ہیں۔ (۱)

اسی طرح مغیرہ بن شعبہ رستم کے پاس گئے اور اس کے برابر

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ ص۴۰

Marfat.com

تخت پر بیٹھ گئے۔ ایرانیوں کو یہ بات ناگوار گذری اور شور مچانے لگے مغیرہ بن شعبہ نے کہا "اس سے میرے اعزاز میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اور نہ تمہارے سردار کی توہین ہوئی۔ رستم نے کہا "سچ ہے"۔(۲۱)

مسلمانوں کے سب سے بڑے مددگار اور معاون ان کے اخلاق حسنہ ان کی ایمانی صفات اور ان کی ملکی سیرت تھی وہ اس وصف میں ممتاز اور معروف تھے۔ جہاں کہیں جاتے اور قیام کرتے ان کے اخلاق حسنہ اور ایمانی اوصاف اس کا مقدمۃ الجیش ہوتے۔ یہ اخلاق و اوصاف ان کے لئے دلوں کو مسخر کر دیتے تھے۔ نفوس میں ان کی عظمت و محبت پیدا کر دیتے تھے۔ تلواروں، نیزوں اور بھالوں سے پہلے ان کے اوصاف و اخلاق اپنا کام کر جاتے تھے۔ جو لوگ ان کے اخلاق حسنہ اور حسن عمل کا مشاہدہ کرتے انہیں یقین ہو جاتا کہ یہ لوگ مغلوب نہیں ہو سکتے۔ اور عنقریب یہ دنیا پر چھا جائیں گے۔ اور یہ کہ ان کے اور معاصرین کے درمیان اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا انسانوں اور جانوروں کے درمیان۔

[احمد بن مروان مالکی اپنی کتاب "مجالسۃ" میں ابو اسحق سے روایت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

> "لڑائی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دشمن ایک سیکنڈ بھی نہ ٹھہر پاتے تھے۔ رومی جب شکست کھا کر انطاکیہ آئے۔

Marfat.com

تو ہرقل نے ان سے کہا "مجھے بتاؤ وہ کیسے لوگ ہیں. جن سے تم جنگ کرتے ہو کیا وہ تمہاری طرح انسان نہیں ہیں ؟

رومیوں نے کہا کیوں نہیں۔ وہ انسان ہی ہیں ہرقل نے کہا پھر تعداد میں تم زیادہ ہو یا وہ ؟ رومیوں نے کہا نہیں ہم ان سے ہر موقع پر کئی گنا زیادہ رہے۔ ہرقل نے کہا پھر تم کو کیوں شکست ہوتی ہے ؟ رومی سرداروں میں سے ایک بوڑھے شخص نے کہا اس لئے کہ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ عہد پورا کرتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ برائی سے روکتے ہیں آپس میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں اور ہم شراب پیتے ہیں زنا کرتے ہیں۔ حرام کے مرتکب ہوتے ہیں عہد توڑتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حق غصب کرتے ہیں۔ ظلم کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو برائی کی تلقین کرتے ہیں۔ زمین میں فساد کرتے ہیں خدا کی نافرمانی کرتے ہیں ہرقل نے کہا تم سچ کہتے ہو۔"

ہرقل نے ایک رومی سے جو مسلمانوں کے کے ہاں قید رہا تھا۔ کہا "مجھے ان کے حالات سناؤ"

Marfat.com

اس نے کہا " میں آپ کو اس طرح سناؤں گا گویا کہ آپ انہیں اپنی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ دن کو وہ شہسوار ہوتے ہیں اور رات کو راہب معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ پر نہیں کھاتے۔ نہ ایک دوسرے کے گھر بغیر سلام کے داخل ہوتے ہیں۔ دشمن کے مقابلہ پر جب تک انہیں فتح نہ ہو جائے پہاڑ کی طرح جمے رہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا! اگر تم سچ کہتے ہو تو وہ دن دور نہیں جب کہ یہ لوگ میرے قدموں کے نیچے کی زمین لے لیں گے۔ (۱)

ایک اور رومی اپنے سردار سے مسلمانوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

" وہ لوگ ضعیف و لاغر ہیں۔ شریف گھوڑوں پہ سوار ہوتے ہیں۔ رات کو وہ راہب معلوم ہوتے ہیں۔ دن کو شہسواری کرتے ہیں۔ اور اپنے نیزے بھالے درست کیا کرتے ہیں۔ قرآن خوانی اور ذکر و تسبیح کی وجہ

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۵

سے ان کی مجلس میں ایسا شور رہتا ہے کہ اگر
آپ اپنے ہم نشیں سے کوئی بات کریں تو وہ
سن نہ سکے۔

سردار نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے
کہا یہ ان کے ایسے حالات بتاتا ہے۔ جن
کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (۱)

ان اخلاق نے مسلمانوں کو اپنے اُن دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیا تھا۔ جن سے وہ جنگ کیا کرتے تھے۔ وہ ان اخلاق کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے ہم مذہبوں اور ابنائے وطن پر ترجیح دیتے تھے ان کی فتح کے متمنی رہتے تھے۔ اور درپردہ ان کی خیر خواہی کیا کرتے تھے۔ علامہ بلاذری فتوح البلدان میں رقم فرماتے ہیں۔

"ابو حفص دمشقی سعید بن عبدالعزیز کے
واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب ہرقل نے
مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کیا اور
اور مسلمانوں کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو
انہوں نے حمص والوں سے جو جزیہ لیا تھا۔
وہ انہیں واپس کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۷ صـ۱۶

Marfat.com

اب ہم اپنی سخت مشغولیت کی وجہ سے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکیں گے لہٰذا جزیہ کی جو رقم ہم نے تمہاری حفاظت کے عوض لی تھی وہ واپس کرتے ہیں۔ تم خود اپنی حفاظت کا انتظام کر لو۔ حمص والے اس ایمانداری سے بہت متاثر ہوئے اور کہا تمہاری حکومت اور تمہارا عدل و انصاف ہمیں اس ظلم و زیادتی کے مقابلہ میں ہزار درجہ پسند ہے۔ جس میں ہم پہلے مبتلا تھے۔ ہم تمہارے عامل کے ساتھ ہرقل کی فوجوں کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ یہودیوں نے یک زبان ہو کر کہا توریت کی قسم جب تک ہمارے دم میں دم ہے ہرقل کا عامل حمص میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے دروازے بند کر لئے اور شہر کی حفاظت کرتے رہے۔ اسی طرح ان عیسائی اور یہودی شہریوں نے بھی کیا۔ جن سے مسلمانوں

Marfat.com

نے صلح کر لی تھی۔

ان سب نے آپس میں متفق ہو کر کہا کہ اگر رومی غالب آگئے تو ہم پھر اس ظلم و زیادتی کا شکار ہو جائیں گے اور اگر مسلمانوں کی حکومت باقی رہی تو ہمیں اپنے معاملات میں پوری آزادی رہے گی۔

پھر جب خدا کی مدد سے مسلمان غالب آگئے اور رومیوں کو شکست ہو گئی تو انھوں نے اپنے شہروں کے دروازے کھول دیئے۔ مختلف کھیلوں اور باجوں کے ساتھ مسلمانوں کی فتح کی خوشی منائی۔

بڑی مسرت سے ان کا استقبال کیا اور خوشی خوشی جزیہ دیا۔ (۱)

یہ تصویر کا ایک رخ تھا۔ اب دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔

---

(۱) فتوح البلدان صـ ۱۳۷

Marfat.com

تصویر کا دُوسرا رُخ

زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ مسلمانوں کی اندرونی حالت میں انقلاب آیا۔ وہ اس مقصد کو بھول گئے۔ جس کے لیے اللہ نے دوسری بے شمار قوموں کی موجودگی کے باوجود انہیں انتخاب کیا تھا۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ وہ اپنے جزیرہ سے جو مقصد لے کر چلے تھے۔ کہ لوگوں کو انسانوں کی خدائی سے نکال کر خدائے واحد کا پرستار بنائیں۔" اسے فراموش کر دیا۔ لوگوں پر الہی قوانین کی بجائے اپنے وضع کیے ہوئے قانون نافذ کرنے لگے۔ قید و بند سے آزاد ایک طرح کی اباحی زندگی گذارنے لگے۔ گویا نہ وہ نبی کی امت رہیں۔ اور نہ انہیں وحی و رسالت پہ ایمان رہے۔ نہ حساب کا ڈر رہے اور نہ آخرت کا خوف، وہ ان جاہلی قوموں سے پورے طور پر مشابہ ہو گئے۔ جن سے وہ کل تک جنگ کر رہے تھے۔ اب وہ تمدن، اجتماع سیاست، اخلاق، معاشرت اور بہت سی چیزوں میں ان ہی مغضوبین وضالین کی تقلید کرنے لگے۔ جن کی وجہ سے اللہ ان سے ناراض ہوا تھا۔ اور ان پہ غضب نازل ہوا تھا۔

Marfat.com

ان کے پیشِ نظر کوئی صحیح اور اعلیٰ مقصد نہ رہا۔ ان کی تگ و دَو اور جد و جہد کھانے پینے اور عیش و عشرت تک محدود ہو گئی۔ دنیا کی قوموں میں انکا کوئی امتیاز اور خصوصیت باقی نہ رہی۔ اپنے ہم جنسوں کی طرح وہ بھی انسانوں کا ایک گلہ ہو کر رہ گئے۔ بلکہ ان کے بعض بادشاہ اور سلاطین تو دوسری قوموں کے جبابرہ اور فراعنہ سے بھی بازی لے گئے۔" ان کے دولت مندوں میں تکبر پیدا ہو گیا۔ ان کے سردار اور اکابر قوم فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب اس امت کے فساق و فجار بغض و حسد، جاہ طلبی، دنیا پرستی عیش پسندی، آخرت سے غفلت، خونریزی، بے حیائی، حق تلفی، بدعہدی، بے وفائی، حدود اللہ سے تجاوز ظلم و بے انصافی، اسراف و بتذیر اور فواحش و منکرات وغیرہ وغیرہ مختلف جرائم میں دوسری قوموں سے بھی سبقت لے گئے۔ تو ان پر بھی غضب الٰہی نازل ہوا اور وہ باوجود اس کے کہ ان کے ملک میں بعض دینی شعائر کا رواج تھا۔ اور ان کے نام "اسلامی" قسم کے تھے وہ خدا کی نظروں میں حقیر ہو گئے۔ اور باوجود اپنی وسیع سلطنت، لاتعداد فوج بے شمار خزانوں اور اپنی شاندار تہذیب کے وہ لوگوں کی نگاہوں میں بے وقعت ہو گئے۔ لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت جاتی رہی اور وہ ان پر جری ہو گئے۔

Marfat.com

زنج اور سجستان کے بادشاہ رتبیل نے یزید بن عبد الملک کے قاصدوں سے جو اس کے پاس خراج کا مطالبہ کرنے گئے تھے، پوچھا " وہ لوگ کیا ہوئے جن کے پیٹ پچکے ہوئے تھے، جن کے چہرے نمازوں کی وجہ سے سیاہ تھے۔ اور جو کھجوروں کی چپل پہنا کرتے تھے؟" لوگوں نے کہا وہ گزر گئے۔ رتبیل نے کہا " اگرچہ تمہارے چہرے ان سے زیادہ خوبصورت اور شاندار ہیں۔ لیکن وہ تم سے زیادہ عہد کے پابند اور طاقتور تھے۔" یہ کہکر اس نے قاصدوں کو واپس کر دیا۔ اور خراج دینے سے انکار کر دیا (۱) یہ دوسری صدی کا واقعہ ہے۔ بعد کی صدیوں میں جو مزید انحطاط ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

جب مسلمانوں کی غفلت شعاری اور عیش پسندی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ تو خدا نے تاتاریوں اور مغلوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ جو دنیا کی سب سے زیادہ ذلیل، گمنام جاہل اور وحشی قومیں تھیں، انھوں نے مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا خوب خوب نشانہ بنایا۔ ان کے خون سے نہریں اور ندیاں بہادیں۔ ان کے سروں سے محل اور قلعے تعمیر کر ڈالے اور ان کے ساتھ وہ کچھ کیا جس کے سننے اور بیان کرنے کی کسی مسلمان میں تاب نہیں۔ انھوں نے بے پناہ ظلم اور تشدد کر کے ان کے دلوں میں اس طرح اپنا رعب بیٹھایا کہ وہ تاتاریوں

(۱) فتوح البلدان ص ۴۰۱

Marfat.com

کی شکست کو محال سمجھنے لگے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ بعض بزرگوں سے سنا کہ جو شخص تم سے کہے کہ تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔ اس کی تصدیق نہ کرو۔ مسلمانوں کے دلوں میں تاتاریوں کا اس قدر رعب تھا کہ ایک ایک تاتاری مسلمانوں کی پوری پوری جماعت کو قتل کر ڈالتا تھا۔ اور وہ بھیڑوں اور بکریوں کی طرح بلا ادنیٰ مدافعت کے قتل ہوتے۔ ایک مرتبہ ایک تاتاری عورت ایک مکان داخل ہوئی۔ اور گھر کے اکثر آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ وہ سب اسے مرد سمجھتے رہے۔ اور بلا تکلف اس کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے اسی طرح ایک مرتبہ ایک تاتاری ایک جاکلہ میں داخل ہوا۔ جس میں سو آدمی تھے۔ اس نے سب کو ایک ایک کر کے قتل کر ڈالا۔ ان میں سے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس کی طرف ہاتھ بھی بڑھا سکے۔

لوگوں پر کچھ ایسا خوف اور ایسی مایوسی طاری ہو گئی تھی۔ کہ انھوں نے اپنی مدافعت ہی چھوڑ دی تھی۔ اور اپنے آپ کو تاتاریوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک تاتاری نے ایک مسلمان کو گرفتار کیا۔ لیکن تاتاری کے پاس ہتھیار نہ تھا۔ جس سے وہ قتل کرتا۔ اس نے مسلمان سے کہا کہ اپنا سر اس پتھر پہ رکھے رہو۔ میں تلوار لیکر آتا ہوں۔ مسلمان نے پتھر پہ سر رکھدیا۔ یہاں تک کہ تاتاری تلوار لیکر آیا اور اسے قتل کیا۔ ابن اثیر کہتا ہے۔

Marfat.com

کہ اس قسم کے بے شمار واقعات اس زمانہ میں پیش آئے۔

یہی ابن اثیر تاتاری فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے

"ایک عرصہ تک میں اس واقعہ کے ذکر سے گریز کرتا رہا اور ٹالتا رہا۔ کون ایسا مسلمان ہوگا۔ جس کے لیے اسلام کی خبر مرگ دینا آسان ہو اور جو اس مصیبت عظمیٰ کا حال بیان کر سکے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ یا اس واقعہ سے پہلے ہی مر جاتا اور نسیاً منسیاً ہو جاتا۔ یہ واقعہ اس قدر المناک ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک مخلوق کو ایسی مصیبت نہیں پیش آئی تو اس میں ذرا بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ اور شاید قیامت تک اس قسم کا واقعہ پیش آئے"

لیکن یہ زبردست حادثہ بھی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کافی ثابت نہ ہوا۔ وہ بدستور اپنے نشہ میں مدہوش رہے۔ ان پر خدا کا یہ قول صادق آیا لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ —— (قسم ہے تیری جان کی وہ اپنے نشہ میں بہک رہے ہیں۔ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

(ان پر جب ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے۔ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے تھے۔ اور شیطان نے ان کیلئے ان کے اعمال کو

Marfat.com

آراستہ کر دیا تھا ۔ وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ۔

(اور ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا پس نہ وہ خدا کے سامنے جھکے اور نہ گریہ وزاری کی۔) ان کی غفلت و سرکشی فسق و فجور اور لہو ولعب میں کمی نہ ہوئی اور یہ بڑے بڑے تازیانے بھی انھیں عبرت نہ دلا سکے یہاں تک کہ ابن اثیر کو لکھنا پڑا۔

"اللہ اپنی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرے، شاہانِ اسلام میں نہ نصرتِ دین کا جذبہ ہے۔ نہ شوقِ جہاد ہے۔ وہ سب لہو ولعب، تعیش اور رعایا کو لوٹنے میں مصروف ہیں، یہ صورتِ حال میرے نزدیک دشمنوں کی عداوت سے زیادہ خوفناک ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔ (اور ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے ظالموں ہی تک محدود نہ رہے گا۔"

ایک بات خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ اس پر آشوب اور پرفتن زمانہ میں بھی جب مسلمانوں پر ہر طرف سے اعداء کی یورش تھی۔ اور فتنوں کا ہجوم تھا۔ جب کبھی مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے۔ اپنے حالات کی اصلاح کی اپنی کمزوریوں کو

Marfat.com

دور کیا۔ اور صبر و ثبات کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔ تو انھیں فتح ہوئی۔ انھوں نے ان ہی تاتاریوں کو شکست دی جو شکست سے بالکل ناواقف تھے۔ اور لوگ ان کی شکست کے قائل ہی نہ تھے، جلال الدین خوارزم شاہ نے انھیں تین بار شکست دی ظاہر نے انھیں برس میں متعدد بار شکست دی۔ الملک الناصر والی مصر نے "مرج الصفر" میں شکست دی۔ سیوطی عین جالوت کی جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ لکھتا ہے۔

"تاتاریوں نے بری طرح شکست کھائی اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح ہوئی۔ تاتاریوں کی بڑی تعداد قتل ہوئی اور باقی ماندہ بھاگ گئے"۔ (۱)

بہرحال اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے رہے لیکن مجموعی حیثیت سے مسلمانوں کی حالت برابر گرتی رہی۔ وہ بڑی تیزی سے ضعف و پستی کی طرف ہی بڑھتے رہے۔ ان کے اخلاق میں مرور ایام کے ساتھ ضعف اور انحطاط آتا گیا۔ ان کے حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایک کھوکھلی قوم ہو کر رہ گئے، جس میں نہ کوئی روح تھی نہ جان ، وہ لکڑی کے اس بڑے محل کی مانند ہو گئے۔ جو دور سے شاندار معلوم ہوتا ہو۔ لیکن اس میں اندر سے خول ہو گیا ہو۔ یا اس بڑے تناور درخت کی مانند جو اب تک گرا نہ ہو۔ لیکن اسے دیمک اور کیڑوں نے کھا لیا ہو

(۱) تاریخ الخلفا

Marfat.com

ان کے خوبصورت اور پرعظمت شہر دشمنوں کی چراگاہ بن گئے جن کا کوئی والی و محافظ نہ رہا۔ ان کی حکومتیں شکاریوں کا شکار اور حریص دشمنوں کا نوالہ بن گئیں۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئی پوری ہوئی۔

"عنقریب قومیں تم پر اس طرح یورش کریں گی۔ جس طرح کھانے والے پلیٹ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا ہم اس وقت بہت کم ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم اس وقت زیادہ ہو گے۔ لیکن تم سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح ہو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب اٹھا لیگا۔ اور تمہارے دلوں میں "وھن" پیدا ہو جائے گا۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ وھن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا" دنیا کی محبت اور موت کا خوف" (۱)

مسلمانوں کا یہ انحطاط قائم رہا بلکہ بڑھتا رہا آخر کار اٹھارویں صدی میں ان پر مغرب کی عیسائی اور جاہلی قوموں نے یورش کی، اور ایک طویل کشمکش کے بعد مسلمانوں نے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اپنے ممالک کی کنجیاں ان کے حوالہ کر دیں۔ اور ان کے حق میں قیادت عالم سے دستبردار ہو گئے۔ انکا اخلاقی

(۱) ابوداؤد

Marfat.com

انحطاط اس قدر بڑھ چکا تھا، کہ ان میں خائن اور غدار پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی قوم سے خیانت کی، اپنی قوم کو چند سکوں کے عوض فروخت کر دیا۔ دشمنوں کی فوج میں رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کیں۔ اور ان کے وفادار خادم بن گئے۔

یہ مغربی یورش اپنے اثرات اور نتائج کے اعتبار سے تاتاری اور مغل یورش سے کہیں زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی وہ ہلکی سی چنگاری بھی بجھا دی جو پوشیدہ رہ گئی تھی۔ اور طویل صدیاں گزرنے پر بھی نہ مٹ سکی تھی۔ اور جو بار بار روشن ہو جایا کرتی تھی،

حکمار مغرب نے مسلمانوں کی قوت کا منبع تلاش کیا تو انھیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں زندگی اور قوت کا سرچشمہ "ایمان" ہے ان کو ایمان کی طاقت کا اندازہ تھا۔ انھوں نے ایمانی طاقت کے معجزات خوارق کا مشاہدہ کیا تھا، وہ جانتے تھے، کہ ایمان کیا کچھ کر سکتا ہے اس لیے انھوں نے ایمان کی عداوت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اور مسلمانوں پر دو ایسے دشمن مسلط کر دیئے۔ جو تاتاریوں اور مغلوں سے زیادہ ظالم اور سفاک تھے،

(ایک شک اور تذبذب جن سے زیادہ بزدلی پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

(دوسرے۔ ذہنی غلامی۔ مسلمان اپنے دلوں کی گہرائیوں میں

Marfat.com

ذلت محسوس کرنے لگے۔ وہ خود اپنی نظروں میں حقیر ہوگئے۔ انہیں اپنا دین، اپنا اخلاق اور اپنی تہذیب سب کچھ حقیر معلوم ہونے لگا۔ وہ ہر شے میں اپنے یوروپین آقاؤں کے تفوق کے قائل ہوگئے، ہر بھلائی کو ان کی طرف منسوب کرنے لگے۔ اور زندگی کے کسی گوشہ میں ان کے نقص و خامی کے قائل ہی نہ رہے۔ ان کے دلوں سے یہ بات بھی نکل گئی۔ کہ یوروپینوں کو بھی شکست ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ جب کسی قوم میں اس قسم کی ذہنی غلامی پیدا ہو جائے تو اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک نہیں خواہ اس کے افراد چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے کیوں نہ ہوں۔

اس مرتبہ مسلمانوں میں مغربی فلسفہ اور تمدن کے اثر سے مادیت اور دنیا پرستی غالب آگئی۔ وہ نفع عاجل کے پیچھے دوڑنے لگے۔ اور اپنی حکمران مغربی قوموں کی طرح شخصی مصلحتوں اور ذاتی منفعتوں کو اصول و اخلاق پر ترجیح دینے لگے۔ اس ذہنی تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں ضعف اور کم ہمتی پیدا ہو گئی۔ "جہاد" کے نام سے ان کو لرزہ آنے لگا۔ موت کے تصور سے وہ کانپنے لگے۔ تلخیاں اور مصائب برداشت کرنے کی ان میں ہمت نہ رہی۔ وہ اپنے اصول اور نصب العین کیلئے قربانی سے کترانے لگے۔

اس تعلیم اور فلسفہ سے مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی

Marfat.com

جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے نہایت خوش نما لیکن باطن کے اعتبار سے اتنی ہی غلیظ۔ ان کے چہرے نہایت شاندار انکا لباس نہایت دیدہ زیب، ان کی زبان نہایت شیریں۔ ان کے ذہن نہایت روشن لیکن ان کی روح نہایت تاریک، ان کے دل نہایت کھو کھلے یقین سے بالکل خالی۔ ان کے عقائد مذبذب، صبر و برداشت سے بالکل نامانوس، اخلاق و ارادہ کے انتہائی کمزور، دین کو دنیا کے عوض فروخت کرنے والے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے، قوم اور ملک کو شخصی اغراض و منافع اور نام و نمود عزت وجاہ کے عوض فروخت کر دینے والے، اپنی قوم اور قوم سے بدگمان رہنے والے، دوسروں پر بھروسہ کرنے والے۔ وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ كَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْھِمْ۔

(اور اگر آپ ان کو دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو اچھے معلوم ہوں گے۔ اور اگر وہ گفتگو کریں تو آپ کان لگا کر ان کی بات سنیں گے۔ گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ ہر آواز کو اپنے ہی خلاف سمجھتے ہیں۔

یہی لوگ آج کل مسلمانوں کے نمائندہ ہیں۔ ان ہی کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہے۔ انھیں کو اسلامی ممالک کی بہار اور رونق کہنا چاہیئے۔

Marfat.com

ان لوگوں نے مسلمانوں کو روباہی فلسفہ کی تعلیم دی - ان میں بزدلی اور کم ہمتی کا پرچار کیا انھیں اکثریت اور اقلیت کے لایعنی مسائل میں الجھایا - توکل علی اللہ اور خود اعتمادی کی بجائے دوسروں پہ بھروسہ کرنا اور ان کے آگے ہاتھ پھیلانا سکھایا - وہ اپنی بقاو حیات کے لیے دوسروں کے محتاج ہو گئے ۔

ان لوگوں نے مسلمانوں کے دلوں سے جہاد فی سبیل اللہ اور حمیت دین کا جذبہ نکال کر وطنیت اور قومیت کا بیج بویا - مسلمان قوم کا وہ جنون جس سے عقل و حکمت کا چشمہ پھوٹا تھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کچھ کر دکھایا جو عقل و خرد سے ہزاروں سال میں بھی نہ ہو سکا - اس حکیمانہ اور عاقلانہ جنون کو انھوں نے ناقص اور بیمار عقلیت سے تبدیل کر دیا - جس کے سامنے بہانوں اور رکاوٹوں کے سوا کچھ نہیں ۔

اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش

ان لوگوں نے یہ نہ سوچا کہ ہم جس قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں - اس کی ایک خاص طبیعت اور ایک خاص مزاج ہے - جو دنیا کی دوسری قوموں

Marfat.com

کے مزاج سے بالکل جدا ہے۔ اس کی اصلاح و تقدیم کے طریقے دوسری قوموں کی اصلاح و تقدیم کے طریقوں سے مختلف ہیں۔ یہ درخت اپنے اکثر حالات میں دنیا کے دوسرے درختوں سے مختلف ہے۔ یہ اس پانی سے نہیں شاداب ہو سکتا جس سے دنیا کے دوسرے پودے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح نہیں پھل پھول سکتا جس طرح دنیا کے دوسرے درخت پھلتے پھولتے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت اور جنسیت میں دنیا کے ہر درخت سے جدا ہے۔ جو اسے دوسرے درختوں پر قیاس کرے گا۔ وہ اسے نقصان پہنچائیگا۔ بلکہ اسے ضائع کر دے گا۔ لیکن ان لوگوں نے اس امّت کو بھی دوسری قوموں پر قیاس کیا۔ انہوں نے سوچا یہ بھی دوسری قوموں کی طرح افراد کا مجموعہ ہے۔ ان کی ضرورتیں اور ان کی ضرورتیں ایک ہی ہیں۔ ان کی زندگی اور موت کے قوانین ایک ہی ہیں۔ انہوں نے اس کے لیے بھی وہی نسخہ تجویز کر دیا جو اطبا نے دوسری قوموں کی اصلاح کے لیے تجویز کیا تھا انہوں نے کہا اس امّت کی پریشانی کی جڑ فقر و افلاس ہے۔ زندگی اور موت کا سرچشمہ دولت ہے۔ جب تک مسلمانوں کی اقتصادی حالت درست نہ ہو گی ان کی مصیبتیں دور نہیں ہو سکتیں۔ انہوں نے بڑی شدت سے دنیا کمانے کا مشورہ دیا۔ بینک اور بیمہ کمپنیاں قائم کیں۔ اور ہر ذریعہ سے قوم کو ان کی طرف راغب کیا۔ اپنی اس دھن میں انہوں

Marfat.com

نے یہاں تک تجاوز کیا کہ "سود" کو بھی حلال قرار دیا۔ اور وہ تمام حدود توڑ دیئے جو شریعت نے مقرر کیے تھے۔ صرف اس حرص میں کہ مسلمان بھی دولت مند ہو جائیں۔ انہیں بھی دوسروں کی طرح سامان عیش حاصل ہو جائے۔ ان کی قومی دولت میں اضافہ ہو اور وہ اپنے برادران وطن اور ہمسایہ قوموں سے سرمایہ داری میں پیچھے نہ رہیں۔

ان کی یہ ذہنیت یقیناً غیر اسلامی ہے۔ ان کی یہ تشخیص بھی غلط ہے کہ مسلمان فقر و افلاس کی وجہ سے تباہ ہوئے۔ جو شخص مسلمانوں کی تاریخ سے واقف ہے وہ جانتا ہے۔ کہ مسلمان فقر و افلاس کی وجہ سے نہیں بلکہ سرمایہ داری کی وجہ سے تباہ ہوئے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس اُمت کے متعلق دنیا کی کشادگی اور فراوانی سے اندیشہ تھا آپ اکثر مسلمانوں کو تنبیہ کیا کرتے تھے اور دولت کے انجام سے ڈرایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے۔

مجھے تمہارے فقر و افلاس سے اندیشہ
نہیں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ
ہو جائے جس طرح تم سے پہلے دوسری قوموں
کے لیے کشادہ ہوئی۔ اور تم اس میں ایک دوسرے
سے بازی لے جانا چاہو۔ اور اسی طرح

Marfat.com

ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے دوسری قومیں ہلاک ہوئیں" (متفق علیہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ تشریف فرما تھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھے تھے آپ نے فرمایا۔

"میرے بعد تمہیں دنیا کی جو فراوانی اور زیب و زینت حاصل ہونے والی ہے اس سے مجھے اندیشہ ہے"۔ (متفق علیہ)

کعب ابن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

"ہر قوم کے لیے ایک فتنہ ہے اور میری قوم کا فتنہ مال ہے"۔ (ترمذی)

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"ہم لوگ مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر آئے۔ ان کے جسم پہ صرف ایک چادر تھی وہ بھی پیوند لگی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سابق امیرانہ زندگی کو یاد کر کے رو دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارا کیا

Marfat.com

حال ہوگا۔ اور تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لگاؤ گے۔ جس طرح کعبہ پر غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اس دن آج سے بہتر ہوں گے۔ فکرِ معاش سے آزاد ہوں گے۔ اور یکسوئی سے عبادت میں مشغول ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم آج اس دن سے بہتر ہو (ترمذی)

(جو شخص دمشق، بغداد، قرطبہ، غرناطہ اور دوسرے اسلامی شہروں کی تاریخ تمدن سے واقف ہے اور اس اخلاقی اور اجتماعی انحطاط پر نظر رکھتا ہے جو مسلمانوں میں ان کے عروج کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔)

وہ حرف بحرف ان پیشین گوئیوں کی تصدیق کرے گا جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہنا چاہیئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مستقبل کے آئینہ میں دیکھ رہے ہیں اور سب کچھ مشاہدہ کے بعد فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ وحی و الہام اور انبیاء علیہم السلام کی حکمت و فراست ہے۔

ہمیں سرمایہ کی ضرورت اور قوموں کی زندگی میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں۔ لیکن ہم ایک لمحہ کے لیے بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ سرمایہ ہی اس امت کی واحد ضرورت ہے۔ اور صرف اقتصادی حالت درست ہو جانے سے مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور وہ دنیا میں اپنے شایانِ شان منصب حاصل کر لیں گے۔ اس جدوجہد

Marfat.com

میں اگر اس کے داعیوں کو کامیابی بھی حاصل ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان قوم بھی ایک دوسری یہودی قوم کی صورت میں منتقل ہو جائے۔ اور ان مجرم سرمایہ دار قوموں میں ایک کا اضافہ ہو جائے جن کا سرمایہ آج دنیا کے لیے عذاب بنا ہوا ہے۔ اور اور جن کے مٹانے اور لوگوں کو ان کے پنجۂ ظلم سے رہائی دلانے کے لیے امت مسلمہ مبعوث ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں اس کا انجام صرف یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں دنیوی زندگی سے محبت موت سے خوف اور جہاد سے بے رغبتی بڑھ جائے گی۔

ایک اور گروہ نے نعرہ لگایا کہ اس قوم کی ضرورت صرف تعلیم ہے۔ اگر اس قوم کے افراد غیر ملکی زبانیں سیکھ لیں اور ان میں اہل زبان کی طرح مہارت حاصل کر لیں، علوم جدیدہ سے واقف ہو جائیں تو قوم کی تمام مشکلات حل ہو جائیں اور ساری مصیبتیں دور ہو جائیں۔ اس فکر و خیال کے تحت انھوں نے مغربی طرز پر سکول کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں۔ اور ان میں ہر ممکن حد تک اپنے مغربی آقاؤں کی تقلید کی۔ کبھی کبھی نظام تعلیم میں کچھ معمولی اور سطحی تغیر بھی کر دیا اور مسلمانوں کے دینی جذبہ کی تسکین دینے کے لیے رسمی طور پر دینیات کا ایک شعبہ بھی قائم کر دیا۔ اور محض اس بنا پر انھوں نے ان کالجوں اور یونیورسٹیوں کو اسلامیہ کالج اور مسلم یونیورسٹی کا نام دیا۔

ان مغربی علوم کو انھوں نے اپنی روح اور ضمیر کے ساتھ مسلمان

Marfat.com

نوجوانوں میں منتقل کرنا شروع کیا۔ انہوں نے مسلمان نوجوانوں کو ان علوم اور اس فلسفہ کی تعلیم دی جو یورپ کے جاہلی اور تاریک دور میں مدوّن ہوئے۔ قرونِ وسطےٰ میں اور اس کے بعد جب یورپ نے اپنی نصرانیت کی چادر اتار پھینکی تھی اور دین و اخلاق کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا تھا۔

اس تعلیم جدید کے داعیوں نے اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے پورا زور صرف کیا۔ مسلمانوں کی بے پناہ دولت ان یونیورسٹیوں اور کالجوں پر صرف ہوئی۔ مسلمانوں کے ہونہار بچے اور بہترین جوان ان تعلیم گاہوں کے لیے وقف ہو گئے لیکن

(۱) ہر علم کی ایک خاص روح اور خاص ضمیر ہوتا ہے۔ جسے اس علم کا مغز اور حاصل کہنا چاہیئے۔ اسلام نے جن علوم کی بنیاد ڈالی اور اپنے قالب میں ڈھالا۔ ان سب میں ایمان تقویٰ اور خشیت الٰہی کی روح پورے طور پر موجود ہے۔ جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، اخلاق، تصوف، یہاں تک کہ مسلمانوں نے جن علوم کو سنوارا اور اصلاح کی وہ بھی دینی روح سے خالی نہیں جیسے تاریخ اور ادب انہوں نے جن کو وضع کیا یا مرتب کیا وہ سب ان کی خرافات اور جاہلی روح سے مملو ہیں اسی طرح ملحد یورپ نے جن علوم کو مدون کیا ان میں الحاد، انکارِ خدا، مادہ پرستی محسوسات پر ایمان، اور ان چیزوں کی طرف سے جو وزن و شمار اور مشاہدہ و تجربہ میں نہ آئیں بے اعتنائی پورے طور پر موجود رہے حالانکہ بعض اخلاق ایسے ہیں جن سے بظاہر کوئی نفع اور لذت نہیں محسوس ہوتی مثلاً علم، فلسفہ، ادب، شعر، کہانیوں اور ڈراموں میں یہ روح پورے طور پر موجود ہے۔

Marfat.com

اس جدوجہد کا نتیجہ کیا ہوا ؟ ایک عام فکری بے راہ روی، افکار و خیالات میں تضاد و ناہمواری، دین میں شک اور تذبذب، اخلاق و ادب سے بیزاری، عزم و ارادہ میں ضعف۔ ان سب چیزوں کی وجہ سے یہ نئی تعلیم یافتہ جماعت اپنے گھر والوں اور قوم پر بار بن کر رہ گئی۔ قوم کے جسم میں گویا یہ لوگ فساد اور بیماری کے جراثیم تھے۔ جنھوں نے اس کو کمزور اور ناتوان بنا دیا۔

ایک اور جماعت ہے جس کی جدوجہد اور کوشش ملازمتیں اور عہدے حاصل کرنا ہے۔ یہ لوگ ہر ظالم حکومت اور ہر باطل نظام سے تعاون کرتے ہیں۔ ہر حکومت کے سایہ میں اہم عہدے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں دین کے خلاف قوانین وضع کرتے ہیں۔ اور حکومت کے نمدر سے انھیں نافذ کرتے ہیں۔ غیر اسلامی حکومتوں کی جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیوں میں شریک رہتے ہیں بلکہ ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی فوج میں رضاکارانہ طور پر شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کے علَم کے نیچے جنگ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ خواہ انھیں کتنے ہی وزنی دلائل سے یہ سمجھا دیا جائے کہ یہ کھلا ہوا تعاون علی الاثم اور قتال فی سبیل الطاغوت ہے۔ اس روش کی وجہ سے دنیا کے

Marfat.com

نزدیک مسلمانوں کی ساکھ اٹھ گئی۔ انھوں نے اپنا امتیاز و شرف کھو دیا ان کی شہرت پر بٹہ لگ گیا۔ صاحب رسالت اور صاحب دین قدم کی حیثیت سے ان کی کوئی وقعت نہ رہی۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو گئے۔ وہ مسلمان جن کو عدل و انصاف قائم کرنے کا شریف ترین منصب سپرد کیا گیا تھا۔ جن کو ظالموں اور بے انصافوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جنھیں ظالموں اور جابروں کو سزا دینے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ جن کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ وہی مسلمان اب ظالم حکومتوں سے تعاون کرنے لگے۔ ظلم اور بے انصافی میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔ اور اسے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت سمجھنے لگے۔ انھیں فخر ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ انھیں سرکاری ملازمتیں اور عہدے دلوائے۔ اور اپنے ہم وطن غاصبوں سے یہ جگہیں چھین لیں۔ وہ اپنی اس کامیابی کو اسلام کے لیے شرف و عزت کا باعث سمجھتے ہیں۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۔

(منافقوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

Marfat.com

کیا ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں۔ عزت تو سب اللہ کے لیے ہے۔

ایک اور گروہ نے خیال کیا کہ طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ اپنے آپ کو طاقتوروں کے مشابہ بنایا جائے۔ لباس میں تہذیب میں اور طرزِ معاشرت میں ان کی پوری پوری تقلید کی جائے کیونکہ بقول ابن خلدون "مغلوب ہمیشہ غالب سے مرعوب رہتا ہے"۔ اسے اپنے سے برتر و افضل سمجھتا ہے۔ اور کبھی کبھی وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کہ غالب کا غلبہ طبعی اسباب اور قوت و طاقت کی وجہ سے نہیں بلکہ چند مخصوص رسوم و آداب کی وجہ سے ہے۔ بس وہ انہیں رسوم و آداب میں قدم بقدم اس کی پیروی کرنے لگتا ہے۔

ان لوگوں نے بجائے ہوائی جہازوں، ٹینکوں، توپوں، مشین گنوں، اور عسکری تنظیم کے صرف لباس و فیشن میں یورپین، قوموں کی تقلید شروع کی، بے پردگی کا پرچار کیا، پردہ کو احمقانہ اور جاہلانہ رسم قرار دیا۔ عربی حروف کو مٹا کر لاطینی حروف رائج کیے۔ اس نام نہاد اصلاح کو کامیاب بنانے کے لیے انہوں نے اختلاف کرنے والوں کو سزائیں دیں۔ انہیں قید خانوں میں بند کیا ملک سے جلا وطن کیا۔ حالانکہ ان حرکتوں سے عقلمندوں کے نزدیک ان کی عزت و قوت میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔

Marfat.com

یہ ہے مسلمانوں کی اصلاحی کوششوں کا خلاصہ اللہ یہ ہے ان کی اصلاح کا انداز۔ اکثر اسلامی ممالک میں یہ ساری تحریکیں حقیقت اور گمراہی کے عدم امتیاز، مسلمانوں کے قومی مزاج سے ناواقفیت اور غیر اسلامی طرز فکر کا نتیجہ ہیں۔ ان سے مسلمانوں کو سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ کوئی فائدہ میسر نہیں آسکتا مسلمان، قوم اپنی ترکیب میں اور اپنے مزاج میں دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہے۔ اس امت کی قوت کا سرچشمہ مخصوص ہے اندرونی بھی اور بیرونی بھی۔ اندرونی سرچشمہ قلب اور روح ہیں۔ جب قلب ایمان سے معمور ہو جائے اور روح دینی تعلیمات اور اسلامی اخلاق کے ذریعہ پاکیزہ ہو جائے سینہ میں دینی حمیت جوش مارنے لگے، اور اس بھی ہوئی خدا بیدہ قوم کو جو صدیوں سے اپنا نصب العین اور مقصد حیات بھلا چکی ہے معلوم ہو جائے کہ زمانہ اپنی عادت کے مطابق پلٹ چکا ہے۔ دنیا پھر اسی طرح جاہلیت کے عذاب میں گرفتار ہے جس طرح پہلے تھی۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ۔ (لوگوں کے اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی امانت سپرد کی ہے۔ اپنی رسالت کا حامل بنایا ہے اپنے دین کی اشاعت کیلئے منتخب کیا ہے۔ اس کی مدد اور غلبہ کا وعدہ کیا ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔

Marfat.com

اور ہمارے پیغمبروں کیلئے یہ بات طے ہو چکی کہ وہی کامیاب ہوں گے اور یہ کہ ہماری فوج ہی غالب آئے گی، وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ۔ (اور نہ تم سست ہو اور نہ رنجیدہ ہو تم ہی کامیاب ہو گے اگر تم مومن ہو) كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (اللہ نے لکھ دیا ہے کہ خدا اور اس کے رسول غالب آئیں گے) إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ (عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور مسلمانوں کیلئے لیکن منافقین نہیں جانتے)

اسے دنیا کی کج روی بے عنوانی اور جہل و نادانی کا احساس ہو جائے اسے دنیا پر رحم آجائے وہ دنیا کا دکھ درد دیکھ کر بے قرار ہو جائے۔ اسے ایسا معلوم ہو کہ پوری دنیا آگ میں جل رہی ہے اور میرے سوا کسی کے پاس پانی نہیں۔ وہ اس اس پانی کو لے کر آگ بجھانے کے لیے دوڑ پڑے۔ اس راہ میں وہ اپنی لذتیں اپنی مسرتیں اپنا خواب و خور سب کچھ بھول جائے۔ اس پر ایک قسم کا جنون طاری ہو جائے اس وقت یہی ضعیف اور مردہ قوم ایسی معجز نما قوت میں تبدیل ہو جائے گی۔ جس کا مقابلہ بڑے بڑے پہاڑ نہیں کر سکتے، جس کے خلاف اگر ساری دنیا محاذ بنا لے، اپنی تمام قوموں، اپنے سب لشکروں، اپنی ساری حکومتوں کو اس کے مقابلہ پر اکٹھا کر دے۔ تب بھی غالب نہ آ سکے گی۔ وہ قضائے الٰہی اور حکم ربانی بن کر سب کو مغلوب کرے گی۔ هُوَ الَّذِي

Marfat.com

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے غالب کرے تمام دینوں پر اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہو)

مسلمانوں کی قوت کا بیرونی سرچشمہ قرآن کریم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی سیرت ہے۔ ہمیشہ سے یہی چیزیں مسلمانوں کیلئے قوت اور زندگی کا منبع، روشنی و ایمان کا مخزن، معجزات و آیات کا مجموعہ رہی ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ ان ہی چیزوں سے زندگی اور طاقت حاصل کی ہے۔ ان چیزوں پر مسلمانوں کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ ان کی اشاعت میں خاص حصہ لینا چاہیئے خود پڑھیں اپنی اولاد کو تعلیم دیں۔ ان چیزوں سے مسلمانوں کا رشتہ جس قدر مضبوط ہوگا۔ اسی قدر وہ عزت اور قوت کے مالک ہوں گے۔

مسلمانوں میں ضعف بزدلی، خدا کی مدد سے ناامیدی، اس کے وعدوں پر شک، اغیار پر بھروسہ، یہ سب چیزیں اسی وقت پیدا ہوئیں۔ جب انھوں نے کتاب وسنت سے اپنا رشتہ توڑ لیا۔

تمام اصلاحی اور تنظیمی کوششیں اسی وقت کامیاب ہو سکتی

Marfat.com

ہیں۔ جب قلب کی اصلاح ہو جائے۔ اور روح طاقتور ہو جائے۔ نیز یہ کوششیں اجتہاد و تفقہ کے ماتحت ہوں، اسلامی روح کے موافق ہوں۔ قوم کے مخصوص مزاج سے مناسبت رکھتی ہوں۔

مسلمانوں قوم کے بارے میں یہی اللہ کی سنت ہے، یہی تیرہ صدیوں کے تجربات ہیں اور یہی تاریخ کا وہ فیصلہ ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہ اس میں بحث کی گنجائش ہے۔

Marfat.com

امتِ مُسلمہ کا مقام
اور
زوال کے اسباب و علاج

(مولانا محمد تقی امینی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کے نام سے جس نئی قوم کی تنظیم فرمائی تھی وہ نہ رنگ و نسل کی بنیاد پر تھی اور نہ زبان و وطن کی بنیاد پر۔ اس سے آپ کا مقصد نہ کھانے پینے والی قوموں میں ایک اور کا اضافہ تھا اور نہ بھوکی ننگی آبادی میں ایک اور آبادی کا بڑھانا۔ بلکہ اس امت کی یہ نئی تشکیل و تنظیم محض اس لیے تھی کہ زندگی میں خدائی صفات پیدا کرے اور اپنے اخلاق و کردار کے ذریعہ سسکتی ہوئی انسانیت اور دکھ کی ماری دنیا پر یہ واضح کر دے کہ اگر اس کو جامِ حیات کی تلاش ہے اور نسخۂ شفا کی ضرورت ہے تو یہ اسی راستہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں جس پر یہ چل رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس کے لیے نمونہ تھی اور یہ سارا دنیا کے لیے نمونہ بن کر آئی تھی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

Marfat.com

اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا تاکہ تمام انسانوں کے لیے (سچائی کی) شہادت دینے والے تم ہو۔ اور تمہارے لیے اللہ کا رسول شہادت دینے والا ہو۔

اس نمونہ والی جماعت کا دل اللہ کی جلوہ گاہ بنا لا یسعنی الا قلب مومن (میری سمائی بجز قلب مومن کے اور کہیں نہیں ہو سکتی۔ الحدیث) اس کی نگاہ میں اللہ کا نور سمایا اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ (مومن کی فراست سے ہوشیار رہو۔ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ الحدیث) اس کی زندگی میں اللہ کی صفات کا پرتو پڑا۔ تخلقوا باخلاق اللہ (اللہ جیسے اخلاق پیدا کرو۔ الحدیث)۔ اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق کارکردگی کی بنا پر وہ سب کچھ عطا فرمایا۔ جو زیادہ سے زیادہ کسی قوم کو دیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ اس نئی قوم نے مشرق میں سندھ، چینی ترکستان تک اور مغرب میں ہسپانیہ تک اپنا جھنڈا لہرایا۔ علوم و فنون کی ترقی کے لحاظ سے مدتوں ساری دنیا پر اپنی فوقیت و برتری کا سکہ چلایا۔ اور ذہنی و دماغی لحاظ سے ایسی حکومت کی کہ اپنے پاور ہاؤس سے پرانی دنیا کے تیرہ اور تاریک گوشوں کو روشنائی پہنچائی ہے

نمود اس کی، نمود تیری، نمود اس کی
خدا کو تو آشکار کر دے خدا تجھے آشکار کر دے

لیکن آج اسی قوم کا دل غبار آلود اور آنکھیں بے نور ہیں۔ دماغ جامد

اور باز دشل ہیں۔ اس کی زندگی کا قافلہ لُٹ چکا ہے۔ اور کوئی خبر لینے والا نہیں۔ اس پر فلاکت و ادبار مسلط ہے اور کوئی آگاہ کرنے والا نہیں۔ وہ موت کی نیند سو رہی ہے اور کوئی جگانے والا نہیں۔ وہ خواب و خیال کی دنیا میں مگن ہے اور کوئی احساس دلانے والا نہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حضرات! اس صورتِ حال سے سرسری نہ گزر جائیے بلکہ اس کا حل اس ماہر طبیب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم میں تلاش کیجئے۔ جو مردہ قوموں کو زندہ کرنے اور بیمار قوموں کو شفا دینے آیا تھا۔ اور وہی دوا اور غذا استعمال کیجئے جو وحی الٰہی کی روشنی میں مریض کے مزاج کی رعایت اور موسم کی حرارت و برودت کے لحاظ سے تجویز کی گئی تھی

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا دَور آئے گا کہ دنیا کی دوسری قومیں امتِ مسلمہ پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں گی۔ جیسے کھانے کے برتن میں تر نوالہ کے لیے بھوکوں کے ہاتھ پڑتے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم لوگ اس وقت تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا "نہیں" بلکہ تم لوگ زیادہ ہو گے لیکن جھاگ کی طرح بے وزن ہو جاؤ گے۔ صحابہؓ نے پوچھا ہماری یہ حالت کیوں ہو جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا تم میں "وَھَن" پیدا ہو جائے گا۔ پوچھا گیا وَھَن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرتؔ

؎ ابوداؤد و بیہقی۔ مشکوٰۃ۔ باب تغیر الناس

Marfat.com

یعنی تمہیں دُنیا سے رغبت و محبت پیدا ہو جائے گی۔ جس سے عزم و ہمت اور ایثار و قربانی کے کام نہ ہونے پائیں گے۔ اور موت سے ناگواری اور نفرت پیدا ہونے لگے گی۔ جس کی بنا پر اعلائے کلمۃ اللہ اور حق کی سربلندی کی راہ میں جانبازی کا جوہر باقی نہ رہے گا۔

امّتِ مسلمہ کے مرض کی یہ تشخیص ایسے طبیب کی ہے جس کی پرواز کی ابتداء وہاں سے ہوتی تھی جہاں عقل کی پرواز ختم ہوتی ہے۔ اور تجزیہ و تشخیص کے ہر مرحلہ میں وہ کائنات کے خالق و مالک سے رہنمائی حاصل کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں نہ غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے اور نہ ہوا و ہوس کے دخل انداز ہونے کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (آپ اپنی زبان سے جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔ اپنی خواہش سے آپ کچھ نہیں کہتے۔)

مذکورہ تشخیص سے اس مغالطے میں پڑنے کی گنجائش نہیں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدانخواستہ امتِ مسلمہ کو تارک الدنیا بنا کر بھوکوں اور ننگوں کی ایک کالونی آباد کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ مذہبِ اسلام کی غلط ترجمانی سے کبھی اس کا شبہ ہوتا ہے۔ آپؐ کا مقصد دنیا سے بے رغبت بنا کر عزم و شجاعت کے جذبات کو ابھارنا تھا تاکہ اہلِ دنیا دیکھ لیں کہ ان کی توجہات کا مرکز (دنیا) اس با مقصد جماعت کی نظر میں اس قابل بھی نہیں ہے کہ وہ اس کو منہ لگائے۔ اور اپنے دل میں جگہ دے۔ بلکہ اس کا مطمحِ نظر اور نصب العین اس سے بہت

بلند ہے ـــــ یہ موٹی سی بات ہے کہ جس مکان کا مکیں دنیا کا خالق و مالک ہو۔ دنیا خود اس کے گرد چکر لگانے اور اس کے پاس رہنے میں اپنی عزت و سعادت سمجھے گی۔ اس کا احسان نہ ہوگا کہ وہ ہمارے پاس آئی ہے، بلکہ ہمارا احسان ہوگا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس جگہ دی۔ غرض ترک دنیا اور شے ہے اور دنیا سے بے رغبتی اس سے بالکل مختلف شے ہے۔ بقول عارف ؎

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

حضرات! مرض کی صحیح نشاندہی ہو جانے کے بعد اب اس کے علاج کی طرف توجہ دیجیے۔ کسی بیرونی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ اسی طبیب حاذق (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ـــــ کے نسخہ شفا ـــــ کو استعمال کیجیے اور پھر دیکھیے کس طرح مردہ جسم میں جان پڑتی ہے ـــــ قرآن حکیم میں ہے:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا۔ وَمِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ۔ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ۔ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ۔ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ

Marfat.com

اللّٰہُ الْاَمْثَالَ (پ۱۳) (اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو اپنی سمائی کے مطابق وادیاں بہہ نکلیں۔ اور میل کچیل سے جھاگ بن بن کر اٹھا تو سیلاب کی رَو اسے بہا لے گئی۔ اور اسی طرح کا جھاگ (میل کچیل) اس وقت بھی اٹھتا ہے جب لوگ زیور یا کوئی اور چیز بنانے کے لیے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں۔ حق اور باطل کی مثال ایسی ہی سمجھو جو اللہ بیان کر دیتا ہے۔ پس (میل کچیل کا) جھاگ (جو کسی کام کا نہیں ہوتا) رائیگاں جاتا ہے اور جس چیز میں انسان کے لیے نفع ہوتا ہے وہ زمین میں رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ (لوگوں کی سمجھ بوجھ کے لیے) مثالیں بیان کر دیتا ہے پانی سونا چاندی اور دوسری دھاتیں چونکہ انسانوں کے کام آنے والی اور نفع دینے والی چیزیں ہیں اس لیے وہ باقی رہتی ہیں اور اوپر آئی ہوئی جھاگ چونکہ غیر نافع اور بے سود ہے۔ اس لیے وہ فنا ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں مجموعی حیثیت سے جو نافع ہوتا ہے، اس کو پائداری حاصل ہوتی ہے۔ اور جو غیر نافع ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد قرآنِ حکیم نے وہ اعمال و اخلاق گنائے ہیں جن سے اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور یہ اشارہ کیا ہے کہ قیام و بقا کا اصل سنگِ بنیاد انہی اعمال و اخلاق پر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ زندگی کے تمام شعبوں میں اخلاق ہی کی شان ایسی ہے جس میں مالک الملک کی نیابت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اور جو قوم اپنی زندگی میں نیابت کی شان پیدا کرے گی۔ اس کو کائنات کی امامت سپرد ہوگی اور وہی حقیقی معنوں میں اللہ کی مخلوق

Marfat.com

کے لیے نافع بنے گی۔

جن اخلاق و اوصاف کا تذکرہ قرآنِ حکیم کے مختلف مقامات پر ملتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے ؎ اطاعتِ حق، ضمیر کی آزادی، شجاعت و بہادری، سچائی، انصاف، رحم، رواداری، ایفائے عہد، امانت و دیانت، عفو و درگذر، دشمن سے اچھا برتاؤ، مساوات، ایثار و قربانی، توکل و اعتماد، اطمینان و خودداری، شیریں کلامی، میانہ روی، عزم و استقلال، امید و پیش بینی، احتساب نفس، ذمہ داری کا احساس، ہر کام میں ایمانداری، حیاء و شرافت، عفت و پاکدامنی، محبت و مروت، صبر و ثبات، اخلاص و بے نفسی، نیکی سے الفت اور برائیوں سے نفرت، بے غرضی کے ساتھ دوسروں کی خدمت کا جذبہ وغیرہ۔

یہ بتا دینا ضروری ہے کہ وحی الٰہی جس قسم کا اخلاق قوم میں پیدا کرنا چاہتی ہے اور جس پر وہ ترقی کی بنیاد رکھتی ہے۔ اس کی حیثیت اس اخلاق جیسی نہیں ہے جو قومی ترقی و سربلندی کے لیے صرف قومی پیمانے پر اپنایا جاتا ہے۔ کہ اس کا اثر صرف اپنی قوم کے دائرہ تک محدود ہوتا ہے۔ اور دوسری قوموں کے لیے وحشت و بربریت کا مظاہرہ بدستور جاری رہتا ہے۔ بلکہ یہ اخلاق عالمگیر افادیت اور عمومی رحمت پر مبنی ہونے کے ساتھ اس نظریہ کے ماتحت ہے کہ الخلق کلھم عیال اللہ (الحدیث) کل مخلوق اللہ کی

Marfat.com

خیال ہے۔

الناس کلهم اخوۃ (الحدیث) تمام لوگ بھائی بھائی ہیں۔

یہ اخلاق روحانی ضرورت اور ایمانی تقاضوں کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔ اور نیابتِ الٰہی کی شان پیدا کرتا ہے۔ اور قومی اخلاق مصلحت اور پالیسی اور قومی عصبیت و منافرت کے پھیلانے پر قبول کیا جاتا ہے اور دوسروں سے نفرت و حقارت کی تخم ریزی کرتا ہے۔ اس کی بنیاد خدا پرستی و روحانی پاکیزگی پر ہوتی ہے اور اس کی بنیاد قوم پرستی و وطن پرستی پر رکھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کی وسعت و گہرائی میں کس قدر فرق ہوگا؟ اور دونوں کی افادیت میں کتنا نمایاں تفاوت ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مردنی و شکستگی (اور تنزل و زوال) کو دور کرنے کے لیے اور قیام و بقاء کی جدوجہد میں کامیاب بنانے کے لیے جو نسخہ مہیا فرمایا ہے۔ اس میں ایمان ہی اعمال و اخلاق کو مرکزیت حاصل ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اللہ کی مخلوق کے زیادہ سے زیادہ مفید بن سکیں۔ اور ہمارے اندر ایثار و قربانی کا ایسا جذبہ پیدا ہو کہ خود کو فنا کر کے دوسروں کے بقا کا سامان فراہم کریں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

(تم کمال نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہ کرو۔)

اس دور میں مذہب کی افادیت و صلاحیت کے پہلو کو عملاً اجاگر کرنے

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ اپنی کھوئی ہوئی توانائی واپس لانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اور پھر اس کے ماننے والوں کا جو حشر ہوگا وہ حقیقت بین نظروں سے مخفی نہیں۔ دراصل دنیا ایک باغ ہے۔ اور مالک کے سامنے باغ کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کا ایک نقشہ اور خاکہ ہے۔ مالک کو ایک ایسے باغباں کی تلاش ہے کہ جس نے اس نقشہ کے مطابق اس باغ کو مفید بنانے کی مشق کی ہو۔ جب تک ایسا باغبان نہ ملے گا عارضی طور پر حسبِ حیثیت و صلاحیت باغ کی سپردگی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور جب منشا کے مطابق باغباں مل جائے گا۔ تو حق کو صاحبِ حق تک پہنچانے میں تامل نہ ہوگا۔ حقیقی مذہب میں مالک کی منشا کے مطابق باغ کی بناوٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اب ہر مذہب کے ماننے والوں کا کام ہے کہ باغبانی کی صحیح تربیت حاصل کر کے اس منشا کو پورا کریں اور مالک کے روبرو اس انداز میں پیش ہوں کہ وہ اپنے وعدہ و اعلان کے مطابق خوش آمدید کہنے میں مسرت محسوس کرے۔

"باغ" کو مقصود نہ بنائیں بلکہ منشا کے مطابق باغبانی کے فرائض انجام دے کر اس کو مالک کی خوشنودی حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ سمجھیں۔ اگر بالفرض قیام و بقا کی جد و جہد میں باغبانی یا باغ کو مقصود بنا لیا گیا تو زندگی کی تربیت نہ ہو سکے گی۔ اور آزمائش کی کسوٹی پر آنے کے بعد ہی اندر کی اصل حقیقت بے نقاب ہو گی۔

Marfat.com

اسبابِ زوالِ امّت

(مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ)

اس عنوان کے تحت بہت لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر جہاں تک میری نظر سے اس قسم کے مضامین گذرے ہیں کسی نے بھی اصلی سبب کی طرف توجہ نہیں کی۔ کسی نے صرف علما پر الزام تھوپ دیا۔ بعض نے عوام کو مجرم قرار دیا۔ اور کسی نے سلاطین وحکام کو مطعون کیا۔ حالانکہ زوالِ امت سے جس طرح عوام کو نقصان پہنچا ہے اسی طرح علما اور حکام کو بھی پہنچا ہے تو سبب بھی ایسا ہونا چاہیئے جو سب میں مشترک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔

(اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلے) اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں نے عام طور سے اپنی حالت کو بدل دیا تو ان کا عروج زوال سے بدل گیا۔ اس میں قصور سب ہی کا ہے کسی ایک جماعت کا نہیں۔

فاضل مصنف کی جہالت دکھانے کیلئے یہی کافی ہے کہ [illegible]

Marfat.com

جہاں تک میں نے قرآن کریم میں غور کیا ہے مسلمانوں کی سیاسی ترقی کا راز تین آیتوں میں مضمر پایا۔

پہلی آیت

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(ترجمہ)

(اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور باہم نزاع نہ کرو۔ کہ اس سے تم میں بزدلی پیدا ہو گی۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور صبر و استقلال سے کام لیتے رہو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔) چونکہ اس سے پہلے غزوۂ بدر اور ہجرت کا بیان ہے اور اس کے متصل مقابلۂ اعدا کے آداب ہیں اس لیے یہ آیت مسلمانوں کی سیاسی تعلیم ہی پر محمول ہے۔ جس میں تین باتوں کا امر ہے (۱) اطاعت خداوندی (۲) اطاعت رسول اور (۳) صبر و استقلال اور باہم نزاع و افتراق سے روکا گیا ہے۔ اور جس بات سے روکا گیا ہے اس کا سیاسی ضرر بھی بتلا دیا گیا کہ اس سے بزدلی پیدا ہوتی ہے اور قوم کا رعب جاتا رہتا ہے۔ جس سے یہ بات خود بخود سمجھ میں آ گئی کہ باہمی اتحاد و یگانگت سے قوم کے دلوں میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور مخالفوں پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں اطاعتِ خدا و رسول

Marfat.com

کا جذبہ پوری قوت سے کارفرما رہا۔ اور ان میں باہم وحدت و یگانگت رہی ان کے حوصلے بلند رہے اور تمام مخالف طاقتیں سرنگوں رہیں۔ کیونکہ ان اوصاف کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں صبر و استقلال بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ان کے ساتھ تھی۔

دوسری آیت

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔

(اور تیار رکھو مخالفوں کے مقابلہ کے لیے قوت اور طاقت جس قدر بھی تم سے ہو سکے اور گھوڑوں کی چھاؤنیاں جس سے اللہ کے دشمنوں اور موجودہ دشمنوں پر تمہارا رعب قائم رہے۔ اور دوسروں پر بھی ان کے علاوہ جن کو تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے اور (اس قوت کی فراہمی کے لیے) اللہ کے راستہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے تم کو اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔)

پہلی آیت میں ان باتوں کی تاکید تھی جو مسلمانوں کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ اس آیت میں ان اسباب کی تاکید ہے جو دوسروں کے مقابلہ کے لئے ضروری

Marfat.com

ہیں جن میں سے ایک تو قوت اور طاقت ہے جس کی تفسیر حدیث میں مثال کے طور پر تیر اندازی سے کی گئی ہے ۔ مگر حقیقت میں اس کے اندر وہ تمام قوتیں داخل ہیں جو مخالفوں پر رعب و دبدبہ اور شوکت قائم کرنے کے لیئے ضروری ہیں ۔ مثلاً جسمانی صحت و طاقت ۔ فنون سپہ گری ۔ پریڈ ۔ نشانہ بازی بندوق اور توپ مشین گن ۔ بحری جہاز ، ہوائی جہاز ۔ جنگی موٹر ۔ گھوڑے کی سواری ۔ دوڑنے کی مشق ۔ پانی میں تیرنا وغیرہ جس کی ہر سپاہی اور فوجی کو ضرورت پڑتی ہے ۔ کچھ لوگ ان کاموں کو سیکھیں ۔ کچھ لوگ زراعت و تجارت و صنعت و حرفت وغیرہ کو ترقی دیں کہ ان سامانوں کے جمع کرنے میں روپیہ ، غلہ اور کپڑے سے حکومت کی مدد کریں ۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمان اپنے عروج کے وقت جنگی طاقت میں کسی سے پیچھے نہ تھے ۔ نہ کسی دوسری طاقت کے محتاج تھے ۔ اس زمانہ میں جس قسم کی جنگی طاقت ضروری تھی مسلمانوں کے پاس موجود تھی ۔ بلکہ وہ اس میں نئی نئی ایجادیں بھی کرتے تھے ۔ چنانچہ بندوق سب سے پہلے مسلمانوں نے ایجاد کی مضبوط اور مستحکم قلعے فتح کرنے کے لیئے منجنیق کو ترقی دی ۔ ان کا بحری بیڑہ بڑا زبردست تھا ۔ مگر کچھ عرصہ سے مسلمان حکومتوں نے دوسری حکومتوں سے سامانِ جنگ خریدنے پر قناعت کر لی ۔ اپنے ہاں سامان تیار کرنے اور ایجادات و اختراعات کا سبق بھلا دیا ۔ جن مسلمانوں کے پاس دولت و ثروت تھی ۔ انھوں نے اس کام میں حکومت کی مدد کرنے سے اپنے ہاتھ روک لیئے ۔

تیسری آیت

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ التغابن)

(پس اللہ سے ڈرتے رہو جہاں تک ہو سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اپنے امیر کا حکم) سنو اور اطاعت کرو۔ اور اپنے فائدہ کے لیے مال خرچ کرتے رہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کی حرص (و آز) سے بچ گیا۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں)

یہاں سب سے پہلے تقوای کا حکم ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے جن کاموں کا حکم دیا ہے۔ ان کو بجا لایا جائے جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے رکا جائے۔ اس کے بعد سمع و طاعت کا حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ اور آپ کے بعد جو امیر بھی آپ کا جانشین ہو۔ اس کے ساتھ سمع وطاعت کا معاملہ بدستور باقی رکھو۔ اس کے بعد پھر وہی انفاق مال کا حکم ہے کہ جب امیر کی طرف سے حکومت کی ضرورت کے لیے مال طلب کیا جائے اس میں دریغ نہ کیا جائے آخر میں حرص وطمع اور خودغرضی سے بچنے کی تاکید ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک ہماری علمی و اخلاقی حالت درست رہی

Marfat.com

اور ہمارے خلفاء وسلاطین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہوتے رہے اور ہم نے ان کے ساتھ سمع وطاعت کا معاملہ باقی رکھا۔ اور حکومت کی مدد میں جان ومال سے دریغ نہیں کیا۔ اور قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتے رہے۔ اس وقت تک ہم سیاسی طور پر سب سے زیادہ کامیاب تھے۔ پس ہمارے اسباب زوال کی فہرست حسب ذیل ہے۔

اسباب زوال

(۱) مِلّی واخلاقی، نفسیاتی حالت کا بگڑ جانا یعنی تقوٰی ودیانت میں کمی آجانا۔ عقیدہ کا کمزور ہونا۔

(۲) عبادات، معاملات معاشرت، سیاسیات میں خدا اور رسول کی اطاعت کا اہتمام نہ کرنا۔

(۳) اتحاد واختلاف ومحبت کو نزاع وافتراق اور باہمی تنافر وعصبیت سے بدل دینا کہ پہلے ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی تھا۔ اب فرقہ بندی۔ نسل پرستی، وطن پرستی کی وجہ سے بہت سی ٹولیاں اور جماعتیں اور فرقے بن گئے۔ اسلامی وحدت گم ہوگئی۔

(۴) جنگی طاقت اور اسلحہ جنگ کی طرف سے غفلت اور اس میں دوسروں کا دست نگر بن جانا۔ پہلے مسلمان صاحب ایجاد تھے۔ اب دوسروں کے محتاج ہیں۔ یہ ٹینک بنا سکتے ہیں۔ نہ ہوائی جہاز، نہ بحری جہاز، نہ مشین گن وغیرہ۔

Marfat.com

(۵) صبر و استقلال سے کام نہ کرنا۔ صرف جوش و خروش سے کام کرنا جس کی مدت زیادہ نہیں ہوتی۔

(۶) امیر کے انتخاب میں غلطی یعنی ایسے افراد کو امیر بنانا جن پر عامۂ مسلمین متفق نہ ہو سکے۔

حق تعالیٰ نے اطاعتِ خدا اور رسول اور تقویٰ کا خاص طور سے ان آیات میں سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے امیر میں ان اوصاف کا دوسروں سے زیادہ پایا جانا بہت ضروری ہے کہ اسی وقت مسلمان اس کی بات سن سکتے اور اطاعت کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں قرنِ صحابہ کے بعد جو نزاعات و اختلافات رونما ہوئے ان کا زیادہ تر سبب انتخاب امیر کا غلط ہونا تھا۔ قرنِ صحابہ میں جو کچھ اختلاف ہوا اس کا منشا دونوں طرف دین ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرنِ صحابہؓ کے اختلاف سے مسلمانوں کی ترقی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

(۷) اہل دولت و ثروت کا حکومت کی امداد (انفاق فی سبیل اللہ) سے پہلو تہی کرنا۔ ترقی یافتہ قوموں کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں جو افراد مالدار اور زیادہ سرمایہ دار ہیں وہ اپنی دولت کو عیاشی اور فضول خرچی میں برباد نہیں کرتے بلکہ رفاہِ عام اور سلطنت کے استحکام میں خرچ کرتے ہیں اور جس قوم میں تنزل راہ پائے گا۔ وہاں کا نقشہ اس کے برعکس ہو گا۔ سرمایہ داروں کو رفاہ عام اور سلطنت کے استحکام سے سروکار نہ ہو گا

Marfat.com

وہ یا تو عیش و عشرت میں اپنی دولت برباد کریں گے یا پھر سانپ بن کر اس کے اوپر بیٹھ جائیں گے - چنانچہ آج ہمارے سامنے ایک اسلامی سلطنت کے بادشاہ کا نقشہ موجود ہے - جس کے پاس دولت کی کمی نہ تھی اربوں روپوں کے سونے اور جواہرات کا مالک تھا مگر جنگی طاقت نہ بڑھائی گئی - جدید اسلحہ نہ خریدے گئے - اسلحہ سازی کے کارخانے قائم نہ کیئے گئے تو جو کچھ اس کا حشر ہوا سب کے سامنے ہے - اگر اب بھی مسلمانوں کو ہوش آجائے تو اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھال سکتے ہیں -

یہ کہنا قرین انصاف نہیں ہے کہ مسلمانوں میں سے آزادی و مساوات و پیوستگی اور محبت بالکل مفقود ہو گئی ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں قبائلی نسبت قوم و نسل کی لڑائی اور کشمکش جیسے پہلے نہ تھی آج بھی موجود نہیں بلکہ اسلامی اخوت نمایاں اور عملی صورت میں ظہور کر رہی ہے شریعت کی توقیر و عظمت بھی بدستور باقی ہے امت مسلمہ آج بھی اس پر پورا اعتماد اور ایمان رکھتی ہے - حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں مسلمان باوجود زوال و انحطاط کے مغربی قوموں سے زیادہ خوش نصیب ہیں - جہاں کسی قسم کی حکومت بھی لوگوں کے دلوں میں اعتبار و احترام پیدا نہیں کر سکتی بلکہ روز افزوں سرکشی سے ٹھکرائی جا رہی ہے -

یہاں تک تو مسلمان یورپ کی قوموں سے یقیناً اچھے ہیں لیکن جس

وقت ہم مادی، معاشی، اور جنگی طاقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی حالت دگرگوں نظر آتی ہے۔ مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری اور جنگی سامان کی قلت ہی ان کے سیاسی زوال کا سبب بنتی ہے۔ اقتصادی کمزوری نے ان کو ناتواں کر دیا۔ اور ساز و سامان کی کمی نے اس قابل نہ رکھا کہ یورپ کی دراندستی کا مقابلہ کر سکتے۔ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ ان کو محکومی کی آفت اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جو اسلامی ممالک آزاد بھی نظر آتے ہیں وہ بھی نیم آزاد ہیں۔ ان کی آزادی حقیقت میں یورپ کی کسی ایک بڑی طاقت کے سہارے پر قائم ہے۔ جو دوسری طاقت کے مقابلہ میں اس کو حد فاصل کی طرح برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ اگر کسی وقت یورپین طاقتوں کی رقابت ختم ہو جائے تو ان نیم آزاد اسلامی سلطنتوں کی آزادی کا خدا ہی حافظ ہے، اس باب میں جہاں ہمیں سلاطین اسلام سے شکایت ہے اہل مدارس علماء اور اہل خانقاہ مشائخ سے بھی علماء سلف اگر مسجد کے امام اور مدرسہ کے مدرس تھے تو میدانِ جہاد کے مجاہد بھی تھے اہل خانقاہ اگر ایک طرف تزکیۂ نفوس اور اصلاح اخلاق کا فرض انجام دیتے تھے تو دوسری طرف غیر مسلم سلطنتوں میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے ذریعہ فتوحاتِ اسلامیہ کے لیے راستہ بھی ہموار کرتے رہتے تھے۔ علماء سلف نے قرآن و حدیث اور فقہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ علم حساب اور جغرافیہ اور ہندسہ و طبعیات و فلکیات میں پوری دستگاہ حاصل کی تھی۔ مسلمانوں پر حج فرض تھا وہ اطرافِ عالم سے حج بیت اللہ کے لیے دور دراز کا سفر کر کے آتے تھے تو علماء کی

ایک جماعت نے اسی سے علم جغرافیہ کی بنیاد ڈالی۔ وہ راستے کے تمام مقامات کے حالات قلم بند کرتے ان کے باشندوں کی تمدنی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی کیفیات کو ضبطِ تحریر میں لاتے ہر ملک کی خصوصیات و رسوم و مذاہب وغیرہ سے بحث کرتے۔ ان کی تجارت و زراعت اور درآمد و برآمد سے دنیا کو روشناس کراتے۔ اور راستہ کی تمام منازل و مقامات کا پتہ بتلاتے تھے۔ ابن حوقل کا جغرافیہ اور یاقوت حموی کی معجم البلدان وغیرہ آج بھی یورپ کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ہمارے سیاحوں کے سفر نامے بالخصوص ابن بطوطہ کا سفر نامہ آج بھی یورپ کے جغرافیہ دانوں سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے۔

مسلمانوں نے اپنے علماء ہی کی مدد سے بڑی بڑی رصد گاہیں قائم کیں۔ علوم ہندسہ اور طبعیات میں پوری ترقی کی۔ علم تاریخ کی ایجاد کا سہرا ان ہی کے سر ہے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے علماء اسلام ہی تو ہیں۔ مگر فتنۂ تاتار کے بسبب سلطنت عباسیہ کو زوال ہوا تو نہ سلاطین اسلام کو ان علوم کی سرپرستی کا شوق باقی رہا۔ نہ علماء ہی کے وہ بلند حوصلے رہے جو پہلے تھے۔ تاہم ہر انصاف پسند کو یہ ماننا پڑے گا کہ علما کی بدولت اسلامی دنیا میں ایسے لوگوں کی بڑی جماعت پیدا ہو گئی جس کا کام ہی یہ تھا کہ علومِ شریعت (قرآن وحدیث وفقہ اور تصوف) کا مطالعہ اور ان پر غور و بحث کرتی رہے۔ اس جماعت نے اپنے دل و دماغ اور فہم و فراست

Marfat.com

سے ان علوم میں پوری ترقی کی۔ لہذا اسی کا یہ ثمرہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کی بنیادوں پر ایک علم محکم تیار ہو گیا۔ جو اسلام سے مختص اور فقہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی غایت یہ ہے کہ وہ ہمیں زندگی کی تمام ضروریات و لوازم میں شریعت کے موافق چلنا اور اپنے جملہ احوال کو شریعت کے معیار پر پرکھنا سکھاتا ہے۔ مسلمانوں کو اس علم کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ اسی کے طفیل اسلامی دنیا اپنے مذہب اور مطمح نظر کو لیئے ہوئے صدیوں تک اپنے عقائد واصول و روایات کو محفوظ رکھ سکی۔ حالانکہ اس مدت میں اجانب کے تسلط سے مسلمانوں پر بڑے نازک اور سخت وقت بھی آئے۔ فقہ کا احسان ہے کہ اس کی بدولت اسلامی دنیا مذہب اور اصولِ تمدن میں خرابیاں پیدا ہونے سے بچ گئی۔ جن کے پیدا ہونے سے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جاتا۔

غرض اس وقت مسلمانوں میں جس چیز کی بڑی کمی ہے وہ علوم تجربی کی تحصیل ہے۔ اور یہ علوم اس وقت مغربی اقوام کے قبضہ میں ہیں ہمیں از سرِ نو وہ تجربی طریقہ سیکھنا ہو گا اور جدید فنون کا سبق لینا ہو گا۔ جن سے اب تک ہم نے سخت بے پروائی برتی ہے۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ ہمیں اس بات کا پورا یقین ہو کہ صرف یہی ایک چیز ہے جو ہمیں یورپ سے لینی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان معلومات سے کام بھی اسی طریقہ سے لیں۔ جس طریقہ پر اہلِ یورپ نے کام لیا ہے۔

عقلِ صریح کا تقاضا یہ ہے کہ طریقِ کار میں ہمیں شریعت پر جمے رہنا

Marfat.com

چاہیئے۔ یعنی ان قوانین پر جن کی قدر و قیمت بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ انھوں نے اسلامی تمدن کو مختلف طبقات کے باہمی نزاع سے محفوظ رکھا ہے۔ جبکہ یورپ کے طریق کار نے آئے دن اس کی زندگی کو تلخ سے تلخ تر بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کو اپنے اقتصادی اور جنگی اور ملکی نظام کی تشکیل اصولِ فقہ کے موافق کرنی چاہیئے۔ جس کی بنیاد شریعت پر ہے۔ اور جس نے شریعت کے منشا اور مطالب کو پھیلایا ہے۔ اس میں وہ محفوظ قوانین متعارفہ ملیں گے۔ جو نظامِ تمدن کے لیے قابلِ عمل ہوں اور اس کو ان تمام خرابیوں سے پاک صاف رکھیں جو یورپ کے نظامِ تمدن کے لیے پیامِ ہلاکت ہیں۔ مسلمانوں کو اس امر کی اصلاً ضرورت نہیں کہ وہ یورپ کے اخلاقی اور تمدنی اصول کو شریعت پر ترجیح دیں کیونکہ شریعتِ اسلام کے قوانین مغربی اصولوں پر بدیہی فوقیت رکھتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے موجودہ انحطاط کو روکنے کے لیے شریعت سے روگردانی کی بجائے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ شریعت کے قوانین کو اچھی طرح سمجھیں۔ اور ان پر زیادہ سے زیادہ عمل کریں۔

اور مسلمانوں نے یورپ کے سیاسی اور تمدنی آئین کی نقالی اختیار کی تو یہ ایک خوفناک اور ناقابلِ تلافی غلطی ہوگی۔ اگر حامیانِ تقلیدِ یورپ اسلامی ملک میں اپنے منشا کے مطابق کام کرنے کا موقعہ پا جائیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ —— اسلام کے تمدنی اتحاد و پیوستگی کے بجائے

Marfat.com

یورپ کی طبقاتی جنگ اور باہمی نفرت و رقابت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا۔ اور انفرادی آزادی اور مساوات کا نام و نشان جائے گا۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج کل تعلیم یافتہ مسلم نوجوان طبقہ یورپ و امریکہ کے اقتصادی اور سیاسی و تمدنی طریق عمل سے مرعوب ہو کر اس امر کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح اس کو اسلامی تعلیمات میں ٹھونس دے۔ اور بلند آہنگی کے ساتھ یہ دعویٰ کر دے کہ اس وقت جو صورت انتخاب یورپ میں جاری ہے۔ وہ اسلامی تعلیم کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اور آج کل جس قدر ٹیکس رعایا پر لگائے جا رہے ہیں یہ بھی خلافِ اسلام نہیں بلکہ زکوٰۃ سسٹم میں داخل کیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک اہل قلم اسباب زوالِ امت کے عنوان کے تحت رقم فرماتے ہیں :-

"قرآن تو مجموعۂ کلیات ہے جزئیات کی کتاب نہیں۔ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ خطوط کو متعین کر دے اور ان خطوط پر انسانیت خود اپنی مساعی

> اور روز افزوں تجربات سے کام لیکر اپنے ماحول کی خود تشکیل کرتی چلی جائے۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صرف کلیات سے نہ کوئی نظام بن سکتا ہے نہ کسی نظام کی جزئی تشکیل ہو سکتی ہے۔ زندگی میں انسانیت کو کلیات سے نہیں بلکہ جزئیات سے دوچار ہونا پڑتا ہے چنانچہ قرنِ اول کو جب جزئیات سے واسطہ پڑا تو مرکزی حیثیت

Marfat.com

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ اور ماحول
کے مطابق قرآنی کلیات کی تشریح و توضیح فرمائی۔ آپ کی یہ
تمام تشریحات و توضیحات اسلامی اسٹیٹ کے قوانین
تھے جن میں آپ کی حیثیت رسول کی نہیں تھی بلکہ امیر
ملت کی حیثیت تھی"

نیز

"ہر زمانہ میں اپنی ضرورت کے مطابق مرکز ملت کو ان تشریحات
میں ردو بدل کا اختیار حاصل ہے اور یہ کہ خلفاء راشدین سے
بھی ایسا ثابت ہے۔ اور جب ان سے سوال کیا گیا کہ یہ تو
ارشاد رسول کے خلاف ہے تو یہی جواب دیا کہ اب زمانہ بدل
چکا ہے۔ اگر حضور آج زندہ ہوتے تو آپ بھی ایسا ہی حکم
دیتے"

(طلوع اسلام ج ۲ ص ۷۸)

یہ دعویٰ جس قدر شدید ہے اسی قدر غلط بھی ہے۔ حضرت خلفائے
راشدین سے اس کا ہرگز ثبوت نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی روایت اس قسم
کی کسی کی نظر سے گذری ہے یقیناً اس میں کوئی راوی ضعیف یا کذاب
ضرور ہوگا۔ احادیث صحیحہ میں اس کا نشان تک نہیں صحابہؓ اگر کسی حدیث
کے خلاف عمل کرتے تھے تو ان کے پاس دوسری حدیث موجود ہوتی تھی
جس سے پہلی حدیث کا موجود ہونا ثابت ہو رہا تھا۔ یا پہلی حدیث کے

Marfat.com

سمجھنے میں راوی نے غلطی کی تھی۔ کہ حکم خاص کو عام سمجھ لیا تھا حضرت صحابہ رضی
کے حالات و واقعات سے ہم کو یہی معلوم ہوا ہے کہ جب کبھی کونسل نے
کوئی رائے مشورہ سے طے کی اور کسی صحابی نے اس مسئلہ کے متعلق حدیثِ
رسول پیش کر دی۔ تو ہمیشہ حدیث کے موافق فیصلہ ہوتا تھا۔ کونسل کا فیصلہ
معاً رد ہو جاتا تھا۔

پھر یہ دعویٰ بھی سراسر بے دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کلیاتِ قرآن کی جو تشریح فرمائی ہے اس میں آپ کی حیثیت رسول کی
نہ تھی۔ بلکہ امیر اسٹیٹ کی تھی۔ قرآن صاف کہ رہا ہے۔

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔

(اے رسول جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے تمہارے پروردگار کی طرف
سے اس کو پہنچا دو۔)

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ۔

(اور ہم نے تمہارے اوپر قرآن نازل کیا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کے
سامنے واضح کر دو اس کو جو ان کے لیے نازل کیا گیا ہے)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے)

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

(جو کچھ تم کو رسول دیں لے لو اور جس سے روکیں باز آ جاؤ) جس سے یہ
بات واضح ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے رسول کی حیثیت سے

Marfat.com

فرمایا ہے ایپر سٹیٹ کی حیثیت پر قرآن کا کوئی لفظ بھی دلالت نہیں کرتا۔ پھر مرکز ملت یا خلیفہ کی کونسل کو ارشاد نبوی اور آثار صحابہ کے ہوتے ہوئے قوانین شرعیہ میں معمولی یا غیر معمولی ردوبدل کرنے کا حق کس نے دیا؟

اس تمام تگ و دو کاوش کا انتہائی نقطہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے مغربی سیاست سے مرعوب ہو کر یہ سمجھ لیا ہے کہ

"ہمارے پاس جو قانون آج موجود ہے یہ وہ ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے مرکز ملت نے اپنے زمانہ کے لیے تجویز کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہماری ضروریات کا ساتھ نہیں دے رہا"

یہ احساس کمزوری جہاں فقہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے وہیں اس پر بھی شاہد ہے کہ آج بہت سی غیر ضروری چیزوں کو بھی ضروریات میں شامل کر لیا گیا ہے اسلام نے جس سادگی کی تعلیم دی ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارا قانون آج بھی ضروریات کا ساتھ دے رہا ہے۔ لیکن یورپ کی مسرفانہ عیش پسندی کا وہ واقعی ساتھ نہیں دے سکتا۔ اسی لیے یہ کہنے کی جرأت کی گئی ہے کہ

"ملی ضروریات کی ہمیشہ کے لیے کوئی خاص تحدید نہیں کی جاسکتی تو ٹیکس کی تحدید کیونکر ممکن ہوسکتی ہے۔ پس قرآن نے اصولی طور پر یہ طے کر دیا کہ افراد پر ٹیکس لگایا جائے

گا جس کا نام زکوٰۃ ہوگا مگر یہ کہیں متعین نہیں کیا کہ اس ٹیکس کی مقدار کیا ہوگی؟ زکوٰۃ کی تاکید قرآن کریم میں تین سو سے زائد مقامات پر آئی ہے مگر مقدار ایک جگہ بھی نہیں آئی۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کا منشا اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ قرآن از خود اس کی تحدید نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ مقدار کی تعیین کو وہ مرکزِ ملت پر چھوڑتا ہے۔ کہ حالات و ضروریات کے تحدید و تعیین نہ کر سکے اور احادیث نبویہ میں جو زکوٰۃ کی تحدید آئی ہے اس کے متعلق یہ طے کر لیا گیا ہے کہ یہ تحدید دوامی نہیں ہے بلکہ ضروریات پڑنے پر اس میں ترمیم ہو سکتی ہے۔"

اس تمام جد و جہد کا منشا یہ ہے کہ زکوٰۃ کو ضروریات ملکی پورا کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ یہی نظریہ غلط ہے کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف قرآن نے خود بتلا دیئے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا منشا ملکی ضروریات کو پورا کرنا نہیں بلکہ صرف فقراء و مساکین اور کمزور طبقہ کا سنبھالنا ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے وہ مقدار یقیناً کافی ہے۔ جو احادیث نبویہ میں وارد ہوئی ہے۔ بشرطیکہ اس کا انتظام درست ہو۔ اور تقسیم بھی باقاعدہ ہو۔

پھر قرآن نے جس طرح زکوٰۃ کی تحدید نہیں کی۔ اسی طرح نماز کی بھی تحدید نہیں کی۔ اور زکوٰۃ کا جہاں جہاں ذکر آیا ہے نماز کا ذکر بھی

Marfat.com

سامنے سامنے آیا ہے۔ تو اگر کوئی ایسی تقریر کو نماز میں بھی جاری کرنے لگے کہ

"ملت کی فرصت اور فراغت کی کوئی خاص تحدید نہیں کی جا سکتی۔ تو رکعات نماز کی تعیین کیونکر ہو سکتی ہے۔ نماز کی تاکید قرآن میں تقریباً سات سو مقامات پر آئی ہے مگر تعداد رکعات کی تعیین ایک جگہ بھی نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل بات نہ تھی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعیین و تحدید مروی ہے وہ صرف جزئیات ہیں جن میں رد و بدل کرنے کا ہر زمانہ میں مرکز ملت کو حق حاصل ہے"

اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔ جبکہ دلیل کے مقدمات جوں کے توں ہیں؟

ان لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ اگر قرآن میں صرف کلیات ہیں اور کلیات بغیر جزئیات کے وجود میں نہیں آ سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جزئیات منقول ہیں وہ قرآن کی دوامی تفسیر نہیں بلکہ وقتی تفسیر ہے جو ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تفسیر پذیر ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نظام اسلام یعنی قانون قرآن بھی ہر زمانہ کے موافق بدلتا رہے گا تو پھر انسانوں کے خود ساختہ قوانین میں اور خدا کے قانون میں فرق ہی کیا ہوا؟ گویا اب تک (نعوذ باللہ) نہ قانون اسلام مکمل ہوا ہے نہ دین کی تکمیل ہوئی ہے۔ اور یہ آیت قبل از وقت ہی نازل ہو گئی تھی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ

what a short mind to grasp the ...

Marfat.com

لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔
(آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے پسند کر لیا) چونکہ تم کو خود تسلیم ہے کہ کلیات بغیر جزئیات کے محض چیستان ہیں اور نظام اسلام کی جزئی شکل کوئی متعین نہیں اور جو متعین ہے وہ صرف قرن اول کے لیے مخصوص تھی تو قیامت تک کے لیے دین کہاں ہوا؟

مثال کے طور پر میں اسی آیت کو پیش کرتا ہوں جس کے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن نے اس میں انتخاب امام کا مسئلہ بیان کیا ہے مگر اس کی جزئی تفصیلات سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا یعنی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ۔ کہا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے اس مسئلہ کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ آیا اس کے موافق سب سے پہلا انتخاب صدیق اکبرؓ کا انتخاب تھا۔ لیکن اگر اس کا موازنہ آج کل کے انتخابات سے کیجیے جو متمدن ممالک میں پریذیڈنٹ کو منتخب کرنے کے لیے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ تو حضرت صدیقؓ کا انتخاب بالکل بچوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے اس کے بعد دعویٰ کیا گیا ہے کہ متمدن ممالک کے موجودہ انتخابات اسی انتخاب صدیقی کی ارتقائی شکلیں ہیں اول تو یہ دعویٰ ہی محتاج دلیل ہے کہ اس آیت میں انتخاب امیر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ آیت کا سیاق وسباق سب پڑھ جائیے امارت کا یا انتخاب امیر کا وہاں کچھ نشان نہ ملے گا۔ اگر لفظ امر سے امارت کی طرف اشارہ سمجھا جائے تو سورۂ آل عمران کی آیت وَشَاوِرْهُمْ

Marfat.com

فِی الْاَمْرِ میں بھی یہ لفظ موجود ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ سے مشورہ لینے کا حکم ہے۔ تو یہ کہنا غلط ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے اس مسئلہ کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ آیا۔ بلکہ یہاں امر سے ایسا مفہوم مراد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ پھر اگر احادیث رسول اور آثارِ صحابہ سے قطع نظر کر لیا جائے اور اسی آیت کو انتخاب امام کے لیے کافی سمجھا جائے تو یقیناً ہر شخص آزاد ہوگا کہ اپنی خود ساختہ ہر صورت انتخاب کو اس کے تحت میں داخل کر دے۔ کوئی انتخاب کا حق عوام کو دے گا کوئی عمائد قوم کو، پھر عمائد میں کوئی علماء و عقلا کو یہ حق دے گا، کوئی رؤسا و شرفا کو کوئی کثرت رائے کو حجت قرار دے گا کوئی قوت دلیل کو، پھر کوئی دلیل عقلی کو حجت مانے گا کوئی رسم و رواج کو۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ایک ہی آیت مختلف اور متضاد صورتوں پر محمول کی جاسکے گی اور ہر شخص یہ دعویٰ کر سکے گا کہ جو صورت میں نے بیان کی ہے وہی قرآن کا منشاء و مقصد ہے۔ اور آپ کسی دلیل سے بھی اس کے دعوے کو رد نہ کر سکیں گے۔ حدیث رسول و آثار صحابہ سے کوئی خاص صورت متعین کرنے کا حق آپ نے خود باقی نہیں رکھا۔ تو پھر کس دلیل سے ایک صورت کو راجح اور دوسری کو مرجوح کہا جائے گا؟ تو کیا یورپ کی سیاسیات و اقتصادیات اختیار کرنے کے لیے تم قرآن کو کھلونا بنانا چاہتے ہو؟

ابتدائے اسلام میں حدیث کو قلم بند کرنے کی ممانعت صرف اس

Marfat.com

یہ تھی کہ قرآن کو خلط یا تغیر سے بچانا مقصود تھا۔ جب اس سے اطمینان ہو گیا کتابت حدیث کی اجازت دے دی گئی۔

اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ

"احادیث میں جو احکام جزئیات کے متعلق ارشاد ہوئے وہ رسول کی حیثیت سے نہ تھے"

محض مہمل اور بلا دلیل ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور عبد اللہ عمرو بن العاص کا حدیثوں کو لکھنا تمہارے نزدیک بھی ثابت ہے۔ پھر حضرت صدیقؓ کا اپنے مجموعہ کو دھو ڈالنا یا جلا دینا کسی سند صحیح سے ثابت نہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے ضبط کردہ الفاظ کو منسوب کرنے میں احتیاط کرتے تھے۔ اور وہ احادیث ایسی نہ تھیں جن کا علم حضرت صدیقؓ کے سوا کسی کو نہ ہو۔ بلکہ وہ سب کو یا اکثر صحابہ کو معلوم تھیں تو الفاظ مخصوصہ کی ذمہ داری لینے کی ان کو کچھ ضرورت نہ تھی۔ پھر بھی جہاں ضرورت سمجھی حضرت صدیق نے حدیثیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ دو سو سے زیادہ ان کی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے مجموعہ کی نسبت یہ کہنا کہ اس کا سراغ نہیں ملتا سراسر ناواقفیت کی دلیل ہے۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے جس قدر روایات صحاح ستہ و مسانید و معاجم میں مروی ہیں سب اسی مجموعہ کی حدیثیں ہیں جس کو صحیفہ عمرو کے نام سے سب جانتے ہیں۔ اور ترمذی نے تصریح کی ہے کہ امام احمد و بخاری

Marfat.com

وحمیدی وغیرہم اس کو حجت سمجھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مرضِ وفات میں ایک ہدایت نامہ تحریر فرمانے کا ارادہ کرنا خود اس کی دلیل ہے کہ آخر میں کتابتِ حدیث کی اجازت ہوگئی تھی۔ اس پر حضرت عمرؓ کے حسبنا کتاب اللہ (ہمیں قرآن کافی ہے) کہنے سے یہ سمجھ لینا کہ

"صحابہ قرآن کے سوا کسی چیز کو مکتوب کی حیثیت سے دیکھنے کے روادار نہ تھے"

بڑی جسارت ہے جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور تو اپنی بات لکھوانا چاہتے تھے مگر صحابہ نافرمان تھے کہ وہ اس کے روادار نہ تھے استغفر اللہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ اور ان کے ہمنوا شدت مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا نہیں چاہتے تھے۔ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔ پھر حضور نے شدت مرض کے رفع ہوجانے پر بعض امور کو تو خود عملاً نافذ کر دیا جیسے تجہیز جیش اسامہ اور بعض باتوں کو برسرِ منبر خطبۂ عام میں بیان فرما دیا۔ اور بعض امور کے متعلق آپ کو اطمینان ہو گیا کہ امت منشاء خداوندی کے موافق ہی عمل کرے گی یابی اللہ والمومنین الا ابا بکر (اللہ تعالیٰ اور عامہ مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو نہ مانیں گے) اس لیے پھر اس کی کتابت کا اہتمام نہ کیا گیا۔

رہا یہ کہ

"قرآن میں اختلافات قرأت کو مٹانے کا اہتمام شدید

Marfat.com

کیا گیا مگر اختلافات حدیث کے مٹانے کا اہتمام نہیں کیا گیا ،،

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قرآن کا درجہ حدیث سے زیادہ ہے ۔ پھر قرآن مکتوب و مدون تھا ۔ اس کے اختلافاتِ قرأت بھی مکتوب تھے ، حدیث کا مدار زیادہ تر قوتِ حافظہ پر تھا تو مجموعۂ احادیث مختلف کو جلانے یا دھو ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ پھر بھی حضرت عمرؓ کا بعض احادیث کے متعلق صحابہ کو جمع کرنا اور اختلافاتِ روایات کو رفع کرنا ثابت ہے ۔ چنانچہ حدیث الملاء من الماء میں اس قسم کا فیصلہ ہمارے سامنے ہے ۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے اس کی اور بھی نظیریں بیان کی ہیں پھر جو حدیث حضرت عمرؓ کے علم میں نہ ہوئی اس پر صحابی راوئ حدیث سے گواہ طلب کرنا ایسی کوشش کی ایک کڑی ہے لیکن اگر راوئ حدیث گواہ نہ پیش کر سکا تو اس کو درے مارے گئے ہوں یہ کہیں ثابت نہیں ۔ اور محض گواہ طلب کرنے سے یہ سمجھ لینا کہ نقل حدیث پر مرکزِ ملت کی جانب سے ہمت افزائی نہیں بلکہ خاصی ہمت شکنی ہوتی تھی ، خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں ، کیونکہ حضرات صحابہؓ نے جمع قرآن میں بھی تو اسی قسم کا اہتمام فرمایا تھا ۔ زید بن ثابتؓ ہر آیت پر کم از کم دو گواہ طلب کرتے تھے ۔ اس کے بعد مصحف میں لکھتے تھے ۔ تو کیا اس کو بھی ہمت شکنی پر محمول کیا جائے گا ۔

پھر جو لوگ مرکزِ ملت کو ارشاداتِ رسول اور آثارِ صحابہ میں رد و بدل

Marfat.com

کا حق دے رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جمع حدیث کا اہتمام خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی خلافت میں کیا ہے اور مرکزِ ملت کے اتفاق سے تمام اطراف مملکتِ اسلامیہ میں یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ پھر ان کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ نقل حدیث پر مرکزِ ملت کی جانب سے ہمت افزائی نہیں ہوتی تھی حضرات صحابہؓ نے انتظامی معاملات میں جو نئے نئے طریقے ایجاد کیئے اور نئے نئے قوانین نافذ کیئے ان کے متعلق کتاب و سنت سے ان کے پاس وجۂ جواز موجود تھی اور ان سب کا ریکارڈ بھی امت کے پاس تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہ عہد لینے کا کوئی حق نہ پہنچتا کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سنت شیخین پر چلنے کا وعدہ کریں۔ حضرت عثمان نے اس کا وعدہ کیا تو ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور بیعت شیخین کا ریکارڈ نہ تھا تو حضرت عثمانؓ نے اس پر چلنے کا وعدہ کیسے کر لیا؟ جاننے والے جانتے ہیں کہ صحابہ و تابعین میں قضایا عمرؓ و قضایا علیؓ کے حفاظ بکثرت موجود تھے۔ اور جب خلافت عمر بن عبد العزیزؒ میں تدوین حدیث کا اہتمام کیا گیا وہ سب ریکارڈ امت کے سامنے آگیا۔

(ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی)

اس کے بعد حضرت معاویہؓ و حضرت علیؓ کی باہمی آویزشوں کو نہایت رکیک انداز میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خلافت کا مقام بہت جلد لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ میری

Marfat.com

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس دلیل کے مقدمات میں کیا ربط ہے؟ اگر محض جدال و قتال اور طرفین کے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے سے خلافت کا مقام نظروں سے اوجھل ہو سکتا ہے تو کیا رسول اللہ کے سامنے کفار کے جدال و قتال سے نبوت کا مقام بھی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ ان کوتاہ بینوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے باغیوں سے قتال کا خود حکم دیا ہے کہ

فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ۔

(اگر ایک جماعت دوسرے پر زیادتی کرنے لگے تو باغی جماعت سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔)

اور یقیناً اس سے خلافت کا مقام نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا بلکہ اس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اگر حضرت عثمانؓ کی طرح سب خلفاء باغیوں سے درگذر کرتے رہتے تو خلافت اسلامیہ سو برس ہی میں ختم ہو جاتی حضرت علیؓ نے حضرت صدیق اکبر سے بیعت کرنے میں جو دیر کی ہے اس کا منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ خود طالب خلافت تھے بلکہ اس کی اصل وجہ صحیح احادیث میں صاف مذکور ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کی خلافت پر ان کو کسی وقت بھی اعتراض نہیں ہوا۔ ہمیشہ ان کے مداح اور جان نثار رہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ہمیشہ امور مہمہ میں ان سے مشورہ لیتے رہے ان کا یہ فقرہ اب تک زبان زد خاص و عام ہے۔

Marfat.com

اگر علیؓ نہ ہوتے عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نہج البلاغۃ یا اسی قسم کی اور کوئی کتاب دیکھ لی گئی ہے جس میں ان حضرات کے تعلقات مودت کو توڑ موڑ کر بیان کیا گیا ہے ورنہ ان حضرات کی شان میں تو خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ۔

(اور اللہ نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی اگر آپ زمین کا سب کچھ خرچ کر ڈالتے جب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی۔) جو لوگ مغربی سیاست کو مسلمانوں میں رائج کرنا چاہتے ہیں وہ حضرات صحابہ کرام کے نزاعات کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے یورپ والوں نے دیکھا ہے۔ حالانکہ میں بتا چکا ہوں کہ وہاں دونوں طرف دین تھا کسی طرف نفسانیت یا حب دنیا کا شائبہ نہ تھا مگر

چوں ندید ند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اگر ان کی سعی لاحاصل سے مسلمان سیاسی و اقتصادی و تمدنی راستہ میں یورپ کے مقلد بن گئے تو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کی عزیز ترین اخوت کی جگہ مغربی اقوام کی باہمی رقابت و نفرت مسلمانوں پر مسلط ہو جائے گی۔ جس میں رحم و آشتی کی اصلاً کوئی گنجائش نہیں۔ اور وہ مشترک مقصد جس نے آج تک مسلمانوں کو ایک رشتہ میں منسلک کر

رکھا ہے غائب ہو جائے گا۔ اور طرح طرح کے جھوٹے اور عارضی مقاصد کی گنجائش نکل آئے گی۔ جو دراصل نفس پرستی خود غرضی اور ہنگامی ضرورت کی پیداوار ہوں گے۔ جن سے افراد اور جماعتوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ کسی قوم کی اقتصادی آسودگی اور سیاسی اقتدار کو زندہ کرنے کا یہ راستہ نہیں ہے کہ اس کی اخلاقی اور تمدنی تنظیم درہم برہم کر دی جائے اور بدنظمی کے تلاطم میں ڈال دیا جائے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے غلط خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کی علت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان کا تخیل ناقص اور فقہ اسلامی سے عدم واقفیت جہالت کی حد تک ہے۔ یہ اس حقیقت کو نہیں دیکھتے کہ ملت اسلامی کی بقا صرف اسی بات پر منحصر ہے کہ اس کی تمدنی، سیاسی، اقتصادی تعمیر اسلامی حقائق کی ناقابل تغیر ابدی بنیادوں پر کی جائے۔

مسلم اربابِ فکر کا واحد مقصد بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے وجود کا واحد جواز ہی یہ ہے کہ اسلامی اصول کی ترجمانی کریں۔ اور بتلائیں کہ کتاب وسنت کے موافق ان کو عمل میں لانے کی بہترین صورت کیا ہو گی؟ ان کے سارے دلولوں کا سرچشمہ اسلام کی بہترین روایات اور اعلیٰ ترین تعلیم ہونی چاہیئے تاکہ وہ دنیا کی رہنمائی کر سکیں اور

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

کی جگہ

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز

کے لیے قوم کو تیار کریں۔ نہ یہ کہ خود دوسروں

Marfat.com

کے مقلد بن جائیں۔ انہیں تو اپنے رسول کا اسوۂ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے نہ یہ کہ دوسروں کے نمونہ کی پیروی میں اسوۂ نبوی ہی کو نگاہوں سے اوجھل کر دیں صرف اسی صورت میں تعلیم یافتہ مسلمان اس قابل ہوں گے کہ انسانی ترقی میں حصہ لیں اور دنیا کی وہ قابل قدر خدمات انجام دیں جو اسلام کا تقاضا ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلیں گے تو یقیناً خود بھی گمراہ ہوں گے اور امت کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اصلاح امت کا کام کچھ سہل نہیں ہے۔ مگر وہ جس قدر دشوار ہے اسی قدر شاندار بھی ہے۔ بلاشبہ اس میں بڑے ایثار، استقلال، بے نفسی، ہمت و حوصلہ مندی اور تقویٰ اور سب سے بڑھ کر اسلام کی حقانیت اور فتح کامل پر ایمان رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسا ایمان جس میں کبھی لغزش نہ ہو اور خلوص و اخلاص سے لبریز ہو۔ جو اس دشوار مہم کو سر کرنے کے لیے ناگزیر ہے اس کے لیے اعلیٰ درجہ کے اخلاقی اوصاف درکار ہیں جو حضرات صحابہ و تابعین کے طرہ امتیاز تھے

Azzaam Najeeb Moazzam Hashmi
M.A (Final) Islamic Studies
P.U. LHR.
Gujrat
19.1.86 SUN
11:55 P.M.

تنزل کا بنیادی سبب

اور

قرآنی طریقۂ علاج

(مولانا محمد منظور نعمانی)

(آج تمام دنیائے اسلام انتہائی مصائب و مشکلات میں مبتلا ہے اور ہمیں اس وقت ان مشکلات و مصائب کے اسباب پر سیاسی حیثیت سے کوئی تبصرہ نہیں کرنا اور نہ ہم ان سے نجات دلانے والا کوئی خاص سیاسی پروگرام آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں ——— بلکہ اس مقالہ کے ذریعہ اس صورت حال کے متعلق مسلمان قوم کے عوام و خواص کے سامنے ہم ایک خاص قرآنی حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ جس کے متعلق ہم کو یقین ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ جب تک قرآن پاک کی اس ہدایت کو ہم مشعل راہ نہ بنائیں گے۔ اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔ ہماری کوئی خاص تدبیر اور پالیسی میں کوئی تبدیلی اور کوئی جد و جہد ہم کو نجات نہ دلا سکے

Marfat.com

گی اور ذلت و بربادی کے جس گہرے گڑھے میں ہم گر گئے ہیں ہر گز اس سے نہ نکل سکیں گے۔

الغرض مصیبتوں اور مشکلوں کے اس جال سے نکلنے اور عزت وقار والی زندگی حاصل کرنے کے لیے جو تدبیریں اور براہ راست جو کوششیں مسلمان قوم کو کرنی ہیں اور کرنی چاہئیں ان کی کامیابی بھی اسی پر موقوف اور منحصر ہے کہ قرآن مجید کی جو خاص ہدایت ہم آئندہ صفحات میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کو اچھی طرح سمجھ کے اور اس پر یقین کر کے اس کے تقاضے کے مطابق اپنے طرز عمل میں اور اپنی قومی پالیسی میں تبدیلی کی جائے۔ اگر تمام اسلامی ممالک کے مسلمان اس قرآنی ہدایت کو اپنا لیں اور اپنی عملی پالیسی کی بنیاد بنالیں تو یقیناً وہ دنیا کے اہم اور طاقت ور ملک بن سکتے ہیں اور مادی وسائل کی کمی کی وجہ سے ان کی پوزیشن جو کمزور ہے انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے ان کی یہ کمزوری قوت سے بدل سکتی ہے۔ یقین اور عمل شرط ہے۔ اور ہماری گذشتہ تاریخ اس کی گواہ ہے۔

البتہ جو قرآنی حقیقت ہم اس وقت مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر غور کرنے سے پہلے ہمیں اپنے ایمانوں کا جائزہ لے لینا چاہیئے اور سنجیدگی سے غور کر کے دیکھ لینا چاہیئے کہ آیا خدا نخواستہ ہم صرف نام کے مسلمان یا قومی مسلمان ہیں یا واقعی اور حقیقی مسلم ہیں۔ یعنی ہمیں اپنے دل و دماغ کو اچھی طرح ٹٹولنا چاہیئے کہ اللہ و رسول کی تمام باتوں اور ان کے وعدوں اور وعیدوں پر ہمارا ایمان ہے یا نہیں۔ یعنی اچھے اور برے

Marfat.com

اعمال کے دنیوی یا اخروی نتائج کے متعلق قرآن وحدیث میں جو کچھ بتلایا گیا ہے اس پر پورا یقین ہم کو نصیب ہے یا نہیں۔ خصوصاً دنیا میں قوموں کی زندگی اور موت، فتح وشکست اور عزت وذلت کے جو خاص اصول واسباب قرآن وحدیث میں بیان کیئے گئے ہیں ہمارے دل ودماغ ان کو بالکل حق ماننے کے لیے تیار ہیں یا نہیں ——— جن لوگوں کو خدانخواستہ اسی میں شک وشبہ ہو ان سے اس وقت ہمیں کچھ نہیں کہنا۔ اس مقالہ میں ہمارا روئے سخن صرف انہیں مسلمانوں کی طرف ہے جو درحقیقت مسلمان ہیں۔ یعنی جن کے دل ودماغ اللہ ورسول کی تمام باتوں کو بالکل سچ مان چکے ہیں اور ماننے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور اس بارہ میں انھیں کوئی شک اور تذبذب نہیں ہے۔ اس لیئے اگر الحمدللہ آپ بھی انھیں میں سے ہیں تو اللہ ورسول کی بتلائی ہوئی جو خاص حقیقت ہم اس مقالہ کے ذریعہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی اس پر غور کیجئے اور اس کے مطابق خود عمل کرنے اور مسلمان قوم کو عامل بنانے کے کام میں سرگرمی سے لگ جائیے۔

ظاہری اسباب کے علاوہ مخفی اسباب کا ایک اور سلسلہ

اعمال کے دنیوی نتائج کا قرآنی نظریہ

یہ دنیا بے شک عالم اسباب ہے۔ اور یہاں کی ہر چیز سلسلۂ اسباب سے جکڑی ہوئی ہے، لیکن اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو بتلایا

Marfat.com

ہے کہ ہماری آنکھوں سے نظر آنے والے اس دنیا کے عام اسباب کے علاوہ اسباب کا ایک اور غیبی اور مخفی سلسلہ بھی ہے جو ہمارے حواس اور ہماری عقل و حواس سے بالاتر ہے۔ اور جس کا زیادہ تر تعلق انسانوں کے اچھے برے اعمال سے ہوتا ہے۔

مثلاً بارش جن ظاہری اسباب سے ہوتی ہے ان کو تو ہم سب جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں جو بادل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ہوائیں ان کو ادھر ادھر لیے پھرتی ہیں۔ اور انھیں سے بارش ہوتی ہے ——— پس یہ تو بارش کے ظاہری اسباب کا سلسلہ ہے لیکن قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ اگر کوئی قوم گناہوں سے باز آجائے اور توبہ و استغفار کر کے نیکوکاری کی زندگی اختیار کرلے تو اُس کے اس عمل کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ بارش نازل کیا کرتے ہیں۔ اور اس کی کھیتیوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔

اے قوم! اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو وہ بخشش دینے والا ہے پھر وہ تم پر خوب بارش برسائے گا۔

Marfat.com

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔ (ھود ع ۵)

اور اے قوم اپنے پروردگار سے اپنے گناہ معاف کراؤ۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو تم پر خوب بارش برسائے گا اور (اپنی خاص مدد سے) تمہاری قوت وطاقت میں اضافہ کر دے گا اور دیکھو اس راہ سے منہ پھیرو مجرم بن کر۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کا گناہوں سے تائب ہو کر خدا پرستی اور نیکوکاری کی زندگی اختیار کر لینا بھی بارش کا ایک ذریعہ ہے، اور دوسری آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کی تبدیلی کی وجہ سے قوموں کی قوت وطاقت میں بھی اللہ تعالیٰ اضافہ کر دیتا ہے۔ حالانکہ ظاہری اسباب میں تو کسی قوم کی طاقت وقوت کا دارومدار بس اس کی تعداد اور فوج واسلحہ وغیرہ مادی وسائل ہی پر سمجھا جاتا ہے۔

علیٰ ہذا کسی قوم کی خوشحالی اور زمین کی پیداوار سے اس کے مالا مال ہونے کی ظاہری تدابیر اور طبعی اسباب تو وہ ہیں جن کو ہم سب جانتے ہیں۔ یعنی زراعت کے بہترین اصولوں پر عمل کرنا، بہتر سے بہتر بیج ڈالنا اور زیادہ پیداوار کے لیے وہ سب جدید ترقی یافتہ طریقے استعمال کرنا جو یورپ وامریکہ

Marfat.com

میں استعمال ہوتے ہیں۔ صنعت کو ترقی دینا، تجارت کو بڑھانا، وغیرہ وغیرہ ——— بہرحال کسی قوم کی خوش حالی کے لیے یہی عام ظاہری تدبیریں ہیں جن کو سب جانتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے بتلایا ہے کہ ایمان وتقوٰی والی زندگی بھی اس کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک قوم کے متعلق ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

اگر وہ ایمان وتقوٰی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

اور جس طرح قرآن مجید کی ان جیسی آیات میں کسی قوم کی نیکوکاری اور پرہیزگارانہ زندگی کو امن وعافیت، عزت وشوکت اور خوش حالی و ترقی کا سبب بتلایا گیا ہے اسی طرح فسق وفجور اور معصیت وخدافراموشی کی زندگی کو بدحالی اور ادبار ذلت وپستی اور آلام ومصائب کا سبب فرمایا گیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔

(سورہ طٰہٰ)

اور جو لوگ بے پرواہی اور بے رخی برتینگے میری نصیحت سے تو ان کے واسطے (اس دنیا میں) زندگی ہے تنگی اور بےچینی کی۔ اور قیامت کے دن ہم اٹھائینگے ان کو اندھا

Marfat.com

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں ہمیں اس حقیقت پر مطلع فرمایا ہے کہ قوموں کے اچھے برے حالات اور ان کے عروج و زوال کا سبب ان کے نیک و بد اعمال بھی ہوتے ہیں ۔ پس اگر ہم سچے مومن ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اللہ و رسول کی بتلائی ہوئی اس حقیقت پر یقین رکھتے ہوئے اپنے موجودہ مصائب و مشکلات اور ذلت و پستی کے ظاہری و تکوینی اسباب کے علاوہ ان کے مجازاتی اسباب کو بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں تلاش کریں ۔ اور ان کے ازالہ کی فکر کریں ۔ یعنی جن معصیتوں اور بداعمالیوں کو ہماری موجودہ پستی و بدحالی میں دخل ہے ۔ اپنی انفرادی اور قومی زندگی کو ان سے پاک کرنے کی کوشش کریں ۔ اور جن اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ پر اللہ تعالیٰ نے عزت و قوت اور فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اور ان کے ترک کر دینے کی وجہ سے ہم اللہ کی نظر کرم سے گر گئے ہیں ۔ ہم ان (اعمالِ صالحہ) کو اپنے اندر اور اپنی قوم میں پیدا کرنے کی کوشش میں بھی سرگرمی سے لگ جائیں ۔ اس کے بغیر صرف ظاہری تدابیر اور مادی اسباب میں ہماری جد و جہد موجودہ مصیبتوں اور بدحالیوں سے ہمیں نجات نہیں دلا سکتی اور عزت و قوت کے بلند مقام تک نہیں پہنچا سکتی ۔ ظاہری اسباب اور مادی وسائل کے اعتبار سے دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہم اس قدر پیچھے ہیں کہ مدت دراز تک ان کی برابری کا کوئی امکان نہیں ——— ہاں اسباب و وسائل کی اس کمی کی تلافی اللہ کی نصرت اور خاص غیبی مدد سے ہو سکتی ہے ۔ اور

Marfat.com

مسلمان قوم اپنے دورِ اولیں میں اس حقیقت کا خوب خوب تجربہ کر چکی ہے۔

مسلمانوں کی ذلت و پستی اور کمزوری و مغلوبی کے متعلق قرآن مجید کا ایک خاص بیان

ہم اور آپ صرف نام کے نہیں بلکہ واقعتہً مسلمان ہیں تو اس قرآنی حقیقت پر تو یقیناً ہمارا ایمان ہوگا۔ کہ اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اور کسی شخص یا قوم پر جو اچھے برے حالات آتے ہیں۔ وہ سب اللہ کے فیصلہ اور اللہ کے حکم سے آتے ہیں ——— یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی شخص یا کسی قوم کو اچھے حالات میں رکھنا اور عزت دینا چاہے اور پھر کوئی دوسرا اس کو بدحال اور بے عزت بنا سکے۔ یا وہ کسی کو نعمت و عزت نہ دینا چاہے اور کوئی دوسرا اس کو نعمت و عزت دے سکے۔

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ۔ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ	اور اگر اللہ تم کو کسی دکھ اور مصیبت میں مبتلا کر دے تو اس کو ہٹا سکنے والا نہیں اور اگر وہ تمہاری بہتری کا ارادہ کرے تو کوئی اس کے

لِفَضْلِهٖ۔ فضل و کرم کو روک سکنے والا
(سورۂ یونس ع ۱۱) نہیں۔

نیز:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔
(فاطر ع ۱)

اللہ جس رحمت کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں اور وہ جس نعمت کو روک لے تو پھر کوئی اس کو بھیجنے والا نہیں۔ اور وہ بڑے زور اور حکمت والا ہے۔

الغرض اس دنیا میں افراد و اقوام پر جو اچھے برے حالات آتے ہیں وہ سب اللہ ہی کے فیصلے اور اسی کے حکم سے آتے ہیں۔ اور جو کچھ ہوتا ہے اسی اشارہ کن سے ہوتا ہے۔

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ

اس کا معاملہ تو بس یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کرنا چاہتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہی اور فرمانروائی ہے اور تم سب

Marfat.com

تُرْجَعُوْنَ ۔ (مرنے کے بعد) اسی کی طرف
(سورہ یٰسین ع ۵) لوٹو گے ۔

اسی لیئے قرآنِ مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے توسط سے ہم کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (آلِ عمران ع ۳)

فرما دیجیئے اے اللہ ملک و بادشاہت کے حقیقی مالک ۔ تو جسے چاہے ملک دے ۔ اور جس سے چاہے ملک لے ۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ۔ تیرے ہی قبضہ میں ہے ہر بھلائی ۔ تو بے شک ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ۔

جب ان قرآنی آیات پر ہمارا ایمان ہے اور ہم واقعتاً یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے ۔ وہ اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے ۔ اور کسی کو حکومت و سلطنت دینا اور کسی سے چھین لینا ۔ اور کسی کو عزت دے کر بلند کر دینا اور کسی کو ذلت کے گڑھے میں گرا دینا یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے ۔ تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس وقت جن مصائب و مشکلات میں ہم مسلمان گھرے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان میں کیوں مبتلا کیا ہے ۔ اور صدیوں سے یہ ذلت و پستی ہم پر کیوں مسلط

Marfat.com

کو دی گئی ہے۔ اور اقوام عالم میں کیوں ہمارا پلہ اتنا کمزور ہے۔

اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ کسی قوم پر ظلم نہیں کرتے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔

اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔

(انفال ع ۷)

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں ہے بدلنے والا کسی نعمت کا جو اس نے کسی قوم کو بخشی ہو جب تک وہ قوم اپنے ذاتی اعمال نہ بدلے۔

بس ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ ہم جن حالات و آفات میں مبتلا ہیں اور جو ذلت و پستی ہم پر مسلط ہے۔ مسلمان قومیں دیگر اقوام کے زیرِ اقتدار ہیں۔ یا مسلمانوں کی حکومتیں دوسری حکومتوں کے مقابلے میں عاجز و کمزور ہیں تو یہ صورتِ حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے وجہ اور بلا قصور نہیں ہے۔ اور علیٰ ہذا یہ صرف ظاہری و مادی اسباب کی کمی بیشی اور تاریخ کی ایک خاص رفتار کا نتیجہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں سب سے بڑا دخل اللہ تعالیٰ کے قانون جزائے اعمال کا ہے اور مادی اسباب کی کمی بیشی اور تاریخ کی جس رفتار کو

Marfat.com

ہم اس کا اصلی سبب سمجھ رہے ہیں ۔ دراصل وہ خود اللہ کے اسی قانون کا نتیجہ ہے ۔

قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون بیان فرمایا ہے کہ کتاب و پیغمبر پر ایمان لانے والی اور اللہ کے دین اور اس کی شریعت کو قبول کرنے والی کوئی قوم جب عبدیت اور فرماں برداری کا راستہ چھوڑ کر نافرمانی کی زندگی اختیار کر لیتی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی نعمتیں اس سے سلب کر لیتا ہے ۔ اور اپنی اس رحمت و نصرت سے اس کو محروم کر دیتا ہے ۔ جو دراصل اس کی زندگی کی روح ہوتی ہے پھر وہ پستی ہی میں گرتی جاتی ہے ۔ اور جب تک وہ اپنے رویہ کو نہ بدلے اور عبدیت و فرماں برداری کا راستہ اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی حالت کو نہیں بدلتا ۔ قرآن مجید کی مندرجۂ ذیل آیات کا تعلق اسی "قانون مجازات" سے ہے ۔

پہلی آیت

سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع میں پہلے بنی اسرائیل کے ایک خاص گروہ کا یہ حال فرمایا گیا ہے کہ ـــــــ "ہم نے ان کو یہ احکام دیئے تھے اور انھوں نے ان احکام کو قبول کر لیا تھا لیکن اس کے بعد اپنی ذاتی خواہش اور ہوائے نفسانی سے انھوں نے فلاں ایک حکم کی تو تعمیل کی مگر اس کے سوا دوسرے احکام کے خلاف عمل کیا" ـــــــ بہر حال ان لوگوں کی یہ حالت بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے ۔

Marfat.com

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

(بقرہ ع ۱۰)

پس جو لوگ تم میں سے ایسا کریں ان کی سزا سوا اس کے اور کیا ہے کہ کہ ذلت وخواری ہو اس دنیاوی زندگی میں اور قیامت کے دن دھکیل دیئے جائینگے نہایت سخت عذاب میں۔ اور اللہ غافل نہیں ہے تمہارے کرتب وکردار سے۔

دوسری آیت

ایمانی عہد کو توڑنے والے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کو پیشہ بنانے والے بنی اسرائیل ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ۔

(سورۃ مائدہ ع ۲)

ہم نے ان کی عہدشکنی کی سزا میں ان پر لعنت مسلط کی اور اپنی نظرِ رحمت سے انھیں دور کر دیا۔

تیسری آیت

سورۂ رعد میں قانونِ عام کے طور پر فرمایا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

اور جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد پھر

Marfat.com

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۔

(سورہ رعد ع ۳)

اسے توڑتے ہیں اور اللہ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم دیا ہے ۔ ان کو توڑ ڈالتے ہیں ۔ اور دنیا میں خرابی پھیلاتے ہیں ۔ ان کے لیئے لعنت و پھٹکا ہے ۔ اور ان کے واسطے برا ٹھکانا ہے ۔

مندرجہ دو آیتوں میں جس "نقضِ میثاق" یعنی عہد توڑنے کا ذکر ہے وہ یہی ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کے حکموں پر چلنے کے پختہ اقرار کے بعد پھر ڈھٹائی اور بے باکی سے ان کی خلاف ورزی اور نافرمانی کی جائے ۔ جیسا کہ آج کل مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کا حال ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان کے بلند بانگ دعوے اور اقرار کے باوجود زندگی کے ہر شعبہ میں یا اکثر و بیشتر شعبوں میں وہ نافرمانی کا راستہ اختیار کیے ہوئے ہے ۔ پس از روئے قرآن یہ زندگی لعنت والی زندگی ہے اور اس دنیا میں اس کی سزا اللہ کی مدد سے محرومی اور ذلت و رسوائی اور بے چینی کی زندگی ہے ۔ سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت پہلے بھی گذر چکی ہے ۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

اور جو لوگ روگردانی کریں اور بے رخی برتیں میری نصیحت سے

ضَنْكًا ط ان کے واسطے زندگی ہے تنگی اور بے چینی کی۔

بہرحال ہم مسلمان اس وقت جن مصائب و مشکلات میں گرفتار ہیں۔ اور بے عزتی اور بے چینی کی جو زندگی ہم پر مسلط ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون جزائے اعمال کا ظہور ہے۔ جس کا ذکر آیاتِ بالا میں کیا گیا ہے۔ یعنی یہ سب ہماری ہی شامتِ اعمال اور خدا فراموشی کا نتیجہ ہے۔ از ماست کہ بر ماست ؎

ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم

اور در اصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو تنبیہ ہے تاکہ ہم اپنی غلط روی پر متنبہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی و فرماں برداری کا راستہ اختیار کریں۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (السجدہ ع ۲)

اور ہم آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے ضرور ان کو چکھائینگے اس سے کم درجہ کا عذاب (اس دنیا ہی میں) شاید کہ وہ باز آجائیں۔

پس اگر ہم اپنی خدا فراموشی اور نافرمانی کی زندگی سے باز آجائیں اور توبہ و انابت کے بعد ایمان و اطاعت والی اصلی اسلامی زندگی اختیار کر لیں تو نہ صرف یہ کہ ہم مرنے کے بعد والے آخرت کے عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ پھر اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہمارے ساتھ بدل جائیگا

Marfat.com

اور اس کا فضل و کرم اور اس کی غیبی مدد ہم کو مصیبتوں اور ذلتوں کے اس چکر سے بھی نکال دے گی جس میں ہم اس وقت گھرے ہوئے ہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ ہماری مصیبتوں کو راحتوں سے ہماری ذلت و پستی کو عزت و سرفرازی سے اور ہمارے ضعف کو قوت سے اور ناتوانی کو توانائی سے بدل دے گا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور قانون "جزائے عمل" کا یہ دوسرا رخ ہے اور قرآن مجید میں اس کو بھی پوری تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے ۔ سورۂ ہود کے بالکل شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اعلان کرایا گیا ہے :-

إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ط

(ھود ع ۱)

میں تمہیں انجام بد سے خبردار کرنے والا ہوں اور بشارت سنانے والا ہوں ۔ اور تمہارے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے معافی مانگو ۔ اپنے رب سے اسی کی طرف رجوع کرو ۔ (یعنی آئندہ کیلئے اسکی کامل اطاعت و فرمان برداری والی زندگی اختیار کر لو) وہ تمہیں ایک مقرر وقت تک خوش عیشی عطا کرے گا (یعنی تمہاری دنیوی زندگی کو بہتر بنا دے گا ۔)

Marfat.com

بہرحال قرآن مجید میں جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ دستور و قانون بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمانی اور خدا فراموشی کی سزا میں قوموں کو اپنی مدد سے محروم کر کے مصیبتوں اور ذلتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی قوم توبہ استغفار کر کے اللہ کی طرف رجوع و انابت کی راہ اختیار لیتی ہے۔ اور اس کے احکام کی اطاعت و پیروی کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو مصائب و مشکلات سے نجات دے دیتا ہے۔ اور اس کی ذلت کو عزت سے اور پستی کو بلندی سے بدل دیتا ہے۔ آگے ہم قرآن مجید ہی سے اللہ تعالیٰ کے اس قانونِ مجازات (یعنی جزاءِ اعمال) کے اسی دوسرے رخ کی مزید تفصیل و توضیح کرنا چاہتے ہیں۔

ایمان و اطاعت والی زندگی پر غیبی مدد کا وعدہ
باعزت زندگی اور برتری کے خاص شرائط

قانونِ مجازات کا دوسرا رخ

قرآن مجید کا یہ خاص مضمون ہے اور اس بارے میں اس قدر آیات ہیں کہ اس مختصر مقالہ میں ان سب کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ تاہم جو آیتیں ذیل میں نقل کی جا رہی ہیں۔ ہمارے مدعا کے لیے وہ بھی کافی ہیں۔

Marfat.com

آیت اول نمبر ۱

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۔

(الروم ع ۵)

اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا ۔

آیت دوم نمبر ۲

اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ اٰمَنُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

یقیناً اللہ تعالیٰ مدافعت کرے گا اپنے ایمان والے بندوں کی طرف سے (یعنی دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی حمایت کرے گا) اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں اور نہ ماننے والوں کو نہیں چاہتا ۔

آیت سوم نمبر ۳

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(آل عمران ع ۱۴)

(اور اپنی کمزوری اور اسباب و وسائل کی کمی کے خیال سے) ہمت نہ ہارو اور (اب تک جو گزر چکا) اس کا غم نہ کرو ۔ تم ہی اونچے ہو گے اگر تم ہو ایمان والے ۔

Marfat.com

ان آیات میں ایمان والوں کی نصرت و مدد کا اور ان کو باعزت زندگی اور برتری کا مقام عطا فرمانے کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے وہ بالکل واضح اور صاف صریح ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ قرآنِ پاک میں ایسے موقعوں پر جہاں جہاں مؤمنین یا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ آتے ہیں (جن کا ترجمہ "ایمان والوں" سے کیا گیا ہے) ان سے مراد وہ جماعت اور وہ قوم ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی لاشریک الوہیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر حقیقی ایمان رکھتی ہو اور اس کی زندگی اس ایمان کے مطابق ہو ——— لیکن اگر کسی قوم کا حال یہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان تو کہتی ہو مگر اس کی زندگی ایمانی اور اسلامی زندگی نہ ہو (جیسا کہ موجودہ مسلمان قوم کی حالت ہے) تو وہ ان آیتوں کی مصداق نہیں ہے۔ بلکہ اس کے حسب حال تو وہ وعیدیں اور قہر کی وہ آیتیں ہیں جو اس سے پہلے عنوان کے تحت نقل کی جا چکی ہیں جن میں دین سے بے اعتنائی برتنے والے اور خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والے مدعیان ایمان کو دنیا و آخرت میں ذلت و خواری کی سزا دینے کا اعلان فرمایا گیا ہے۔

اس حقیقت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان قوم خواہ کسی حال میں ہو اور اس کی دینی حالت خواہ کیسی ہی ہو بہرحال غیر مسلموں کے مقابلہ میں وہ اللہ کی مدد کی مستحق ہے۔ حالانکہ قرآن مجید سے تو صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان کا دعویٰ کرنے والی کوئی قوم جب اپنی بداعمالیوں سے ایمانی عہد کو توڑتی ہے۔ اور اللہ کے حکموں کے خلاف چلتی ہے تو کشمکش حیات میں وہ اللہ کی مدد سے محروم

Marfat.com

ہوجاتی ہے ۔ اور دنیا میں ذلت و رسوائی اس پر مسلط کردی جاتی ہے ۔ الغرض قرآن پاک میں ایمان والی قوم کے لیے غیبی مدد اور عزت و شوکت اور غلبۂ و سلطنت کے جو وعدے فرمائے گئے ہیں ان کا تعلق اسی قوم اور اسی جماعت سے ہے ۔ جو ایمانی زندگی اور ایمانی اوصاف کی حامل ہو ۔ اور دوسری آیات میں ان ایمانی اوصاف کو بھی متفرق طور پر بیان فرمادیا گیا ہے ۔ جن سے انسانی زندگی ایمانی اور اسلامی زندگی بنتی ہے ۔ بلکہ ان اوصاف ہی پر مدد اور نجات، فلاح و ترقی اور عزت و بالاتری کے وعدے فرمائے گئے ۔ جیسا کہ آئندہ درج ہونے والی آیتوں سے ظاہر ہے ۔

آیت چہارم ۴

فَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔
(الحج ع ۱۰)

پس قائم کرو نماز اور ادا کرتے رہو زکوٰۃ اور مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ اللہ سے، وہ تمہارا کارساز ہے، پس بڑا اچھا کارساز اور بڑا اچھا مددگار ہے ۔

آیت پنجم ۵

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

اور اللہ نے فرمادیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ (یعنی میرا فضل اور میری

Marfat.com

وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۝

(المائدۃ ع ۳)

مدد تمہارے ساتھ ہے) اگر تم قائم کرتے رہے نماز اور ادا کرتے رہے زکوٰۃ اور ایمان لائے میرے رسولوں پر اور ان کی تعظیم و توقیر کرتے رہے اور اپنا مال و دولت اللہ کے کاموں اور دین کی ضرورتوں میں خرچ کرتے رہے۔

آیت ششم نمبر ۶

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۔

(الحج ع ۶)

اور یقیناً اللہ تعالیٰ مددگار ہوگا ان بندوں کا جو اس کے دین کی مدد کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوت اور غلبہ والا ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کی مستحق وہی قوم ہو سکتی ہے جس میں اقامت صلوٰۃ اداءے زکوٰۃ، اللہ تعالیٰ سے وابستگی، اس کے رسولوں کی توقیر، اور دین کی ضرورتوں میں مال و دولت خرچ کرنے اور دوسرے طریقوں سے بھی دین کی مدد کرنے کے اوصاف موجود ہوں۔

Marfat.com

آیت ہفتم نمبر ۷

سورۂ نور میں ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔
(سورۂ نور ع ۷)

اور جو اطاعت کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈریں اللہ سے اور بچیں اس کی نافرمانی سے تو وہی کامیاب ہوں گے۔

پھر دو آیتوں میں اس مضمون کو اور زیادہ موکد فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے۔

آیت ہشتم نمبر ۸

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ

اللہ کا وعدہ ہے ان سے جو ایمان لائیں تم میں سے اور نیک اعمال کریں ان کو ضرور زمین میں حکومت دے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو حکومت بخشی تھی اور ان کے اس دین (اسلام) کو قوت دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ اور ان کے خوف و خطر کو

Marfat.com

بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔	امن و اطمینان سے بدل دے گا۔
(النور ع ۷)	

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور اس کی بخشش سے دنیا میں حکومتی اقتدار اسی صورت میں مل سکتا ہے جب کہ ان کی زندگی ایمان اور عمل صالح کی زندگی ہو۔ وہ اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہوں۔ اور اللہ سے ڈرتے ہوں۔ (۱)

آیت نہم ۹

سورہ یونس میں ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى	جو لوگ ایمان لائیں اور تقوای اختیار کریں ان کے لیے (اچھی انعام

(۱) ہاں یہ ممکن ہے کہ مسلمان کہلانے والی کوئی قوم ایمان اور عمل صالح کی زندگی سے محرومی کے باوجود دنیا کی دوسری قوموں کی طرح مادی جدوجہد کے ذریعہ کسی درجہ کا اقتدار کچھ روز کے لیے حاصل کرے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی انعام نہ ہوگا بلکہ اس کی خالص مادی کوششوں کا طبعی اور تکوینی نتیجہ ہوگا۔ اور اس قوم کے واسطے ایک طرح کا ابتلا ہوگا نیز اس کو پائداری بھی نصیب نہ ہوگی۔ اور طاقت ور دشمنوں کی مادی کوششوں کے مقابلہ میں وہ قائم اور باقی نہ رہ سکے گا۔ ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے اس کو اچھی طرح

Marfat.com

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(سورہ یونس ع ۷)

والی زندگی) کی بشارت ہے ۔ دنیا میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں یقیناً پوری ہونے والی اور اٹل ہیں (دنیا اور آخرت میں انعام والی زندگی ملنا) یہ بڑی کامیابی ہے۔

آیت دہم نمبر ۱

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(النحل ع ۱۶)

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیک وسلم) صبر اور برداشت سے کام لیتے رہو اور تمہارا صبر بھی اللہ کی مدد و توفیق ہی سے ہوگا اور ان منکروں اور مخالفوں کے حال پر غم نہ کھاؤ اور ان کی مخالفانہ تدبیروں اور سازشوں کا فکر و غم نہ کرو ۔ یقین رکھو اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے ۔

(بقیہ حاشیہ) سمجھ لینا چاہیئے ۔ بعض لوگ اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے شبہات میں الجھ جاتے ہیں منہ ۔

Marfat.com

آیت یازدہم نمبر ۱۱

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط

(الطلاق ع ۱)

اور جو اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں وہ ان کے واسطے نکالے گا کوئی راہ اور دے گا ان کو اپنی نعمتیں وہاں سے جہاں سے انھیں گمان بھی نہ ہوگا اور جو اعتماد کریں اللہ پر تو اللہ ان کو کافی ہے یقیناً اللہ جس طرح چاہے اپنا امر پورا کرنے والا ہے۔

آیت دوازدہم نمبر ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ط وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

اور منکروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال باہر کریں گے یا پھر تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ تو ان رسولوں پر اپنے پروردگار نے وحی کی کہ ہم ان ظالموں ہی کو ہلاک کر ڈالیں گے اور اس کے بعد تمہیں اس سرزمین

Marfat.com

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ۔ (سورہ ابراہیم)

میں جگہ دیں گے - یہ وعدہ ہے ان سب کے لیے جو ہماری پیشی سے ڈریں اور ہماری وعید وتنبیہ سے خوف کریں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس قوم میں تقویٰ اور نیکوکاری ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے اور مشکلوں اور مصیبتوں سے اس کو نجات دلانے کا کفیل اور ضامن ہے - نیز معلوم ہوا کہ اگر کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کے محاسبہ اور اس کی وعیدوں اور تنبیہوں سے ڈرنے والی ہو اور کوئی ظالم قوم یا گروہ اس خدا ترس جماعت کو اپنے ملک سے نکالنا چاہے تو ایسے ظالم وجابر خود ہی ہلاک وبرباد کر ڈالے جائیں گے - اور اللہ تعالیٰ اس صاحبِ تقویٰ اور خدا ترس جماعت کو ہی اُس ملک کا وارث بنا دے گا -

آیت سیزدہم نمبر ۱۳

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

اے ایمان والو! صبر وثبات اور نماز سے قوت پکڑو یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں یعنی ثابت قدم رہنے والے اور برداشت کرنے والے -

Marfat.com

آیت چہاردہم ۱۴

اور آلِ عمران کے خاتمہ میں ارشاد ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آلِ عمران آخری آیت)	اے ایمان والو مضبوطی سے (حق پر اور حق کی راہ میں) جمے رہو اور جمے رہنے کی تلقین کرتے رہو۔ اور گھات میں لگے رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور اس کے ذریعہ فلاح و کامیابی حاصل ہونے کے لیے صبر و استقامت اور راہِ حق میں تکالیف کا برداشت کرنا اور حق پر جمے رہنا بھی ضروری ہے۔

اور سورۂ صف میں اللہ و رسول پر صحیح طریقہ سے ایمان لانے والوں اور راہِ خدا میں جان و مال سے کوشش کرنے والوں کو جنت کا وعدہ دینے کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے

آیت پانزدہم نمبر ۱۵

وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ	اور (دارِ آخرت کی اس جنت کے علاوہ اور اس سے پہلے اس دنیا میں)

Marfat.com

قَرِیْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
(الصف ع ۲)

ایک دوسری نعمت بھی تم کو عطا ہوگی جس کو تم بہت چاہتے ہو یعنی اللہ کی خاص مدد اور (اس کے نتیجہ میں ملنے والی) قریبی فتح۔ اور اے رسولؐ آپ ایمان والوں کو اس کی خوش خبری سنا دیجئے۔

یہاں تک جو پندرہ آیتیں مذکور ہوئیں۔ ان میں وہ اکثر اوصاف آگئے ہیں جن سے درحقیقت ایمانی زندگی بنتی ہے۔ پس جو قوم اور جو جماعت اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرلے وہ اللہ تعالیٰ کی خاص غیبی مدد کی مستحق ہوجاتی ہے۔ اور پھر تعداد کی قلت اور وسائل و اسباب کی کمی اور کمزوری کے باوجود اللہ کی خاص مدد سے کشمکش حیات میں وہی غالب رہتی ہے اور بڑی سے بڑی طاقتیں اس کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہیں۔ بلکہ پاش پاش ہوجاتی ہیں۔ یہ قوم اور یہ جماعت اللہ کی جماعت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ غیبی قوتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جب تک کہ وہ اپنے ان اوصاف پر قائم رہے ارشاد ہے۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔
(الصافات ع ۵)

اور جو ساتھ پکڑیں اللہ کا اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا تو بس اللہ کی یہی جماعت غالب آنے والی ہے۔

Marfat.com

ایسی جماعت اور ایسی پارٹی کے لیے اللہ تعالیٰ کا صریح اور قطعاً غیر مشتبہ اعلان ہے کہ

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔	یقیناً ہمارا ہی لشکر غالب رہنے والا ہے۔

(الصافات ع ۵)

بہر حال اللہ کے یہ وعدے صرف مسلمان کہلانے والی کسی قوم سے نہیں ہیں بلکہ ایمانی زندگی رکھنے والی قوم اور ایمانی اوصاف کی حامل جماعت سے ہیں۔ اور قیامت تک کے لیے ہیں اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جس دور میں کوئی قوم اور جماعت ایمانی اوصاف کی حامل ہوئی تو دنیا کے سرکوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس کی مدد فرمائی ہے۔ اور وہ اپنی تعداد کی کمی اور بے سروسامانی کے باوجود اپنے دشمنوں کی بڑی بڑی مسلح فوجوں پر غالب آئی ہے اور جس حکومت یا طاقت نے بھی اس کو مٹانا چاہا ہے وہ خود ہی مٹ گئی ہے۔

وَکَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰہِ۔	اور کتنی ہی کم تعداد والی جماعتیں غالب آئی ہیں بڑی تعداد والی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے۔

بہر حال اگر قرآن مجید پر ہمارا ایمان ہے اور اسلامی تاریخ سے ہم بے خبر نہیں ہیں تو اس حقیقت میں ہم کو کوئی شک نہ ہونا چاہیے کہ کسی قوم اور جماعت میں اگر ایمان والی زندگی اور ایمانی اوصاف موجود ہوں تو

Marfat.com

اپنی تعداد کی کمی اور اسباب و وسائل میں کمزوری کے باوجود اس دنیا کی مشکلوں اور مصیبتوں سے وہ نجات پاسکتی ہے اور باعزت زندگی اور اقتدار کا مقام بھی اس کو حاصل ہوسکتا ہے بلکہ حاصل ہونا ضروری ہے۔ اور یقینی ہے یہ اللہ کا اٹل وعدہ اور اس کا کبھی نہ بدلنے والا قانون ہے۔

اب دورِ حاضر کے مسلمان سوچیں

اور فیصلہ کریں کہ اس وقت مسلمانوں کے لیے جو مشکلیں اور مصیبتیں درپیش ہیں اور مدت دراز سے جو ذلت و پستی ان پر چھائی ہے اور دوسری زبردست قوموں اور بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں جو کمزوری اور بے چارگی تمام دنیا کے مسلمان محسوس کر رہے ہیں۔ اس کے علاج کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح صرف سیاسی تدبیروں اور مادی کوششوں سے اس صورت حال کو بدلنے کی جدوجہد کی جائے۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے اور واقعی آج ساری دنیا اس طریقہ پر چل رہی ہے۔ اور مختلف ملکوں کے مسلمان بھی صدیوں سے اسی راہ پر گامزن ہیں۔

لیکن غالباً آپ کو بھی اس میں شبہ نہ ہوگا کہ سیاسی تدبیروں اور مادی کوششوں کے اس راستہ سے پوری کامیابی صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ آپ کی تدبیریں اور آپ کی کوششیں

Marfat.com

نہ صرف یہ کہ صحیح رخ پر ہوں بلکہ مخالف تدبیروں اور کوششوں سے زیادہ مؤثر اور طاقتور ہوں۔ جنھوں نے اس قسم کے مسائل پر غور کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عام تکوینی قانون بڑا بے لاگ اور انتہائی غیر جانبدار ہے۔ اور خالص اسبابی اور مادی معرکوں میں کامیابی اور بالاتری صرف اسی فریق کو حاصل ہو سکتی ہے جس کی طاقت اور جس کا وزن زیادہ ہو۔ اور جس کی تدبیر اعلیٰ ہو۔

پس اگر آپ اسی راستہ پر چل کر صرف سیاسی تدبیروں اور اسبابی کوششوں کے ذریعہ دنیا کے اس میدان میں کامیابی اور بالاتری حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا امکان جب ہی ہے کہ آپ کی تدبیر اور آپ کی طاقت دنیا کی ان دوسری طاقتوں سے بالاتر ہو جن سے آپ کا سابقہ ہے ——————— اور ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں اس کی امید دور تک نہیں کی جا سکتی۔ علاوہ ازیں اگر ہماری موجودہ مصیبتیں اور ذلتیں اور ہمارا یہ ضعف و زوال، ہماری بد اعمالی اور نافرمانی کی سزا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ان آیات سے معلوم ہوتا ہے جو ذکر کی جا چکی ہیں تو ظاہر ہے کہ ہماری تدبیریں اور کوششیں اگر بالفرض انتہائی درجہ کی بھی ہوں گی۔ تب بھی ناکام رہیں گی۔ تاوقتیکہ توبہ و انابت اور اصلاح سیرت کے ذریعہ ہم اللہ کے قہر و غضب سے نجات حاصل نہ کر لیں۔ اور اللہ کی رحمت و نصرت کے مستحق نہ ہو جائیں۔ الغرض اس دنیا میں بھی تباہیوں اور بربادیوں سے بچنے اور ذلتوں اور مصیبتوں سے نجات پانے اور عزت و

Marfat.com

بالاتری کا مقام حاصل کرنے کے لیے ہم مسلمانوں کے سامنے ایک راستہ تو صرف سیاسی تدابیر اور مادی کوششوں کا ہے جس میں بظاہر دور تک کامیابی کا کوئی خاص امکان نظر نہیں آرہا۔ اور آفتاب امید کی کوئی کرن دکھائی نہیں دے رہی۔ اور مختلف ممالک کے مسلمان مدتوں اس راستہ پر تگ و دو کرنے کے باوجود آج تک اقوام عالم میں کوئی نمایاں اور ممتاز مقام حاصل نہیں کر سکے۔ بلکہ اگر آپ مسلمانوں کے ضعف و زوال کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ جب سے انھوں نے اپنا اصل راستہ چھوڑ کر دنیا کی خدا نا شناس قوموں کی تقلید میں یہ خالص مادہ پرستانہ طریقہ اختیار کیا ہے اس وقت سے انھوں نے کھویا ہی کھویا ہے پایا کچھ نہیں۔ اگرچہ اپنی کم نظری سے وہ سمجھتے ہوں کہ انھوں نے کچھ پایا بھی ہے۔

دوسرا طریقہ ہمارے سامنے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کا ہے جو قرآن مجید کی آیات بینات اور انبیاء علیہم السلام کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم صرف سیاسی تدبیروں اور مادی کوششوں ہی کو فیصلہ کن چیز نہ سمجھیں بلکہ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی مشیت ہی اصل فیصلہ کن چیز ہے۔ اور ایمانی زندگی والی قوم اور ایمانی اوصاف رکھنے والی جماعت کی نصرت و مدد کا اس نے وعدہ فرمایا ہے ـــــ لہذا قوم میں اس ایمانی زندگی کو پیدا کرنے اور پھیلانے کی پوری جد و جہد کریں اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور انبیاء علیہم السلام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق اسی کو اصل مقصد اور نصب العین بنائیں۔ اور پھر اسی نصب العین کے ماتحت

Marfat.com

اور اس کے تقاضوں کے مطابق مشکلات و مصائب سے نجات اور قوت
و طاقت حاصل کرنے کے لیے اپنے امکان بھر سیاسی تدبیریں اور کوششیں
بھی کریں اور تدبیروں اور کوششوں میں بھی اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ
رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھیں کہ ان کوششوں کو وہ اپنی
خاص مدد سے کامیابی تک پہنچائے گا۔ یہ دوسرا طریقہ ہے اور اس میں کامیابی
و فتحیابی کا دار و مدار صرف تدبیروں اور کوششوں پر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ
کی مدد پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس راستہ پر چلنے والوں کی تدبیریں اگر
کچھ کمزور بھی ہوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی تعداد کم اور وسائل ناقص
بھی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و مدد سے وہ کامیاب اور فتحیاب
ہو جاتے ہیں۔

پس دورِ حاضر کے مسلمانوں کے سامنے یہ دونوں راستے کھلے ہوئے ہیں
پہلا راستہ خدا ناشناسوں اور مادہ پرستوں کا ہے اور دوسرا انبیاء علیہم السلام
کا۔ اور ان کے پیروؤں کا ——— پہلے راستہ پر چل کر کامیابی تبھی
حاصل ہو سکتی ہے جب کہ ہماری تدبیریں اور ہماری کوششیں اور ہمارے
وسائل، دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہر حیثیت سے زیادہ ہوں۔ جس کا
بظاہر دور تک امکان نہیں۔ اور دوسرے راستہ پر چلنے کی صورت میں
تدبیروں اور کوششوں میں بہ نسبت دوسروں کے اگر کچھ کمی بھی رہے۔
تب بھی اللہ کی خاص مدد سے کامیابی کا حصول انشاء اللہ یقینی ہے۔ بشرطیکہ
قوم ایمانی زندگی اور ایمانی اوصاف کی حامل ہو۔

Marfat.com

اور سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ پہلے راستہ پر چل کر اگر بالفرض کچھ کام
بھی ہوئی تو وہ قوم کو صرف اس دنیا ہی کی کچھ مصیبتوں اور مشکلوں سے چ
روز کے لیے نجات دلا دے گی۔ مگر آخرت کا معاملہ اپنی جگہ رہے
بلکہ اس راستہ پر چل کر شاید ہم اور زیادہ اللہ کے غضب اور اس کی گرفت
کے مستحق ہو جائیں گے کہ کیوں ہم نے مغضوبین اور ضالین کا راستہ اختیا
کیا۔

لیکن دوسرے راستہ پر چل کر دنیا میں کامیابی حاصل ہونے سے بھی
پہلے اللہ کی رضا کے مستحق اور آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں
جنت کی لازوال نعمتوں کے حق دار ہو جائیں گے۔ جن میں سے کسی
ایک نعمت کی قیمت بھی یہ پوری دنیا نہیں ہو سکتی۔ کاش دنیا او
آخرت اور اللہ کی رضا اور اس کے غضب، اور جنت و دوزخ کی
حقیقت کو جان لیتے۔

ہماری دعوت

پس تمام دنیا کے مسلمانوں کو ہماری دعوت انبیاء علیہم السلام اور ان کے
متبعین والے اس دوسرے ہی راستہ کی طرف ہے جس پر چلنے والوں کے لیے
دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح موعود اور مقدر ہے۔ اور جو صالح انقلاب کا
سب سے مختصر اور سیدھا راستہ ہے۔

شاید بعض حضرات کے دل میں یہ خلجان پیدا ہو کہ یہ راستہ تو بڑا لمبا او

Marfat.com

کل ہے اور مسلمان قوم کی عمومی دینی اصلاح کا کام تو دس بیس سال میں
ی انجام نہ پا سکے گا۔ سوا ایسے حضرات کو جذبات و خواہشات سے الگ
کر پہلے تو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا ان کے سامنے کوئی اور راستہ ہے جو نہ
مشکل ہو اور نہ لمبا ہو۔ اور اس کے ذریعہ مسلمان قوم کا فلاح کی منزل تک
پہنچ جانا بھی یقینی ہو ——— اگر آپ سنجیدگی سے غور کریں گے تو
معلوم ہوگا کہ کوئی راستہ بھی ایسا نہیں ہے۔

انسان کی یہ عام اور پرانی کمزوری ہے کہ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے
لیے جو راستہ وہ خود پسند کرتا ہے اور جس پر چلنے کے لیے خود اس کا دل اور
اس کا نفس چاہتا ہے اس کی لمبائی اور اس کا مشکل ہونا اور اس کا غیر یقینی
ہونا سب کچھ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور جو راستہ خود اس
کے نفس کا پسندیدہ نہیں ہوتا خواہ کتنا سیدھا اور کیسا ہی یقینی ہو۔ وہ اس
کو لمبا اور مشکل ہی نظر آیا کرتا ہے۔ ورنہ یہ واقعہ ہے کہ مسلمانانِ عالم اس
وقت ضعف و انحطاط کے جس اسفل السافلین میں پہنچ چکے ہیں وہاں
سے نکلنے اور فلاح و ترقی کی بلندیوں تک پہنچانے کے لیے کوئی راستہ
بھی ایسا نہیں سوچا جا سکتا جو ایسے لوگوں کے نزدیک لمبا اور مشکل نہ ہو۔
بلکہ ہم پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر کوئی راستہ کم سے کم
لمبا اور کم سے کم مشکل ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے جس کی طرف قرآن پاک
بلا رہا ہے۔ قرنِ اول کے مسلمانوں نے پچیس سال کی مدت میں اپنی
بے سر و سامانی کے باوجود اسی راستہ پر چل کر جتنا کچھ حاصل کیا تھا۔ دنیا

Marfat.com

کی تاریخ میں تلاش کر کے دیکھئے کہ کسی قوم نے اتنی مدت میں اس سے آدھا یا چوتھائی بھی کبھی حاصل کیا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے سامنے ان کی پستی و کمزوری کے اس قرآنی طریق علاج کو پیش کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بتلائے ہوئے اس راستہ کی طرف دعوت دیتے ہیں تو بہتوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہمارا مدعا اور مسلمان قوم کو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ صرف نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کر کے توکل بر خدا گھروں میں یا مسجدوں میں بیٹھ جائیں اور قوم کی فلاح و ترقی کے لیے اس عالم اسباب میں جو ظاہری تدبیریں اور سیاسی کوششیں کو کرنی چاہئیں وہ نہ کریں۔ اللہ کی غیبی مدد اور اس کے فرشتے آپ سے آپ قوم کو فلاح و ترقی کے مقام تک پہنچا دیں گے۔ اور معجزہ کے طور پر سب ہو جائے گا۔

بہر حال جو لوگ ہماری دعوت کا یہ مطلب لیتے ہیں دراصل ہماری دعوت کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد اور مدعا صرف یہ ہے کہ مسلم قوم میں اگر وہ ایمانی زندگی پیدا ہو جائے جو قرآنی وعدوں کے مطابق اللہ کی کا مستحق بنا دیتی ہے تو پھر مسلمان قوم صحیح اصولوں پر جدوجہد کرے گی۔ تعالیٰ کی طرف سے اس میں اس کی خاص مدد کی جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا اسباب و وسائل کی کمی اور مادی نقطۂ نظر سے کمزوری کے باوجود باذن اللہ کامیاب ہو گی۔ لیکن اپنے ممکنہ وسائل کے ذریعہ اسبابی تدبیریں اور کوش اس کو اتنی اور بالکل اسی طرح کرنی پڑیں گی جس طرح کہ دنیا کے خدا نا شنا

مادہ پرست کرتے ہیں، پس ہماری دعوت یہ نہیں ہے کہ مسلمان قوم تدبیریں اور کوششیں نہ کرے بلکہ (ہماری دعوت) یہ ہے کہ ایمانی زندگی اختیار کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے شرائط پورے کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جد وجہد کرے - اور پھر اللہ کے وعدوں کا تماشا دیکھے - یہی قرآنی طریق کار ہے اور یہی انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ حسنہ ہے -

یہاں اس حقیقت کا واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ قوموں کے ساتھ ان کے قومی کردار کے مطابق ہوتا ہے - پس اگر کسی قوم میں چند آدمی نیک اور صالح بھی ہوں اور ان کی زندگی بالکل ایمانی زندگی ہو تو صرف ان کی وجہ سے پوری قوم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی خاص مدد کی مستحق نہیں ہو سکتی - ہاں ان نیک افراد کو اللہ تعالیٰ ان کی نیکی اور پرہیز گاری کی وہ جزا ضرور دیں گے جو افراد کی نیکی کے لیے مقرر ہے - پوری قوم اللہ تعالیٰ کے خاص

---

(۱) مشکوٰۃ شریف میں صریح حدیث ہے - حضور سے سوال کیا گیا انہلک و فینا الصالحون (کیا ہم ایسے زمانہ میں بھی ہلاک کیے جائیں گے جب کہ ہم میں کچھ لوگ نیک ہوں گے) تو آپ نے جواب دیا نعم اذا اکثر الخبث (ہاں جب امت میں اکثریت خبیث اور بداعمال لوگوں کی ہوگی تو وہ برباد کی جائے گی)

Marfat.com

فضل وکرم اور اس کی نصرت واعانت کی مستحق جبھی ہو سکتی ہے کہ قوم کی زندگی ایمانی زندگی ہو ۔ یعنی کم از کم غالب اکثریت ایمانی اوصاف کی حامل ہو ۔

اس پورے مقالہ میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ مسلمان قوم کو ایمانی زندگی کی دعوت ہم صرف اس دنیا میں عزت کی زندگی اور بالاتری حاصل کرنے کے لیے دے رہے ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ اس وقت چوں کہ اس کی ضرورت کا احساس اور اس کی طلب اور تڑپ پوری قوم میں ہے اس لیے ہم نے اس مقالہ میں اس کو خاص موضوع بنا لیا ہے ۔ ورنہ دین اور زندگی کا اصل مقصد تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور فلاح اخروی ہے ۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس کے لیے جو راستہ مقرر فرمایا گیا ہے اس سے دنیا میں بھی باعزت زندگی اور سرفرازی ہو جاتی ہے ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

Marfat.com

مسلمانوں میں دینی انقلاب برپا کرنے کا طریق کار اور پروگرام

مسلمانوں کو دنیا میں امن و اطمینان اور عزت و اقتدار والی زندگی ملنے کے لئے اور آخرت میں نجات و فلاح حاصل ہونے کے لئے جس دینی اصلاح و انقلاب کی ضرورت ہے اس کے لیے ہمارے سامنے بحمد اللہ ایک صاف اور واضح پروگرام ہے جس پر ہمیں پورا اطمینان ہے مختصراً

مسلمانوں دینی انقلاب برپا کرنے کا طریق کار اور پروگرام ہم یہاں بھی کرتے ہیں :-

مسلمانوں میں ایمانی روح اور دینی زندگی عام ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان میں کم از کم مندرجہ ذیل دینی باتیں عام ہوجائیں۔

(الف) کلمۂ طیبہ کا مطلب اور اس کی حقیقت اور اس کا مطالبہ انھیں معلوم ہوکیوں کہ یہی دین و ایمان کی اصل بنیاد ہے۔

(ب) دین میں نماز کی جو اہمیت ہے وہ اس کو جانتے ہوں۔ نماز پڑھتے ہوں۔ اور اچھی سے اچھی خشوع و خضوع والی نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہوں۔ اور نماز کے علاوہ دوسرے فرائض ادا کرنے اور محرمات سے بچنے کا بھی اہتمام کرتے ہوں

Marfat.com

(ج) ایک مسلمان کو دین کی جو بنیادی باتیں معلوم ہونی چاہئیں وہ ان کو ضرور معلوم ہوں۔ اور اگر معلوم نہ ہوں تو ان کے معلوم کرنے کی فکر ہو۔

(د) اللہ سے انھیں خاص تعلق اور لگاؤ ہو اور وہ اس یاد کرنے والے اور یاد رکھنے والے ہوں کہ دین کی یہی روح ہے۔ اور اسلام وایمان کی یہی جان ہے۔

(ہ) دینی زندگی کے عام کرنے اور پھیلانے کی انھیں تڑپ ہو اور اس کے لیے جد وجہد اور کوشش انھیں ہر دوسری چیز سے زیادہ مرغوب ومحبوب ہو۔

ظاہر ہے کہ مسلمان قوم کا بہت بڑا حصہ ان اوصاف سے بالکل عاری ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کام صرف مضامین کی اشاعت یا تقریروں سے نہیں ہو سکتا۔ اولاً تو اس لیے کہ اتنی بڑی قوم میں مضامین کی اشاعت کے مصارف اور مبلغین کی تنخواہوں کے لیے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیے کی ضرورت پڑے گی۔ علاوہ ازیں مسلمان قوم کی زیادہ تعداد اب دین سے اس قدر بے تعلق ہو چکی ہے کہ نہ وہ دینی مضامین سے کوئی دلچسپی رکھتی ہے نہ دینی اجتماعات میں اس کے لیے کوئی کشش ہے۔ اس لیے کام کی صورت صرف یہی ہے کہ ہر مسلمان کو اس کام میں عملی حصہ لینے کی دعوت دی جائے اور جو اللہ کا بندہ اٹھے وہ مندرجہ ذیل طریقہ اور ترتیب کے مطابق کام کرے۔

(۱) دین پر عمل کرنے اور دین کے لیے کوشش کرنے کے بارے میں

Marfat.com

جو کوتاہی اب تک ہوئی ہو اس سے استغفار کیا جائے اور آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگی جائے اور امید رکھی جائے کہ انشاء اللہ دین کی اس دعوت و خدمت میں لگنے سے خود اپنی اصلاح و ترقی بھی ہو۔

(۲) پہلے اپنے شہر اور اپنی بستی میں ایسے لوگ تلاش کیے جائیں جو اس دینی کام میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہوں۔ (اگر ایسے لوگ نہ ملیں تو زبانی گفتگو کے ذریعہ یا اس سلسلہ کی تحریریں دکھا کر اپنا ہم خیال اور ہم نوا بنانے کی کوشش کی جائے۔

(۳) جب دو چار ساتھی بھی مل جائیں تو جس میں اہلیت و صلاحیت اور دین کی لگن زیادہ ہو اس کو امیر مقرر کر لیا جائے (یہ امیر دراصل کوئی افسر اور حاکم نہ ہوگا بلکہ خادم ہوگا)

(۴) بستی کی کسی مناسب مسجد کو اپنا مرکز مقرر کر لیا جائے۔

(۵) ہفتہ کی کوئی ایک رات ایسی مقرر کر لی جائے جس میں مستقل ہفتہ وار اجتماع اسی مسجد میں ہوا کرے۔ اس اجتماع میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لانے کی کوشش کی جائے۔ اس اجتماع میں کچھ عمومی، اصلاحی درس و تدریس بھی ہو۔ اس کے علاوہ اس دینی دعوت کی حقیقت اور اہمیت بھی بتلائی جائے (خواہ تقریر کی جائے یا اس سلسلہ کی کوئی مناسب تحریر پڑھ کر سنا دی جائے) اور سننے آنے والوں کو دعوت و ترغیب دی جائے نیز آئندہ اجتماع تک کے کام کے متعلق مشورے بھی اس اجتماع میں کیے جائیں اور پروگرام بنا لیا جائے۔ یہ رات اسی مسجد میں گذاری جائے لیکن مسجد

Marfat.com

کے حقوق اور آداب کا خاص لحاظ رکھا جائے۔ کوئی لایعنی اور دنیوی بات بالکل نہ ہو۔ اور ذکر و تسبیح اور تہجد وغیرہ نوافل کا خصوصی اہتمام کیا جائے کہ یہ مسجد کا خاص حق ہے۔ نیز نئے آنے والوں کو بھی اپنے ساتھ رات گذارنے کی ترغیب دی جائے۔

(۶) اس رات کے علاوہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن اپنے دوسرے کاموں سے فارغ کیا جائے اس دن جماعت کسی دوسری بستی میں جاکر قیام کرے اور اپنے اوقات تین حصص میں تقسیم کرے —— ایک وقت درس و تعلیم کے لیے اور دعوت کی مشق و تربیت کے لیے رکھا جائے۔

دوسرے مناسب وقت میں بستی کے مسلمانوں میں عمومی گشت کیا جائے اور ضرورت ہو تو خصوصی ملاقاتیں بھی کی جائیں۔ اور گشت اور ملاقات میں مختلف درجوں اور طبقوں کے لوگ ملیں گے ان سے دینی بات کی جائے۔

کسی ایک نماز کے بعد مسجد میں عمومی خطاب کے ذریعہ لوگوں کو یہ دینی زندگی اختیار کرنے کی یعنی دین پر چلنے اور دین کی خدمت کرنے کی دعوت و ترغیب دی جائے۔ اور دونوں چیزوں کے لئے ان سے وعدے لئے جائیں (یعنی کام کرنے اور اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے یہ عمومی خطاب جس نماز کے بعد کرنا ہو گشت میں اس کے لئے خصوصیت سے دعوت دی جائے۔

Marfat.com

(۷) اسی طرح جماعتیں شہروں سے دیہاتوں میں اور ایک دیہات سے دوسرے دیہات بھی جایا کریں اور وہاں بھی اسی طریقہ پر کام کیا کریں۔

(۸) ہر ہفتہ کے ایک دن کے علاوہ ہر مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ تین دن بھی اس کام کے لیئے دوسرے مشاغل سے فارغ کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اور ان تین دنوں میں قرب و جوار کی کسی بستی میں میں جاکر مذکورۂ بالا طریقہ ہی پر کام کیا کریں۔

(۹) ضرورت محسوس ہو تو ایک ہی جگہ بار بار جایا کریں تاکہ لوگ کام کو اور اس کے طریقہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اور دعوت جڑ پکڑ جائے۔

(۱۰) ایک شہر کے مختلف محلوں کی جماعتیں اور اس کے قرب و جوار کی بستیوں کی جماعتیں باہم ربط و تعلق رکھیں اور ہفتہ وار مرکزی اجتماع میں ہر جماعت سے کچھ لوگ باری باری ضرور آیا کریں۔

(۱۱) جن مقامات پر کام بہت اچھا، اصولوں کے مطابق اور نمونہ کے معیار کا ہو۔ تربیت حاصل کرنے کے لیئے وہاں آنے جانے کا سلسلہ بھی ضرور قائم رکھا جائے۔

(۱۲) اس کام کے کرنے والوں کا مطمح نظر یہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں صدی فی صدی مسلمانوں میں اس دینی زندگی کو عام کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جب تک یہ کام پورا نہ ہو ہمیں برابر اسی راہ پر چلنے

Marfat.com

رہنا ہے۔ اور اسی میں مر جانا ہے۔ راہِ خدا کے مسافروں کے لئے اس دنیا میں سستانے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

(۱۳) یہ کام چونکہ اجتماعی اور متحرک ہے اس لیے اس میں غلطیوں اور بے عنوانیوں سے سخت فتنوں کا بھی خطرہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کام کے زمانہ میں خصوصیت سے اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ انشاء اللہ ہر قسم کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔

(۱۴) اس کام کے کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ محبت اور احترام سے پیش آئیں کسی کو اپنے سے کم تر نہ سمجھیں —— جو لوگ ان کی بات نہ مانیں یا بالفرض ان کے ساتھ بری طرح پیش آئیں۔ اور جہالت کی باتیں کریں۔ تو ان کے ساتھ بھی کوئی جوابی سلوک نہ کریں۔ بلکہ ان کے لیئے دعائے خیر کریں۔

(۱۵) اس سلسلہ میں ہر شخص اپنا خرچ حتی الوسع خود برداشت کرے۔ ہاں جماعت میں جو زیادہ فارغ البال ہوں وہ صحیح اسلامی طریقوں کی پابندی کرتے ہوئے نادار ساتھیوں کا خرچ برداشت کرنے کو اپنی سعادت سمجھیں۔ بہرحال جہاں جائیں وہاں کے لوگوں پر کوئی بار ہرگز نہ ڈالیں۔ لیکن ایسا کوئی رویہ بھی اختیار نہ کریں کہ وہ لوگ آزردہ ہوں۔

Marfat.com

(۱۶) اس راہ میں سب سے اول اور سب سے آخر "اخلاص" ہے یعنی جو کچھ کیا جائے محض اللہ کی رضا کے لیے اور اس کے حکم کی تعمیل کی نیت سے اور ثواب آخرت کی امید پر کیا جائے۔

یہ ہے مختصر طریق کار اور پروگرام جس کے متعلق ہمیں پورا اعتماد ہے۔ اگر دین کا فکر اور احساس رکھنے والا طبقہ اس کو اپنا لے اور اس کا حق ادا کرے تو انشاءاللہ تین سال میں ورنہ پانچ سال میں پوری قوم میں دینی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ اور قوم کی زندگی اسلامی زندگی بن سکتی ہے۔

یہ اصول اگرچہ لکھ دیئے گئے ہیں لیکن جب تک چند بار آزمودہ کارکنوں کے ساتھ آپ کام نہ کریں گے ان اصولوں پر بھی قابو نہ پا سکیں گے۔

Marfat.com

ہمارے تنزل کے اسباب و علاج

مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں

(از مولانا محمد ظفیر الدین صاحب)

مسلمانوں پر آئے دن جو مصائب آ رہے ہیں اور ان پر رنج و غم کے بادل جس طرح امنڈ امنڈ کر برس رہے ہیں ہم ان سے چشم پوشی کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے کسی خطہ کا مسلمان، اطمینان و سکون کی زندگی نہیں گزار رہا ہے۔ سترکروڑ کی آبادی کے اکثر افراد مسرت و عزت سے محروم ہیں۔ اور قدرتی طور پر ان کے دردناک حالات نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ان کے اسباب و نتائج پر غور کریں۔ قرآن پاک اور مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ فرزندان توحید نے اس قانون

Marfat.com

مقدس پر پورا پورا عمل کرنا ترک کر دیا۔ جو رب العزت نے اپنے رسول رحمت عالم صلعم کے ذریعہ ہمیں عطا کیا تھا دوسرے لفظوں میں اطاعت کی جگہ ہم نے معصیت سے شغف پیدا کیا۔

اس کی دلیل اس دور میں اس قدر ظاہر ہے کہ بحث کی مطلقاً ضرورت نہیں۔ ہر ملک اور ہر گوشہ میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام کا نقش قدم چھوڑ دیا گیا۔ نہ کوئی حکومت خلافت راشدہ کی نہج پر ہے اور نہ کوئی جماعت اصول اسلام پر۔ انفرادی زندگی بھی عموماً شاہراہ دین سے بہت دور جا پڑی ہے صحابہ کرام کا سوز و ساز کہاں ہے۔ اور ان کی سی جان کاہی اور جاں سپاری کہاں نظر آتی ہے۔؟

اور قرآن کہتا ہے کہ جب بھی کسی قوم نے نافرمانی کی وہ تباہ و برباد ہو کر رہی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تک کی قرآنی تاریخ پڑھ جائیے۔ اور سوچئے کہ ابلیس کی گردن میں دائمی لعنت کا طوق کس چیز نے ڈالا۔ طوفان نوح زمین پر کس وجہ سے آیا۔ کشتی نوح کو چھوڑ کر ساری زمین تہ آب کیوں ہوئی۔ اور وہ کون سی بات تھی جس نے قوم نمرود پر عذاب مسلط کیا اور ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور قوم لوط کی بستیوں کو الٹا دیا گیا اور ان پر کنکریوں کی بارش ہوئی۔ اور قوم شعیب پر آگ کے انگارے کس بنیاد پر برسائے گئے۔ فرعون اور اس کی قوم

Marfat.com

کو کس پاداش میں دریا برد کیا گیا۔ قارون کے سارے خزانے اور خود اس کو مع اہل و عیال زمین میں کس جرم نے دھنسایا اور پھر نوح علیہ السلام کے بعد مختلف قوموں پر جو عذاب آئے وہ کس وجہ سے آئے۔؟

ان تمام سوالات کے جواب میں کہنا پڑے گا کہ یہ تمام مصیبتیں اور یہ سارے عذاب محض اس وجہ سے آئے کہ لغزش ہوئی یا اطاعت کی جگہ معصیت کا اظہار کیا گیا۔

یہ اصول جب مسلّم ہے کہ معصیت اور نافرمانی موجب مصائب و عذاب ہیں تو پھر کسی کو معافی کیسے مل سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ امت محمد صلعم دوسری امتوں کی طرح فنا نہ ہو گی۔ مگر ہجوم مصائب و افکار سے ان کو بھی کیوں کر نجات مل سکتی ہے۔ احکام اسلام سے جب روگردانی پائی جائے گی۔ تو اس کی جو سزا مقرر ہے وہ بھی آکر رہے گی حضرت صدیق اکبرؓ نے جو پہلا خطبہ خلافت ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا آخری حصہ یہ ہے :۔

"اے لوگو! دیکھو جس قوم نے بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چھوڑ دیا۔ اللہ نے اسے ذلیل کر دیا ہے اور جس قوم میں بھی بدکاری پھیل جاتی ہے، خدا اس میں مصیبت کو بھی پھیلا دیتا ہے۔ دیکھو جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں، تم بھی میری اطاعت کرو

Marfat.com

اور جب میں خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم بھی آزاد ہو[1]

خلیفہ رسول نے وفات النبی کے معاً بعد کتنی بڑی حقیقت کا اعلان فرمایا آج تجربات نے بتایا کہ صدیق اکبرؓ نے رحمت عالم صلعم کی وفات کے بعد فوراً ہی مسلمانوں کو جو کچھ کہا تھا وہ حرف بحرف درست ثابت ہوا جہاد کے جذبے کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں کے گھروں میں ذلت و نکبت نے ڈیرہ ڈال دیا۔ اور ان میں جب بدکاری آئی تو مصائب کے طوفان بھی اٹھ کھڑے ہوئے نہ یہ معصیت ہوتی اور نہ منجانب اللہ یہ آفتیں بارش بن کر برستیں۔

قبرص جب مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو وہاں کے باشندے منتشر ہونے لگے۔ اور ایک دوسرے سے بصد حسرت و یاس جدا ہونے شروع ہوئے۔ یہ انقلاب دیکھ کر حضرت ابوالدرداءؓ ایک گوشہ میں بیٹھے رو رہے تھے۔ حضرت جبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں ان کو دیکھا تو تعجب ہوا چنانچہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن اسلام کو عزت و شوکت عطا کی ہے۔ جو باعث مسرت ہے۔ اور آپ خلاف توقع رو رہے ہیں۔ کیا بات ہے؟ یہ سن کر حضرت ابوالدرداءؓ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا جبیرؓ! دیکھو یہ قوم کتنی زبردست

---

[1] تاریخ ملت ج ۲ ص ۴۴

Marfat.com

تھی۔ ان کی دھاک اور ان کے رعب و دبدبہ کا کیا عالم تھا۔ مگر انہوں نے جب اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال دیا تو پھر یہ کیسی رسوائی سے دوچار ہوئے۔ اور کس ذلت سے اس حالت کو پہنچ گئے۔ [1]

وہ لوگ جو اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں، موجودہ حالات میں اہل اسلام کو دیکھ کر سرگرداں ہیں اور ان کا دل رنج و الم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ کہ آخر یہ تماشہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی اس افسوسناک حالت کا احساس بھی نہیں۔ کسی کا یہ خیال ہے کہ ہمارے ہاں کارخانے ہیں۔ کتنے ہیں جن کو وہم ہے کہ ہمارے ملک کی زمین شاداب اور قابل زراعت نہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں اور بہتیرے ایسے ہیں جن کو یہ یقین ہے کہ مذہب اسلام کے مخالفین کی تعداد زیادہ ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہر شخص اپنی مصیبت کی وجہ اسی طرح کی چیزوں کو سمجھتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے۔ مگر کسی کو یہ احساس نہیں ہے کہ پوری دنیائے اسلام کے مصائب، معصیت کی پیداوار ہیں اور شریعت مطہرہ کے قوانین سے انحراف کے نتائج ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس وقت ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ گناہوں میں خوب ملوث نہیں ہو

---

[1] الدواء الکافی

جاتے حضرت سلمہ رضؓ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری امت میں جب معصیت کھل کر ہونے لگے گی۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنا عذاب ان تمام پر عام فرما دے گا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس وقت ان میں نیک لوگ نہ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں ضرور ہوں گے۔ میں نے کہا پھر ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جو عذاب سب پر ہوگا اُسی میں یہ سب مبتلا ہوں گے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آخرت میں ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ [له]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصائب اور عذاب امت مرحومہ پر بھی معصیت کی وجہ سے آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو پھر کسی کی تمیز نہیں رہتی۔ نیک و بد دونوں ہی اس بلا میں گرفتار ہوتے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ عذاب اور مصائب دفعتًا، نہیں آیا کرتے۔ اور نہ بلا وجہ۔ جب معصیت اور گناہ حد سے تجاوز کرنے لگتے ہیں۔ تو اس وقت رب العزت مصائب کے ذریعہ تنبیہ فرماتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

"یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گی مگر اس وقت جب کہ اس کے تعلیم یافتہ حضرات امت کے امراء کی مدد پر کمربستہ

[له] الدواء الکافی

Marfat.com

نظر آئیں گے۔ امت کے نیک لوگ بروں کی پاکیزگی بیان کرنے لگیں گے۔ اور اچھے لوگ بروں کے مقابلہ میں سست پڑ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی حفاظت اٹھالے گا۔ اور ان پر سخت ترین لوگوں کو مسلط فرما دے گا۔ جو انہیں ذلت و رسوائی سے ستائیں گے اور مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو فقر و فاقہ میں بھی مبتلا کر دے گا"۔ ص۱

وہ مسلمان جو موجودہ حالات میں مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال کو بغور و فکر پڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ خرابیاں ہمارے اندر تو پیدا نہیں ہو چکیں۔

آج کل یہ کہتے ہوئے بھی سنا جا رہا ہے کہ ایک ہی جماعت اور قوم ہمارے درپئے آزار نہیں ہے بلکہ پوری دنیا ہمیں ستانے اور اذیت دینے کے لئے ٹوٹ پڑی ہے یہ کیا بات ہے۔ عیسائی ہمارے خلاف، یہودی ہمارے خلاف، اور مشرکین بھی ہمارے خلاف، مگر یہ بھی تعجب کی بات نہیں، اس کی پیشن گوئی بھی حدیث کی کتابوں میں موجود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک زمانہ آئے گا کہ دنیا کی ساری قوتیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں صحابہ کرام نے سوال کیا حضرت! یہ ہماری قلت تعداد کی وجہ سے

ص۱ الدواء الکافی ص۵۵

ہوگا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم اس وقت نسبتاً بہت زیادہ تعداد میں ہو گے مگر ان خس و خاشاک کی طرح بے وقعت جن کو سیلاب کا پانی بہائے پھرتا ہے۔ دشمنوں کے دل تمہاری ہیبت سے خالی ہو چکے ہوں گے۔ خود تمہارے دلوں میں بھی بزدلی اور کمزوری گھر کر چکی ہوگی۔ انھوں نے پوچھا یہ کیوں آپ نے فرمایا۔

حب الحیاۃ وکراھیۃ الموت	زندگی سے محبت اور موت سے نفرت یعنی ضرورت

سے زیادہ تم کو زندگی پیاری ہوگی اور موت کو ناپسند کرو گے " (۱)

کم و بیش وہ سب کچھ ہو رہا ہے اور وہ تمام باتیں پائی جا رہی ہیں جن کی پیش گوئی اوپر کی حدیث میں کی گئی ہے۔ مسلمانوں میں زندگی سے بڑھتی ہوئی محبت اور موت سے فرار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے مصائب کا طوفان اور آفتوں کی موسلادھار بارش جو رات دن ہوتی رہتی ہے اس سے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔

جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" آخر زمانہ میں ایک ایسی جماعت ہوگی جو دین کا نام لے کر دنیا کے

---

(۱) الدواء الکافی صہ ۵۵

Marfat.com

حصول کی کوشش کرے گی۔ عوام کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی ترکیب یہ کی جائے گی کہ صوفیوں کا لباس زیب تن کر لے گی۔ اور ان کی زبان مصری سے بڑھ کر میٹھی ہو گی مگر دل بھیڑیے کی طرح سخت ہوں گے۔ یہ رنگ دیکھ کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ کارروائیاں دیدہ و دانستہ ہیں یا عالم بے خبری میں؟ مجھے اپنی قسم تم کو ایسے فتنہ میں مبتلا کر دوں گا کہ تمہارے بعد لوگ بھی حیران رہ جائیں گے"(۱)

اس حدیث کی روشنی میں بھی موجودہ حالات کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے کہ وہ زمانہ جس کی اس حدیث میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ آ تو نہیں پہنچا؟

موجودہ دورِ شرو فتن میں ان حدیثوں پر بھی نظر ہونی چاہیئے جن میں بدکاروں کی سزا کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کو برائیوں سے ڈرانے کی سعی کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ایک حدیث شریف ہے کہ "کسی آبادی میں جب سود اور زنا پھیل جاتے ہیں تو اس وقت احکم الحاکمین اسکی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ "جب لوگوں میں علم پھیل جائے مگر عمل کا قحط ہو۔ زبانوں پر محبت کی باتیں ہوں

---

(۱) الدواء الکافی ص ۵۷

Marfat.com

اور دلوں میں بغض و حسد ہو۔ اور صلہ رحمی کی جگہ عداوت لے لے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی لعنت ٹوٹ پڑتی ہے جو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے[1]

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں پناہ مانگتا ہوں کہ تم پانچ چیزوں میں مبتلا ہو (۱) کسی قوم میں جب بدکاری پھیل کر عام ہو جائے گی اور وہ اسے کھلم کھلا کرنا شروع کر دے گی۔ تو ایسی قوم طاعون کی مصیبت میں گرفتار ہو گی۔ اور ایسی بیماریوں سے دوچار ہو گی جن سے ان کے اسلاف نا آشنا تھے (۲) اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو وہ قحط سالی، سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم و جور کا شکار ہو گی۔ (۳) کوئی قوم جب زکوٰۃ بند کر دے گی تو اس پر بارش بند کر دی جائے گی۔ اور کبھی ہو گی بھی تو بہائم کی وجہ سے، یہ نہ ہوں گے تو بارش بالکل نہ ہو گی (۴) اور جب کوئی قوم عہد و پیمان توڑ دے گی تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دے گا جو ان کے قبضہ سے بعض چیزیں چھین لے گا۔ (۵) اور جب ان کے ائمہ کتاب اللہ کے احکام پر عمل ترک کر دیں گے۔ تو اللہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے پیدا فرما دے گا" [2]

یہ حدیثیں ایسی نہیں ہیں جن سے چشم پوشی ایک لمحہ کے لیے جائز ہو۔ بلکہ موجودہ مصائب کا علاج ان ہی کے مطالعہ اور پھر سمجھ کر ان پر عمل کرنے

---

[1] الدواء المکافی ص ۵۶۔

Marfat.com

میں مضمر ہے ۔ ہم جب تک اپنے امراض کے اسباب معلوم نہ کر لیں ۔ اصلاح مشکل ہے ان حدیثوں کو سامنے رکھنے سے مرض کی تشخیص و تجویز میں بڑی سہولت رہے گی ۔

زلزلہ جو کچھ دنوں سے رات دن کا معمول بنتا جا رہا ہے آج بہار تباہ ہوا، تو کل کوئٹہ میں بربادی مچی اور پرسوں آسام کا خطہ پانی بن کر بہہ گیا ۔ ان کے اسباب حدیث کی روشنی میں صرف معصیت، اور اطاعتِ الٰہی سے روگردانی اور سرتابی ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ

"لوگ جب زنا کو مباح سمجھنے لگتے ہیں ۔ شراب پینا دن رات کا مشغلہ بنا لیتے ہیں اور ناچ باجے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت حرکت میں آتی ہے اور زمین سے فرماتا ہے ۔

تزلزلی بھم	ان کو جھنجھوڑ دے

اگر اس سے عبرت حاصل کی اور باز آ گئے تو خیر ورنہ ان پر عذاب مسلط فرما دیتا ہے ۔ سائل نے پوچھا ام المومنین ! یہ زلزلہ، عذاب ہے فرمایا نہیں مومنوں کے لیے، تو موعظت اور نصیحت ہے ۔ البتہ کافروں کے لیے سزا عذاب اور غضب ہے ۔

خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں زلزلہ آیا تو آپ نے ایک طرف زمین کو سکون کے لیے فرمایا تو دوسری طرف صحابہ کرام سے فرمایا ۔

Marfat.com

"رب العالمین اس کے ذریعہ برائیوں کے ترک کا
مطالبہ کرتا ہے اس کی طرف رجوع کرو"

عہد فاروقی میں جب زلزلہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ
"یہ محض ان نئی چیزوں کی وجہ سے ہے جن کو تم نے پیدا
کر لیا ہے اگر ایسی باتیں ہوتی رہیں تو سکون ناممکن
ہے"

حضرت کعب فرماتے ہیں:۔
"زمین اس وقت ہلتی ہے جب معصیت کی کثرت
ہو جاتی ہے اور یہ زلزلہ رب العزت کا خوف ہے
جس سے زمین کانپ اٹھتی ہے"

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تمام اطراف کو لکھا
"کہ اس زلزلہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندوں پر عتاب
فرماتا ہے۔ اور اہل شہر کو لکھا کہ فلاں فلاں وقت سب
کے سب نکل کر اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑاؤ اور
صدقہ کرو"

یہ اور اس طرح کی دوسری حدیثوں سے مشترک طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین کا ہلنا جسے زلزلہ کہتے ہیں انسانوں کے اعمالِ بد کا نتیجہ ہے۔ اور اس طرح بندوں کو جنجھوڑا جاتا ہے کہ وہ اپنے برے اعمال و اخلاق سے توبہ کر لیں۔

Marfat.com

ظالم و جابر حکمرانوں کی زیادتی جس سے پبلک رات دن کراہتی رہتی ہے رشوت اور ناانصافی جس نے زندگی دوبھر کر رکھی ہے قحط سالی اور گرانی جس کی وجہ سے لوگ زندہ درگور ہو رہے ہیں اور دنیا کی دوسری ارضی وسماوی آفتیں جن کا رات دن نزول ہوتا رہتا ہے ان تمام مصائب کے اسباب حدیث کی کتابوں میں نمایاں طور پر ملتے ہیں۔ فضیل بن عیاض نے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں کی طرف وحی فرمائی کہ

"جو لوگ مجھے جان پہچان کر میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان پر اُن لوگوں کو تسلط دے دیتا ہوں جو مجھے جانتے پہچانتے نہیں"

اس حدیث کو سامنے رکھیے اور موجودہ حالات پر ایک گہری نظر ڈالیے کیا واقعہ یوں ہی نہیں؟ دنیا کی تاریخوں میں اس کی مثالیں بہت زیادہ مل سکتی ہیں۔ کوئی قوم جب خدا سے باغی ہو گئی، معصیت اور سرکشی پر اتر آئی تو قدرت نے ایسا سامان پیدا کر دیا کہ اچھی حکومت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ ایسی حکومت نے لے لی جس نے اپنے دلوں سے اللہ کی خشیت کو نکال ڈالا۔ جور و تعدی کے سارے ہتھیار اس نے غریبوں پر آزمائے۔ مگر اس کو ذرہ برابر ترس نہیں آیا۔

ہماری غفلت و بے حسی کی انتہا ہو گئی کہ معصیت کو معصیت کہنا سمجھنا چھوڑ دیا۔ کوئی نہیں جو اپنے گھر میں اور گھر سے باہر پکار کر یہ کہدے کہ کچھ ہو رہا ہے خدا ناشناسی ہے۔ اور اس کی اصلاح اور سدھار کیلئے

Marfat.com

کمر باندھ کر میدان میں سراپا جوش عمل بن جائے۔ امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"کسی بھی قوم میں معصیت ہونے لگے اور قوم میں وہ لوگ
باعزت اور اکثریت میں ہوں جن کو معصیت سے
اجتناب ہے پھر بھی وہ معصیت سے نہیں روکتے
اور اسے بند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم میں
عذاب کو عام فرما دیتا ہے"

موجودہ مصائب کے اسباب میں ایک بڑا سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کا ترک بھی ہے۔ کیونکہ یہ بھی اصلاح قوم کی بنیادی چیزوں میں سے ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو زریں نصیحت فرمائی ان میں امر بالمعروف بھی ہے۔ جیسے قرآن پاک نے بیان کیا ہے بلکہ یہ بھی انھوں نے فرمایا کہ امر بالمعروف میں جو مصائب آئیں ان پر صبر کرنا بھی ضروری ہے۔

ایک حدیث میں

وما ترک قوم الامر بالمعروف والنھی عن المنکر الا لم ترفع اعمالھم ولا یسمع دعائھم	جب کوئی قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتی ہے تو نہ ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں اور نہ ان کے اعمال قبولیت کا درجہ پاتے ہیں۔

Marfat.com

امام احمدؒ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ نقل کیا ہے۔

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اللہ عزوجل تم سے فرماتا ہے کہ معروف (خیر) کا حکم کرو اور منکر (شر) سے روکو اور یہ اس زمانہ سے پہلے کرو کہ تم مجھ سے دعا کروگے مگر میں تمہاری دعا قبول نہ کروں گا۔ تم مجھ سے مدد طلب کروگے مگر میں تمہاری امداد نہ کروں گا۔ اور تم مجھ سے درخواست کروگے مگر میں تم کو عطا نہ کروں گا۔"

عمر الزاہد فرماتے ہیں کہ

"جو مخلوق کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتا ہے اس سے اطاعت کی توفیق چھن جاتی ہے۔ اور اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے لڑکے یا کسی خادم کو کسی کام کے کرنے کا حکم کرتا ہے مگر وہ اس کی باتوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا۔"

ان احادیث کو پڑھ کر کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان دنوں مصائب کا بڑا حصہ خود اپنا پیدا کردہ ہے۔ معصیت قدم قدم پر ہوتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر باوجود قدرت ہم ان کو برا نہیں کہتے۔ ہم میں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ تمام آفتوں کی بنیاد احکام الٰہی سے روگردانی ہے۔ حد تو یہ

Marfat.com

ہے کہ دوسروں کو اگر برائی میں مبتلا دیکھ کر برا کہہ بھی دیا تو خود برائیوں سے اجتناب نہیں کرتے ۔ زبان سے جس چیز کو ہم ناجائز کہتے ہیں عملاً اسے ہم نے جائز کر رکھا ہے ۔ بعض کام یہ سمجھ کر کیئے جاتے ہیں کہ ان میں معمولی گناہ ہے مگر اس کا لحاظ نہیں ہوتا کہ ایک دن جمع ہو کر یہی باعث ہلاکت ہوں گے ۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "معمولی گناہوں سے دور رہو اس لیے کہ وہی سب جمع ہو کر ایک دن ہلاک کر ڈالیں گے"

پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ کون سا گناہ ہے جس کو آجکل ہم نے معمولی نہیں سمجھ رکھا ۔ بڑے سے بڑا گناہ بھی ہماری نظروں میں حقیر سے حقیر معلوم ہوتا ہے ۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ معمولی گناہوں کو بھی عظیم الشان سمجھا جاتا تھا ۔

حضرت انس رضی کا صحیح بخاری میں بیان ہے کہ

> "تم کچھ کام کرتے ہو اور ان کو بال سے بھی کم تر سمجھتے ہو اور ہمارا حال یہ تھا کہ ہم انہی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں باعث ہلاکت سمجھتے تھے"

آج ہمارا حال اس سے کچھ مختلف نہیں غور کیجیے ۔ صحیحین کی روایت ہے کہ

> "ایک عورت صرف اس وجہ سے گرفتار بلا ہوگی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر روک رکھا تھا ۔ نہ تو اس کو کھلایا اور نہ چھوڑ دیا کہ وہ چل پھر کر کھائے جس کی وجہ سے وہ بلی مر گئی"

Marfat.com

ایک بلی کو ستانے کا عذاب یہ ہوا کہ وہ جہنم میں جلے گی اس نے اس کو معمولی گناہ سمجھا ہوگا مگر بالآخر وہی کام اس کے لیے وبالِ جان بن گیا۔

بعض سلف صالحین نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔

المعاصی برید الکفر — معصیت کفر کی تمہید ہے۔ جیسے

کما ان القبلۃ برید الجماع — بوسہ جماع تک پہنچانے والا ہے

اسی طرح سلف نے یہ بھی کہا ہے کہ گانا، زنا کا قاصد ہے اور نظر عشق کی پیام بر۔ ان جملوں کی حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ آج کی دنیا میں کسقدر درست ہیں اور ان سے پرہیز کتنا ضروری ہے۔ سچ کہا ہلال بن سعدؒ نے کہ

"تم یہ نہ دیکھو کہ معمولی گناہ کر رہے ہو بلکہ یہ دیکھو کہ کس ذات کی نافرمانی کر رہے ہو۔"

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ انسان گناہ کو جتنا معمولی سمجھتا ہے۔ وہ (گناہ) عند اللہ اسی انداز سے بڑا ہوتا ہے۔ اور اے مسلمانو! تم گناہ کو جتنا بڑا سمجھو گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی اعتبار سے معمولی ہوگا۔ کھلی حقیقت ہے کہ جہاں دل میں کسی گناہ کے متعلق معمولی ہونے کا خیال آیا ہم اس کے کرنے کے لیے اپنے آپ کو چست پائیں گے۔ اور جب کبھی گناہ کو بڑا سمجھیں گے اس کے پاس جانے کی ہمت نہ ہوگی۔ دیکھا گیا ہے کہ جس دشمن کو کسی نے حقیر جانا اسی دشمن نے ایک دن اس کو دے مارا۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس کو توبہ کی توفیق ہوئی اور اس سے باز آیا پھر استغفار کیا۔ تب اس کے دل سے یہ دھبہ دھل جاتا ہے۔ ورنہ اس کے بعد بھی گناہ کرتا رہا تو وہ دھبہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور پورے قلب پر چھا جاتا ہے اور وہی "ران" (زنگ آلود) بن جاتا ہے جس کے متعلق قرآن میں تذکرہ ہے۔

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ	دیکھو یہ جو (اعمالِ بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اما بعد یا معشر قریش فانکم اھل ھذا الامر ما لم تعصوا اللہ فاذا عصیتموہ بعث علیکم من یلحاکم کما یلحی	اے اہل قریش! تم اس وقت تک لطف و کرم کے مستحق رہو گے جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو گے۔ اور جب تم معصیت پر اتر آؤ گے تو وہ تم پر ان لوگوں کو

Marfat.com

هذا القضيب والقضيب فی یدہ ثم لحی فقضیبه فاذا ھوا بیض یصلہ	بھیجے گا جو تمہاری کھال ادھیڑ لیں گے ۔ جیسے اس شاخ کی چھال چھیل دی جاتی ہے ۔ آپ کے دست مبارک میں ایک شاخ تھی اسے چھیل کر رکھ دیا ۔

اس حدیث کو سامنے رکھنے کے بعد وہ سارے اشکالات ختم ہو گئے جو آج کل آئے دن مسلمانوں کے متعلق عام لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں ۔ بعض نافہم لوگ یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ مسلمان اس وقت ذلت و رسوائی سے دوچار کیوں ہیں ؟ حالانکہ ان کے لیے علو مرتبت کا قرآن نے اعلان کیا ہے ۔ ان کی نظر پورے نظام قرآن پر نہیں ہوتی ۔

یہ حدیث کس قدر صاف ہے کہ مسلمان جب معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ تو ان کو مسلمان ہی سمجھ کر قدرت ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیتی ہے ۔ جو انھیں مار مار کر سیدھا کرتے ہیں ۔ اور اس طرح قدرت ہی کی طرف سے ذلت و خواری کے ذریعہ انھیں جھنجھوڑا جاتا ہے ۔ پہلے ایک حدیث اور گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس وقت اٹھ جاتی ہے جب مسلمان معصیت میں ڈوب جاتا ہے ۔ کاش مسلمانوں کو اس کا احساس ہوتا ۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری جب اطاعت کی جاتی ہے تو میں راضی رہتا ہوں ۔ اور میں جب راضی رہا تو برکت عطا کرتا ہوں ایسی برکت جس کی کوئی انتہا نہیں ۔ اور جب میری نافرمانی ہوتی ہے تو

Marfat.com

میرا غضب بھڑکتا ہے۔ اور میرا غضب جب بھڑکتا تو میری لعنت برسنے لگتی ہے جو سات پشت تک پہنچتی ہے۔ (یعنی بہت شدید لعنت ہوتی ہے)۔

ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ

"بندہ جب معصیت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اتر آتا ہے تو جو لوگ پہلے اس کے ثنا خواں ہوتے ہیں وہ بھی اس کی مذمت پر اتر آتے ہیں۔"

ابو نعیم نے حضرت ابو الدرداءؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

"بندہ جب گناہوں میں آلودہ ہو جاتا ہے تو مومنوں کے دل میں اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ اس طرح بغض پیدا کر دیتا ہے۔ جس کا کسی کو علم بھی نہیں ہوتا"

یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ گناہ کی جو تاثیر بیان کی گئی ہے وہ فوراً ہی واقع ہو۔ بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ فوری طور پر اس کو گناہ سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے جب کہ گناہگار پر اس کے گناہ کی پاداش موجزن ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا احساس ہی مردہ ہو جائے اور ہم تمیز نہ کر سکیں۔

امام احمد نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور تم اپنے آپ کو ہمہ وقت موت کی آغوش ہی میں سمجھو۔ تم کو پتہ نہیں کس وقت روح جسم سے پرواز کر جائے

Marfat.com

اور کم تر چیز سے اگر تمہاری کفالت ہو جائے تو تم اس کثرت کے پاس بھی نہ پھٹکو جو تم کو غافل کر دے۔ اور سن لو نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی۔ اور نہ گناہ کبھی بھلایا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا ہوا ہے"۔

سلیمان یتمی فرماتے ہیں کہ

"انسان چھپ کر گناہ کرتا ہے تو ذلت اس کے چہرے پر برستی ہوتی ہے"۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں۔

"جو شخص چھپ کر اللہ تعالیٰ سے خیانت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا بھید علی الاعلان ظاہر کر دے گا"۔

ان اقوال کو خوب غور سے پڑھنا چاہیئے۔ اور ذہن نشین کر لینا چاہیئے تاکہ آدمی گناہ کی کھائیوں سے بچ سکے۔ تجربہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ آج تک کسی گنہ گار کا گناہ نہ چھپ سکا۔ (الفرقان لکھنؤ)

Marfat.com

تریاقِ سکرات

(از سید عبدالرب صوفی ایم - اے)

زد کے پوچھا ہائے کیا مسلم فنا ہو جائے گا۔
ہنس کے فرمایا "جو ہو جائے تو کیا ہو جائے گا"
ڈر گیا میں، یاس طاری ہو گئی دل نے کہا:۔
وہ صمد بھی ہے ظہورِ بأسُنا[1] ہو جائے گا۔

---

[1] یہ لفظ قرآن مجید میں بہت سی جگہ آیا ہے اس سے مراد عذاب خداوندی ہے۔

Marfat.com

پھر بندھی امید، پھر رو کر کہا، "پروردگار!
کیا تیرے قرآن کا حامل بھی فنا ہو جائے گا۔
غیب سے آواز آئی حامل قرآں ہیں کے
قوم کا قانون ناطق وَاتَّقُوا فِتْنَةً[1] بھی ہے
میں نے کی پھر یہ گذارش "یا الٰہ العالمین
قطعہ قطعہ اس زمیں کا ہے مساجد کا امیں!
چپہ چپہ پر یہاں آسودہ ہیں تیرے شہید
بوئے خون سے جن کی ذرہ ذرہ تک ہے عنبریں
آئی تھی تیرے نبی کو بھی محبت کی مہک
جس طرف سے یا الٰہی ہے یہی وہ سرزمیں۔
اف یہ گنجینے، یہ سینے، یہ دفینے اے خدا
یک بیک ہو جائیں گے کیا نذرِ طوفانِ بلا؟"
یہ ندا دی "مسجدیں اے عاشقِ مسجد نہ گن!
ہو گیا توحید! خالی مسجدوں سے مطمئن

---

[1] یہ الفاظ قرآن مجید کی جس آیت میں آئے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ کسی قوم کی غالب اکثریت کی وجہ سے جب اس پر اللہ کا عذاب آتا ہے۔ تو اس کی زد میں قوم کے وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو خود بدکار اور مجرم نہیں ہوتے۔

Marfat.com

مسجد اقصےٰ کا تو نے حشر دیکھا یا نہیں؟
لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ[1]

جس مہک کا ذکر ہے وہ تو فسانہ ہو چکی
ہو چکی وہ فصلِ گل اب نہ وہ راتیں نہ دن!
ہے شہیدوں کا لہو بھی مشکبو تن بھی چمن
روضۂ جنت ہے لیکن ان غزالوں کا ختن
وزن کہساروں کا جیسے کھینچ لے گا نفخ صور
مسجدوں کا وزن کھو دیتا ہے استکبار فجور
روحِ کعبہ جیسے نکلے گی قیامت کے قریب
مسجدوں کی موت ہے مومن کا عمرانی فتور
آج بھی تو سینکڑوں طیطوس[2] ہیں جالوت ہیں
کر چکے جو مسجدِ اقصےٰ کا ہیکل چور چور
گلشنِ رنگِ وفا، گلگلوں قبا ہیں وہ شہید
گلخنِ قہر و بلا ہیں یہ آدلی بائیں سنڈ بیڈ

---

[1] قرآن شریف میں جہاں یہ الفاظ آئے ہیں وہاں اس تاریخی واقعہ کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم نے جب نافرمانیاں کیں۔ اور ایمانی عہد کو توڑا تو اللہ نے ان کے بے رحم اور ظالم دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیا جنھوں نے بنی اسرائیل کے دینی قبلہ (مسجد اقصےٰ) تک کو پامال کر دیا۔

Marfat.com

سب ہمارا ہے، وہ حق یہ باطل خونخوار ہے
وہ گل صد چاک ہے یہ خارِ صد آزار ہے
اپنے اپنے حوصلے ہیں اپنی اپنی کوششیں
آلۂ تعذیب یہ ہے وہ ذلیل و خوار ہے
کس کے زلزلے، بجلیاں کس ہیں کسکی آندھیاں
کس کے شعلے، کس کے خنجر، کسکی گیر و دار ہے
غیر کو مت دیکھ! ہم کو دیکھ غارت گر ہیں ہم
جنس تیری ہے مگر میزانِ خیر و شر ہیں ہم"
تھام کر دل ڈرتے ڈرتے عرض پھر میں نے کیا
"یہ وہ پیارا ملک ہے اے مالکِ ارض و سما!
جس کو تیرے فکر، تیرے ذکر تیرے عشق سے
کر گئے پر نور تیرے عاشقانِ باصفا
چاند سورج کی طرح نکلے اجالا کر گئے۔
جلوۂ حق سے اندھیری رات کو دن کر دیا
نور سے ان کے فضا اس دیس کی معمور ہے
اختتام اس کا کہ اتمام، آہ کیا منظور ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ طیطوس اور جالوت ان ظالم قوموں کے سردار تھے جو بنی اسرائیل پر مسلط کی گئی تھیں۔ انھیں کو اولی باس شدید کہا گیا ہے یعنی بڑے سخت اور طاقتور لوگ!

Marfat.com

گرچہ اب زیرِ زمیں سوتے ہیں وہ شب زندہ دار!
لیکن ان کے میکدوں میں ہے وہی تازہ بہار!
کتنی آنکھیں ہیں چھلکتے جام اب بھی اے خدا!
یہ مے غم رات بھر پیتے ہیں کتنے بادہ خوار!
کتنے پہلو بستروں سے اب بھی رہتے ہیں جدا!
لب پہ تیرا نام، دل بیتاب، آنکھیں اشکبار!
پیر برحق کا مجھے یہ ایک نکتہ یاد ہے۔
"ہم نہ ویراں ہونگے جبتک میکدہ آباد ہے!"
اب بھی ہیں مے خوار ساقی کی نگاہیں اب بھی ہیں
مے کدوں میں طالبوں کی تجھ سے راہیں اب بھی ہیں
وصل کی اب بھی لگن ہے، ہجر کی اب بھی جلن
عاشقوں کا گریہ، بے چینوں کی آہیں اب بھی ہیں
اس زمیں پر غلغلہ اب بھی ہے تیرے ذکر کا!
سینکڑوں روتی تڑپتی خانقاہیں اب بھی ہیں
ذکر کی کرتے ہیں جو حلقوم نغمہ باریاں
کیا انھیں سے چھوٹتی ہیں خون کی پچکاریاں
تیرے ان بندوں میں یارب وہ بھی ہیں مسکین وزار
جن کا ظاہر ان کے باطن کا نہیں آئینہ دار

Marfat.com

جو پریشان حال و خاک آلود رہتے ہیں مگر۔

ہے ترے دربار میں اسدرجہ ان کا اعتبار
جس مہم کے واسطے وہ تجھ پہ کھا بیٹھیں قسم
لاج ان کی تو بھی رکھ لیتا ہے اے پروردگار
کیا نگاہِ لطف ان پر بھی نہ ڈالی جائے گی
اے خدا کیا ان کی بھی فریاد خالی جائے گی
بہہ رہے تھے میرے آنسو غیب سے آئی صدا:
میرے بندے پر اثر ہے تیرے رونے کی ادا
ذکر کا ہر نغمہ نکہت، اشک کا ہر قطرہ عطر!
فکر کا ہر لمحہ ہے آئینۂ حسن بقا!
سن رہے ہیں شب کے نالے صبح کی آہیں بھی ہم
ہم سے پنہاں رہ نہیں سکتا ہے کوئی ماجرا
چشم بے خواب و دلِ بیتاب سب ہیں کامیاب
اجر ہم دیتے ہیں اپنے طالبوں کو بے حساب
لیکن اے بندے! یہ سب ہے انفرادی ماجرا
ہو چکا طے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
فرد کے میزان میں ناداں جماعت کو نہ تول
خود بتا ہے اور کَثُرَ الْخُبْثُ[1] کا کیا مقتضا

---

[1] ایک حدیث میں ہے بعض صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ اس

Marfat.com

زندہ تیرے بادہ کش! آباد تیرے میکدے!
ان سے لیکن ہو نہ پائی دردِ امت کی دوا
نکتہ تیرے پیر برحق کا ہے حق اے ناصبور
ذکرِ حق جب تک ہے دنیا میں نہ ہوگا نفخِ صور
چاند سورج بننے والے سب کو روشن کر گئے
دہر کے ظلمت کدے کو نورِ حق سے بھر گئے
اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ بھی پورا ہو چکا
جو گدا تھے بن کے شاہنشاہِ بحر و بر گئے
کچھ قسم کھا بیٹھنے والے تو ہیں مشکل برا
دیکھ کر تیورِ مشیت کے ہماری ڈر گئے
وہ قسم کھانے پہ مائل ہوں تو ہم منہ توڑ دیں
رحم فرمائیں تو ان کے عزم کا رخ موڑ دیں"
دیکھ کر یہ حال میں نے کی دعا با چشمِ تر
یا الٰہی رحم فرما! امتِ مرحوم پر۔

بقیہ حاشیہ گزشتہ۔ امت پر ہلاکت کا عذاب ایسے وقت بھی آسکتا ہے جب کہ اس میں کچھ لوگ نیک بھی ہوں۔ حضور نے فرمایا ہاں اگر امت میں خباثت یعنی فسق و فجور کی کثرت ہو تو آسکتا ہے

Marfat.com

ملتوی کر دے خداوندا ! اَخذُنا[1] کا عمل
شامتِ اشرار سے اخیار کو ضائع نہ کر
تو جو چاہے یک بیک سب نیک و بد برباد ہوں
تو جو چاہے نیک بن جائیں بدوں کے بھی سپر
عالمانِ دینِ برحق ہیں مثیلِ انبیاء ــــــ
ان میں ہر عیسیٰ نفس ہے دردِ امت کی دوا
پھر کسی کو بخش دے داؤد کا عزم بلند
دل بڑی مدت سے ہیں سینوں کے اندر بند بند
پھر کسی اہلِ عصا کو بخش موسیٰ کا جگر
ڈٹ کے جو فرعونوں سے لے حساب چون و چرا
خالدؓ و فاروقؓ کی جراٴت عطا فرما انھیں !
ان کو کھائے جا رہا ہے روز و شب وہم گزند
عالموں میں علم بھی ہے ، جسم بھی ، تدبیر بھی
عزمِ طالوتی کا طالب ہے جوان بھی پیر بھی"
یہ ندا دی ہم وہ قادر ہیں کہ ہم چاہیں اگر
شبنم انگاسے سے ٹپکے، برف سے نکلیں شرر

---

[1] یہ لفظ قرآن کی جن آیتوں میں آیا ہے ان میں قوموں کی بدکرداریوں پر اللہ کی پکڑ اور دنیا میں نزولِ عذاب کا ذکر کیا گیا ہے ۔

Marfat.com

جبر کر سکتے ہیں حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْن[1]
توڑ بھی سکتے ہیں ہم یکسر حدودِ خیر و شر
لیکن اے ناداں یہ دنیا عالمِ اسباب ہے
نظمِ خلق و امر ہم کرتے نہیں زیر و زبر
جنگ گر آئینِ فطرت سے ہے تخریب زمیں
دینِ حق سے جنگ ہے غارت گرِ دنیا و دیں
"یک بیک برباد ہوں سب نیک و بد" یہ کیا کہا
فرد یا امت کو یوں نہیں ملتی سزا!
بلکہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیے
بیشتر ہم بھیجتے ہیں ان امتوں میں انبیاء
سلبِ نعمت کے لیے ہے مَا بِاَنْفُسِهِمْ کی قید
شرط ہے فَسَقُوْا، اَخَذْنَا کی، فَدَمَّرْنَا جزا[2]
امتوں کو بیشتر ہشیار کر دیتے ہیں ہم
پھر بغاوت پر ذلیل و خوار کر دیتے ہیں ہم

---

[1] یہ بھی قرآنی الفاظ ہیں ترجمہ یہ ہے "یہاں تک کہ وہ ہو جائیں سب ایمان والے۔"

[2] اس شعر میں قرآن مجید کی چند آیتوں کی طرف اشارات ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب تب ہی نازل کرتے ہیں جب وہ فسق و فجور کی وجہ سے خود ہی عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

کس نظر سے تو نے دیکھا قوم کے ادبار کو ؟

ملے نہ ڈوبے شامتِ اشرار کیوں اخیار کو ؟

حق کی بنیادیں الٹ دیں ہیبتِ طاغوت سے

کر دیا برہم نگاہِ یاس سے اقدار کو

ان مثیلِ انبیاء نے یہ رسالت کی ادا

دی بتر سے عیسٰی نفس نے دوا بیمار کو

خیرِ امت عالم افروزی پہ بھی مامور ہے

شمع حق پھر بھی اندھیری رات میں بے نور ہے

جس جماعت کو علما کی خدمت پیغمبری

اس نے توڑا بھی کلیم آسا طلسم سامری ؟

کر سکی تھی نطق موسٰی کو اپنا ہم نوا

مصلحت، تدبیر، یا فرعونیت کی دلبری ؟

خیرِ امت کے مثیلِ انبیاء کا کام ہے

حصہ داری، مجلس آرائی، و فایا رہبری ؟

عزمِ عمرانی وہاں تھا اوش ہامانی یہاں

ہمت مومن وہاں تھی کفر سامانی یہاں

نطق و کلک و تعلق سعی و جنبش و لغزش گواہ !

دل ہے اپنا دل، نہ ہے ظالم نگاہ اپنی نگاہ

Marfat.com

"پیشِ[1] صنعا خرقہ رہن خانۂ خمار داشت
گر مرید راہِ عشقی فکرِ بدنامی" گناہ
کر رہا ہے لیجۂ[2] "لا تتّبع اَھواءَ ھُم"
اور ہی کچھ چیز ہے[3] "اَن تتّقُوا مِنھُم تُقٰی"

دیدنی ہے اس کلیم وقت کا عزم بلند
ڈالتا ہے بامِ فرعونی پہ جو بڑھ کر کمند

ہے یقیں زورِ ستیزہ بے یقینی ضعف ساز
روحِ ایماں فقر، روحِ بے یقینی حرص و آز

سجدۂ خالق کلیدِ شوکت و شان شکوہ
سجدۂ مخلوق، لعنت، مسکنت، ذلت نیاز

علم نورانی سراپا کاشفِ اسرارِ وحی۔
علم ظلماتی حجاب و نکتہ ساز و حیلہ باز

جو بندوں کی کبھی سپر بننے کی کرتے آرزو
تو "ھٰذا اَنَا اللہ" کہہ دیں گے ہمارے رو برو

---

[1] یہ پورا شعر حافظ کا ہے صرف مکن کی جگہ گناہ کر دیا ہے۔ [2] یہ الفاظ قرآن کریم کے ہیں ان میں تنبیہ کی گئی کہ تم باطل پرستوں کے خیالات و خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ بلکہ اللہ کی ہدایت کی روشنی پر چلو۔ [3] یہ الفاظ جس آیت کے ہیں اس میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ خوف و خطر کے خاص حالات

Marfat.com

دارِ باقی میں سزائے بے یقینی ہے جحیم

دارِ فانی میں حجارہ ، صاعقہ ، ریح عقیم

ذلت و خواری غلامی ، رعب و دہشت ، جبن و وہن

قحط و بیماری ، ہلاکت ، قتل و غارت خوف و بیم

امتیں اپنی شرارت کا یہ پاتی ہیں صلہ

دل رسولوں کے ہمارے ڈر سے رہتے ہیں دو نیم

یک سرِ مو فرق کم دیتے اگر پیغامبر

سر پہ ہم ان کے بھی رکھ دیتے حسام بے سپر

گاہ نقضِ عہد پر برباد کر دیتے ہیں ہم

گاہ کچھ دن کیلئے آناد کر دیتے ہیں ہم

گاہ دو قوموں کو دیتے ہیں تصادم کا عذاب

گاہ دونوں کو ثمود و عاد کر دیتے ہیں ہم

آلۂ تعذیب ٹھہرا کر کسی کو چند روز

تختۂ مشقِ بلیا المرء ضاد کر دیتے ہیں ہم

لے (بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) میں اپنی جان بچانے کے لیے کسی ایمان والے سے اگر کچھ کمزوری ظاہر ہو اور وہ خلاف عقیدہ اس وقت کوئی بات کہہ کے اپنی جان بچالے تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ لے سورہ الحاقہ کی آیت تو تقول علینا الخ میں لرزا دینے والا مضمون بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

امتِ مرحوم صدیوں سے ہے محوِ ارتکاب ـــــ ۔
جھیل رہی ہے جس کے خمیازے میں مدت سے عذاب
سربسجدہ ہو کے ہیں نغمے کی گذارش "یا الٰہ
امتِ مرحوم کیا ہو جائے اب یکسر تباہ؟
ھُمْ عِبَادُکَ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ!
تو سراپا رحم و رافت یہ سراسر ہیں گناہ۔
قوتیں فکر و عمل کی بن چکیں یاس و ہراس
کچھ نہیں سرمایۂ بیچارگی جز اشک و آہ
مضطرب ہے دل، نظر حیراں، پریشاں ہے دماغ
ہائے کیا باطل کی پھونکوں سے ترے حق کا چراغ...؟
پاسِ عظمت شفاعۂ منہ سے کہہ سکا "بجھ جائے گا"؟
غیرتِ حق نے ندا دی "موسمِ گل آئے گا۔
خار زارِ یاس و غم کو ہم بنا دیں گے چمن
ابرِ نیسانِ کرم، پیہم گہر برسائے گا۔
گریۂ اخلاص و استغفار و آہنگِ عمل
میرے بندے مژدۂ آمرزگاری لائے گا

لہ ان الفاظ سے قرآن مجید کی جس آیت کی طرف اشارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوندا! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو رحمت سے ان کو معاف کر دے تو یہ معافی کسی کے دباؤ سے نہ ہوگی۔ کیونکہ تو زور و قوت اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

شرط ہے لیکن کہ ہو تجدید میثاق وفا
ہو علوم وحی پر تعمیر ملت کی بنا!
متنِ میثاق وفا ہے زیب عنوانِ حیات
آیت ہستی ہے یہ شایانِ قرآنِ حیات
ہم بتاتے ہیں سراغِ چشمۂ آبِ بقا
خیر است جسم ہے قرآن ہے جانِ حیات
مثلِ ایام خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ[1] یہ دن بھی ہیں
حرفِ نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اعلان پیمانِ حیات
مردِ مومن زندۂ جاوید ہے فانی نہیں
ہے ہمارا امر محکم نقشِ انسانی نہیں

---

[1] اس شعر میں "خلوا من قبلہم" سے مراد اگلی امتوں کی تاریخ ہے۔ اور ننج المومنین سے اشارہ سچے ایمان والوں اور ان کی نجات اور سرفرازی کے وعدہ خداوندی کی طرف ہے۔ دونوں لفظ بھی قرآن مجید ہی کے ہیں۔

Marfat.com

Anaam ul haq hashmi

ایک ضروری اعلان

بعض احباب نے اس امر کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ اگر اشاعت کی ہر کتاب بذریعہ وی۔پی بھیجی جائے تو معاونین کو ...اب تقریباً دو روپے ادا کرنے پڑیں گے۔ اس لیے معاونین ...زید سہولت بہم پہنچانے کے لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ...ونین چندہ معاونت کے علاوہ چھ روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی ...سال کر دیں تو انھیں ہر دو ماہ بعد کتاب بذریعہ ڈاک مل جایا کرے تاہم جو معاونین چھ روپے پیشگی ارسال نہ کریں گے ان کی ...ف ہر کتاب بدستور بذریعہ وی۔پی ارسال کیجائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ

بزم اشاعت

حبیب بینک بلڈنگ اُردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

Amu kashmi

مکتبہ ندائے حرم

اعزاض ومقاصد

اسلاف عظام اور اکابر علمائے کرام کی تمام تصانیف فراہم کرنا
حالات کے مطابق معیاری لٹریچر کی اشاعت۔
دخط وکتابت کرتے وقت) اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمائیے
جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا لفافہ روانہ فرمائیں۔
قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں ادارہ پر اعتماد فر
محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔
پچیس روپے سے زائد کتب کی فرمائش روانہ کرتے وقت کم ا
چوتھائی رقم پیشگی بھیجیں۔
پانچ سیر سے زیادہ مال طلب کرتے وقت قریبی ریلوے سٹیشن
نام ضرور تحریر کریں تاکہ مال بذریعہ ریل بھیجا جاسکے۔
کتابیں طلب فرماتے وقت ان کے مصنف اور زبان کے متعلق
مزید وضاحت فرمائیں۔
تاجران کتب کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔
وی۔پی منگوا کر واپس کرنا اخلاقی جرم ہے۔

مکتبہ ندائے حرم ۲۴ حبیب بنک بلڈنگ اردو بازار۔

Marfat.com

Umm Hashim

مکتبہ "ندائے حرم" کا سلسلۂ اشاعت

دو ماہی سلسلۂ اشاعت۔ سال میں چھ کتابیں۔
ہر کتاب کی ضخامت کم از کم ۸۰ صفحات۔ قیمت ۷۵ پیسے
معاونین کے لیے محصول ڈاک ادارہ اپنے پاس سے ادا کرے گا۔

معاون بننے کے لئے چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں ہر دو ماہ بعد آپ کو ایک کتاب بذریعہ رجسٹری بھیج دی جائے گی۔

یا

ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر بطور ضمانت بھیج دیں۔ ہر دو ماہ بعد آپ کے نام کتاب بذریعہ وی۔ پی قیمتی ایک روپیہ بھیج دی جائے گی۔ ضمانت جب آپ چاہیں واپس ہو سکتی ہے۔

سلسلہ کی پہلی کتاب "دعوت نماز" ستمبر میں شائع ہو چکی ہے۔

خط و کتابت کا پتہ

مکتبہ "ندائے حرم" حبیب بنک بلڈنگ
اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

فہرست کتب مکتبہ "ندائے حرم"

تصانیف مولانا محمد قاسم نانوتوی

انتصار الاسلام	-/۸۸
اسرار قرآنی	-/۲۵
انتباہ المومنین	-/۲۰
قصائد قاسمی	-/۳۷
حجۃ الاسلام	-/۷۵
جمال قاسمی	-/۳۰
تصفیۃ العقائد	-/۵۰
تقریر دلپذیر	۴/-
تحذیر الناس	-/۶۲
قبلہ نما	۱/۷۵
مباحثہ شاہجہانپور	۱/۲۵
گفتگوئے مذہبی	-/۶۲
تحفہ لحمیہ	-/۲۵
توثیق الکلام	-/۴۰
الاقتصاد فی الصناد	-/۳۵

تصانیف مولانا رشید احمد صا(حب)
(گنگوہی)

اوثق العریٰ
احتیاط الظہر
زبدۃ المناسک
سبیل الرشاد
فتاویٰ رشیدیہ کامل
فتاویٰ میلاد
قطوف دانیہ
مسئلہ علم غیب
ہدایت الشیعہ
ہدایۃ المعتدی

ملنے کا پتہ
"ندائے حرم"
حبیب بنک بلڈنگ اردو بازار

Marfat.com

اسلامی مطبوعات

کشف المحجوب اُردو

مصنفہ۔ حضرت مخدوم علی ہجویریؒ

ترجمہ ۔ عبد الرحمٰن طارق

تصوف اور روحانیت کے موضوع پر عالمانہ جامع و مانع کتاب ۔

قیمت مجلد ۶/۔ ۔ غیر مجلد ۵/۔

سفینۃ الاولیا

فارسی تصنیف شہزادہ دارا شکوہ

اردو ترجمہ مولانا محمد وارث کامل مرحوم

اس کتاب میں قادری۔ نقشبندی سہروردی چشتی سلسلوں کے بزرگوں کے حالات ترتیب وار پیش کئے گئے ہیں ۔

قیمت مجلد چھ روپے غیر مجلد پانچ روپے

غنیۃ الطالبین

مصنفہ۔ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

ترجمہ۔ حضرت مولانا سید عبد الدائم الجلالی

فرائض اسلامیہ اور دیگر اہم مسائل شرعیہ کی نہایت حکیمانہ اور مفصل تشریح و توضیح

قیمت مجلد ۔ ۹/۔ ۔ غیر مجلد ۔ ۸/۔

فتوح الغیب اُردو

مصنفہ۔ شیخ عبد القادر جیلانی رح

نہایت ہی سادہ اور پرمعنی پیرائے میں حقیقت تصوف کا بیان ہے ۔

قیمت مجلد۔ ۲/۵۰ ۔ غیر مجلد۔ ۲/۰

مدنی کتب خانہ ۔ گنپت روڈ ۔ لاہور ۔

Marfat.com

ماہنامہ سلسبیل

معاصرین کی نظر میں

● یہ رسالہ اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے روحانیت کی تربیت کا سامان بہم پہنچایا ہے۔
روزنامہ کوہستان لاہور

● اس پاکیزہ صحیفہ کے اجرا کا مقصد انسانیت کا ارتقاء اور روحانی تعلیم و تربیت ہے اور موجودہ دور میں اس تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے۔
ہفت روزہ [illegible]، لاہور

★ انسانیت کے ارتقاء ★ روحانی تعلیم و تربیت ★ تلاش حق

کے لیے

پاک و ہند میں اسلامی تصوف اتحادِ ملت کے ترجمان

ماہنامہ سلسبیل لاہور

کا مطالعہ کیجئے

● [illegible] ● پُر مغز مضامین ● جاذبِ نظر سرورق

سالانہ چندہ [illegible] ● فی شمارہ : ۵۰ پیسے

([illegible] بھیجیے)

ادارہ سلسبیل ● چوک اردو بازار، لاہور

Marfat.com

عروج و زوالِ اُمّت

مرتّبہ

امجد القادری

ناشر

بزمِ اشاعت۔ چوک اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com